فتاویٰ
دارالعلوم
دیوبند
مدلل و مکمل

اضافۂ جدیدہ

دارالافتاؤں میں رائج الوقت نسخوں کے مطابق تخریج کے ساتھ جدید کمپیوٹر ایڈیشن

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

مُدلّل و مکمّل

جلد یازدہم

ثبوت النسب، حضانت، نفقہ

افادات: مفتی اعظم عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب عثمانیؒ
(مفتی اوّل دارالعلوم دیوبند)

حسب ہدایت: حکیم الاسلام حضرت مولانا محمد طیّب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند.

مرتب: مولانا محمد ظفیر الدّین صاحب شعبۂ ترتیب فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

اضافہ تخریج جدید
مولانا مفتی محمد صالح کاروڑی رفیق دارالافتاء جامع علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی.

دارُالاِشاعت

اردو بازار، ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 2213768

تخریج جدید اور کمپیوٹر کمپوزنگ کے جملہ حقوق ملکیت محفوظ ہیں

با ہتمام : خلیل اشرف عثمانی دارالاشاعت کراچی

طباعت : ستمبر ۲۰۰۲ء شکیل پریس کراچی۔

ضخامت : ۹۶ صفحات

بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت العلوم 20 نابھ روڈ لاہور
کشمیر بکڈ پو۔ چنیوٹ بازار فیصل آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور
بیت الکتب بالمقابل اشرف المدارس گلشن اقبال کراچی

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
مکتبہ سید احمد شہیدؒ اردو بازار لاہور
مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان
مکتبہ رحمانیہ ۱۸۔ اردو بازار لاہور
ادارۃ اسلامیات موہن چوک اردو بازار کراچی

فہرست مضامین فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مدلل و مکمل جلد یازدہم

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فتاویٰ دار العلوم دیوبند مدلل ومکمل جلد یازدہم

الحمدللہ رب العٰلمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی الہ وصحبہ اجمعین

اللہ تعالیٰ کا اس پر جس قدر بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے کہ اس نے اپنے فضل وکرم سے مجھ جیسے بے مایہ انسان کو فتاویٰ دار العلوم دیوبند کی ترتیب وتزئین اور تحشیہ کی خدمت پر لگا رکھا ہے، اور اس خدمت میں کامیابی سے ہمکنار کر کے حوصلہ افزائی بھی فرمارہا ہے، ورنہ اہل علم سے پوشیدہ نہیں ہے کہ یہ کام کس قدر محنت طلب، پیچیدہ اور سکون واطمینان کو چاہتا ہے، کیونکہ بکھرے ہوئے ہزاروں مسائل کی کتاب وباب وار بلکہ فصل وار فقہی ترتیب، ہر عربی عبارت کا حوالہ، جن مسائل میں مفتی علام نے حوالہ درج نہیں فرمایا ہے، ان کے لئے باضابطہ حوالجات کی تلاش وجستجو، اور پھر سب کا حواشی پر اندراج، کوئی آسان کام نہیں ہے۔

حضرت مولانا اکبر آبادی مدظلہ نے ایک بار فرمایا تھا کہ ہمارے یہاں یونیورسٹی میں کسی معمولی قدیم پرانی کتاب کو کوئی ایڈٹ کرتا ہے تو تین سال تک اسے یونیورسٹی گراں قدر وظیفے دیتی ہے، پھر اس کی تیاری اور منظوری پر اسے ڈاکٹر (پی، ایچ، ڈی) کی ڈگری سے نوازتی ہے، ایک استاذ مستقل محنت کر کے اس کی رہنمائی کا فریضہ بھی ادا کرتا ہے، اور تم نے حضرت مفتی صاحبؒ کے ۳۶ سالہ دور افتاء پر کافی محنت کی، دار العلوم جیسے مرکزی دار الافتاء کے بکھرے ہوئے فتاویٰ کو مرتب کیا، حاشیہ اور حوالہ جات درج کیا، اس کی کئی جلدیں شائع ہو کر مقبول عام ہو چکیں، مگر تمہارے علماء کی نظر میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی کام ہی نہیں ہوا، کوئی کلمہ خیر کہنے کے لئے بھی شاید آمادہ نہیں، حالانکہ یہ بڑا عظیم الشان تحقیقی کام انجام پارہا ہے، مستقبل میں یہ علمی وفقہی ذخیرہ امت کے لئے بہت ہی کارآمد ثابت ہوگا، اور ایک دنیا اس سے مستفید ہوگی۔

اس وقت میں نے سمجھا تھا کہ مولانا میری حوصلہ افزائی کے لئے یہ کلمات فرمارہے ہیں، مگر اب جب دیکھ رہا ہوں کہ اس کی ایک ایک جلد کے کئی کئی اڈیشن چھپ رہے ہیں، تو اندازہ ہوتا ہے کہ مولانا کا اندازہ بہت درست تھا، انشاء اللہ جس طرح زمانہ آگے بڑھتا جائے گا، فتاویٰ دار العلوم دیوبند مدلل ومکمل کی قدر وقیمت بھی بڑھتی ہی چلی جائے گی، اور مسلمانوں کا کوئی گھر انشاء اللہ اس سے خالی نہ رہے گا،

کوئی شبہ نہیں یہ سب فضل ربی کے بعد جامعہ اسلامیہ دار العلوم دیوبند اور اس کے اکابر واسلاف کی خدمات واخلاص کا ثمرہ ہے، اور عارف باللہ حضرت مفتی صاحب قدس سرہ کی روحانیت کے اثرات کا خوشگوار نتیجہ۔

آج جب اس کی گیارہویں جلد مکمل ہو کر پریس جارہی ہے، مرتب فتاویٰ کا دل اور اس کی زبان حمد وشکر رب سے لبریز وتر اور اس کی پیشانی مالک حقیقی کے آگے سجدہ ریز ہے، اور اس کے ہر بُنِ مو سے آواز آرہی ہے۔

"الٰہ العٰلمین! ایک بے مایہ ظلوم وجہول کی اس حقیر محنت کو شرف قبولیت سے نواز دے، اور دارین کی نعمتوں سے مرتب کے ظاہر وباطن کو مالا مال کردے، اور اسی کے ساتھ دار العلوم کا فیض تاقیامت باقی رکھ، تاکہ

کائنات انسانی اس سے مستفیض ہوتی رہے، اور اس گہوارہ علم و عمل کو دشمنوں، مخالفوں اور بدباطنوں کے شر و فتن سے مامون و محفوظ رفرمادے "ربّنا تقبل منا انك انت السميع العليم۔"

پیش نظر جلد میں کتاب الطلاق کے اخیر کے تین ابواب ہیں جو دسویں جلد میں آنے سے رہ گئے تھے، (۱) ثبوت النسب (۲)، حضانت (۳) اور نفقہ، اس جلد کو انہی تین ابواب پر ختم کر دینا مناسب معلوم ہوا، اب اس سے آگے کی جلدوں میں جو مسائل آئیں گے ان کی تعداد نسبتاً بہت کم ہوگی، اس لئے کہ عام طور پر نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کے بعد عوام کو نکاح و طلاق سے متعلق ہی احکام و مسائل سے واسطہ پڑتا ہے اور انہی کے متعلق وہ مفتیان کرام سے سوالات کرتے ہیں، ان کے علاوہ مسائل کی صرف خاص طبقہ کے لوگوں کو ضرورت پڑتی ہے، اور وہی ان کے متعلق کبھی استفسار کرتے ہیں، اس لئے ان مسائل کی تعداد کم ہے، انشاء اللہ بارہویں جلد میں کتاب الایمان سے لے کر کتاب الوقف تک کے مسائل آجائیں گے، جس پر کام شروع ہو چکا ہے، امید ہے اس سلسلہ کی اب بہت جلد تکمیل ہو جائے گی، دعا ہے اللہ تعالیٰ مابقی کام بھی حسن و خوبی کے ساتھ پورا کرادیں۔

اخیر میں سرپرست حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ، محترم اراکین مجلس شوریٰ زید مجدہم اور اپنے اساتذہ کرام دامت فیوضہم کی خدمات عالیہ میں ہدیہ سپاس و تشکر پیش کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں، جن کی تعلیم و تربیت، حوصلہ افزائیوں اور دعاؤں کی برکتوں سے یہ خاکسار اس خدمت گرامی کے لائق ہوا، رب العالمین ان تمام بزرگوں کا سایہ عاطفت تادیر ہمارے سروں پر قائم رکھے، آمین یارب العالمین۔

طالب دعاء
محمد ظفیر الدین غفرلہ
مرتب فتاویٰ دار العلوم دیوبند
۲۷ ذی قعدہ سن ۱۴۰۰ھ

باب شانزدہم
نسب سے متعلق احکام ومسائل

منکوحہ غیر مطلقہ کا دوسرے مرد سے نکاح اور اس کی اولاد

(سوال ۱۱۴۷) ایک عورت جس کا خاوند زندہ ہے نکل کر دوسری جگہ نکاح کر کے بیٹھ گئی ہے اور خاوند اول نے اس کو طلاق نہیں دی ہے۔ وہ اولاد جو خاوند ثانی سے ہوئی ہے حلال ہے یا حرام؟ اور اس اولاد کا دیگر نسلوں سے رشتہ کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

(الجواب) غیر مطلقہ عورت کا نکاح ثانی ناجائز اور باطل ہے اولاد جو شوہر ثانی سے ہے وہ شوہر اول کی طرف شرعاً منسوب ہوگی لقوله عليه السلام الو لد للفراش وللعاهر الحجر ۔(۱) اور جب کہ اس اولاد کا نسب شوہر اول سے ثابت ہے تو رشتہ کرنا ان سے جائز ہے۔ فقط وهذا اذا لم يعلم بان لها زوجاً غيره فكيف اذا ظهر زوج غيره فلا شك فى عدم ثبوته من الثانى شامى باب ثبوت النسب۔(۲) وكذا لا عدة لو تزوج امرأة الغير عالماً بذلك (۳) الخ عن العدة . محمد انور عفا الله عنه.

میاں دس سال سے باہر ہو، اور یہاں بچہ ہو تو حلالی ہو گا یا حرامی

(سوال ۱۱۴۸) کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ مولانا مولوی اشرف علی صاحب تھانوی سلمہ نے اپنی کتاب بہشتی زیور حصہ چہارم ص ۵۷ میں یہ مسئلہ تحریر فرمایا ہے کہ میاں پردیس میں ہے اور مدت ہوگئی کہ گھر نہیں آیا اور یہاں لڑکا پیدا ہو گیا تب بھی وہ بچہ حرامی نہیں اسی شوہر کا ہے، فرض کرو کہ زید دس بارہ برس سے پردیس میں ہے اور اس کے لڑکا پیدا ہو گیا، دراں حالیکہ اس درمیان میں وہ ایک منٹ کو بھی گھر نہیں آیا تو یہ لڑکا کس طرح حرامی نہ کہلائے گا اور کیوں کر وہ حرامی نہ ہوگا؟ اگر یہ خیال کیا جائے کہ ممکن ہے مرد اپنی بیوی کے پاس تنہائی میں آگیا ہو، اور کسی کو علم نہ ہو تو مسئلہ مذکورہ میں یہ بات بھی نہیں، کیونکہ صاف ظاہر ہے کہ برس گذر گئے وہ گھر نہیں آیا، چونکہ اس مسئلہ سے طبیعت میں ایک قسم کی الجھن پیدا ہوتی ہے اور دوسری قوموں کے صریح اعتراض کے لئے کافی موقعہ ہے، اس لئے براہ کرم مفصل ومشرح جواب سے مطلع فرمائیں۔

(الجواب) جو مسئلہ آپ نے بہشتی زیور سے نقل کیا ہے صحیح ہے شریعت کا مسئلہ یہ ہے کہ جس کی زوجہ ہے بچہ اس کا کہلائے گا، حدیث شریف میں آگیا ہے الولد للفراش وللعاهر الحجر (۴) (بچہ اس کا ہے جس کا

---

(۱) مشكوٰة باب اللعان فصل اول ۱۲ ظفير.
(۲) ردالمحتار باب ثبوت النسب ج ۲ ص ۸٦٨ . ط.س. ج۳ص ۵۵۲ . ۱۲ ظفير.
(۳) اما نكاح منكوحة الغير و معتدته فالدخول فيه لا يوجب العدة ان علم انها للغير لانه لم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلا (ردالمحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۸۳ . ط.س. ج۳ص۱۳۲) ظفير.
(۴) مشكوٰة باب اللعان فصل اول ۱۲ ظفير.

فراش ہے یعنی جس کے نکاح میں وہ عورت ہے اور زانی کے لئے پتھر ہے یعنی محروم رہے گا اور اس کو سزا دی جائے گی) نسب بچہ کا اسی شوہر سے ثابت ہوگا۔ پس امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ نے اس حدیث صحیح کے ارشاد کے موافق یہ حکم فرمایا کہ شوہر کہیں ہو، بچہ کا نسب اس سے ثابت ہوگا۔ پس جب کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا تو اس کے خلاف کیسے کوئی حکم کر سکتا ہے۔ اور مطلب اس حدیث کا اور بہشتی زیور کے مسئلہ کا یہ ہے کہ در حقیقت وہ بچہ اگرچہ ولد الزنا ہو مگر ہم کو حکم یہ ہے کہ اس کو حرامی نہ کہیں، عورت کے خاوند کے طرف منسوب کریں۔(۱)

مدت حمل اور عدت حاملہ

(سوال ۱۱۴۹) حمل عورت کی کتنی مدت ہے؟ اور حد عورت کرنگ کی کتنے سال ہے؟ اور علامات حمل کی کتنی ہیں؟ اور نشانات کرنگ کے کتنے ہیں؟

(الجواب) حمل کی زیادہ سے زیادہ مدت دو برس ہے اور کم از کم چھ ماہ۔(۲) اور عدت حاملہ مطلقہ یا حاملہ متوفی عنہا زوجھا کی وضع حمل(۳) ہے کرنگ عورت کا مطلب معلوم نہیں ہوا کہ کس کو کہتے ہیں۔ اس وجہ سے کچھ جواب نہیں دیا جا سکتا۔

زنا سے حمل کے بعد نکاح ہوا، اور چھ ماہ سے کم میں بچہ ہوا تو نسب کا کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۱۵۰) ایک عورت کے زنا سے حمل قرار پا گیا اور اس کا نکاح کر دیا گیا، نکاح سے چھ ماہ کے اندر بچہ پیدا ہوا تو بچہ کا نسب ناکح سے ثابت ہو گا یا نہیں؟ اور اس بچہ کا وارث ہو گا یا نہیں؟

(الجواب) نکاح سے پہلے زنا سے جو حمل ہے اور بعد میں جو نکاح ہوا اور نکاح سے چھ ماہ سے کم میں بچہ پیدا ہوا تو نسب اس کا ناکح سے ثابت نہیں ہوگا اور میراث اس کی ناکح نہ پاوے گا، ماں اور بھائی اخیافی وارث ہوں گے۔(۴)

نسب کا ثبوت

(سوال ۱۱۵۱) الف نے ایک عورت سے نکاح کیا اور وہ ابھی والدین کے گھر میں تھی کہ ب اسے اغواء کر کے

---

(۱) ان الفراش علیٰ اربع مراتب وقد اکتفوا بقیام الفراش بلا دخول کتزوج المغربی لمشرقیة بینهما سنة فولدت لستة اشهر منذ تزوجها لتصوره كرامة او استخدا ما الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ثبوت النسب ج ۲ ص ۸٦٧. ط.س. ج۳ص ۵۵۰)ظفیر.

(۲) اکثر مدة الحمل سنتان الخ واقلها ستة اشهر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ثبوت النسب ج ۲ ص ۷۵۷) ظفیر.

(۳) وفی حق الحامل الخ وضع جمیع حملها بلا تقدیر بمدة سواء ولدت بعد الطلاق او الموت بیوم او اقل جوهره (ردالمحتار باب العدة ج ۲ ص ۸۳۱. ط.س. ج۳ص ۵۱۱) ظفیر.

(٤) ولو ولدت لاقل منه (ای نصف حول) لم یثبت (درمختار) لانه تبین ان العلوق کان سابقا علی النکاح زیلعی (ردالمحتار باب ثبوت النسب ج ۲ ص ۸٦٤. ط.س. ج۳ص ۵٤۷) ظفیر.

لے گیا، اور الف کا دخول اور خلوت صحیحہ وغیرہ اس کے ساتھ نہیں ہوا۔ اور الف خود بھی اپنی زوجہ سے دخول یا مس وغیرہ کرنے کا قطعی انکاری ہے۔ چنانچہ اس کا تحریری بیان مع شہادت منسلک ہذا ہے۔ عرصہ دراز تک الف کی منکوحہ ب کے یہاں رہی اور الف نے اس کو طلاق بھی نہیں دی اور ب کے گھر میں اس کے اولاد پیدا ہوئی۔ اب کچھ عرصہ سے وہ عورت تو مرگئی لیکن اس کی دو لڑکیاں زندہ ہیں۔ اب الف یا الف کا بھائی ان لڑکیوں میں سے کسی سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں، اور نسب میں وہ دونوں لڑکیاں کس کو ملتی ہیں۔ اس استفتاء میں دو قول ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ ان کی تفصیل یہ ہے!

زید کا بیان اس استفتاء کے جواب میں یہ ہے کہ وہ لڑکیاں نسب میں الف کی ہیں، کیوں کہ ولد فراش کا ہے کما قال علیه الصلٰوة والسلام الولد للفراش وللعاهر الحجر ۔(۱) اور تفسیر فراش کے ساتھ عقد کی کرتا ہے اور کہتا ہے کہ عقد فراش ہے جیسے کہ کرخیؒ سے فتح القدیر میں منقول ہے، دوسرے وہ اپنے دعوے کے اثبات میں عقد کو حکم وطی میں شامل جانتا ہے وللعقد حکم الوطی اور اپنے دعوے میں تزوج مشرقی اور مغربیہ کا شامی سے سند لاتا ہے۔(۲) اور کہتا ہے کہ جب عقد کے لئے حکم وطی اور فراش کا ثابت ہے تو تینوں امر مطلوب یعنی فراش و وطی و نسب ثابت ہوگئے، اس لئے الف یا الف کے بھائی کو ان لڑکیوں سے نکاح کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ وہ اس صورت میں الف کی بیٹیاں اور الف کے بھائی کی بھتیجیاں ہیں، ان کا نکاح ان سے حرام ہے۔

عمر کا جواب بالعکس ہے۔ کہتا ہے کہ یہ لڑکیاں نسب میں ب کی ہیں، پس الف یا الف کا بھائی ان سے نکاح کرنے کا مجاز ہے۔ اور صورت مسئولہ میں الف اولاد سے محروم ہے اگرچہ الف عقد صحیح بھی کیوں نہ رکھتا ہو۔ کیونکہ بلا فراش صرف نکاح کا کچھ اعتبار نہیں بلکہ حقیقت میں فراش دخول کا ہونا ارجح ہے اور یہ باتیں الف سے پایہ ثبوت تک نہیں پہنچ سکی۔ اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ اولاد ب کی ہے کیونکہ مستفرش حقیقی ب ہے اس لئے اولاد بھی فراش حقیقی کی ہونی چاہئے۔ اگرچہ بمقتضائے حدیث نبوی فاسد ہی کیوں نہ ہو الولد للفراش وللعاهر الحجر للعاهر الحجر کے یہ معنی ہیں، کہ زوج اول مستفرش ہو اور عورت سے غائب نہ رہا ہو جیسے فقہاء نے صراحت سے بیان فرمایا ہے وجل غاب عن امرأته فتزوجت باخرٰی وولدت او لاداً ثم جاء الزوج الا ول فالاولاد للثانی علیٰ مذهب الذی رجع الیه الا مام وعلیه الفتویٰ کما فی الخانیة والجوهرة والکافی وغیرها وفی حاشیة شرح المنار لا بن حنبلیؒ وعلیه الفتویٰ ان احتمله الحال لکن فی آخر المجمع حکیٰ اربعة اقوال ثم افتیٰ بما اعتمده المصنف وعلّله ابن ملك بانه المستفرش حقیقة فالولد للفراش

(۱) مشکوٰۃ باب اللعان فصل اول ۱۲ ظفیر۔

(۲) کتزوج المغربی بمشرقیة بینهما سنة فولدت لستة اشهر مذتزوجها لتصوره کرامة او استخد اماً الخ (الدر المختار علی ردالمحتار باب ثبوت النسب ج ۲ ص ۸۶۷۔ ط.س. ج۳ص ۵۵۰) ظفیر۔

الحقیقی وان کان فاسداً وتمامه فیه فراجعه در مختار (۱) وظاهره ان المفتی به الولد للثانی مطلقاً وان جاء ت به لا قل من ستة اشهر من وقت العقد کما یدل علیه ذکر الا طلاق قبله والا قتصار علی التفصیل بعده . شامی (۲) اگر زید اپنے دعوے میں مشرقی اور مغربیہ کی صورت شاہد لاتا ہے اور کہتا ہے کہ قیام فراش کے لئے مشرقی اور مغربیہ کی صورت میں نکاح ہی بلا دخول حجت ہو سکتا ہے تو ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ جیسے شامی میں وارد ہے قوله بلا دخول المراد نفیه ظاهراً وان لا فلابد من تصوره وامکانه ولذالم یثبتوا النسب من زوجة الطفل ولاممن ولدت لا قل من ستة اشهر الخ والحق ان التصور شرط ولذا لو جاء ت امرأة الصبی الو لد لا یثبت نسبه والتصور ثابت فی المغربیة لثبوت کرامات الاولیاء والا ستخدامات فیکون صاحب خطوه او جنی شامی۔(۳) اس دعوی میں نسب ب کی ثابت ہے پس الف کو ب کی لڑکیوں سے نکاح کرنا ہر طرح جائز ہے اور اسی طرح الف کے بھائی کو بھی۔ یہ دو قول ہیں ان میں سے کون مقبول کون مردود ہے ؟

(الجواب) صورت مسئولہ میں ہر دو قول یعنی زید وعمر دونوں کا قول دربارہ نسب کئی وجوہ سے بالکل مردود اور مطرود ہے، کیونکہ نسب ثابت کرنے کے لئے فراش جو مقارناً للعلوق کے ساتھ ہو ضروری ہے۔ ہم دونوں کے بیانات کو واضح طور پر رد کرتے ہیں، زید کا دعویٰ دریں بارہ کہ یہ عقد حکم وطی کا رکھتا ہے کئی اسباب کی بناء پر غلط ثابت ہوتا ہے۔ پہلے اگر عقد مطلق کو وطی کا حکم ہوتا تو طلاق قبل دخول کی صورت میں عدت لازم ہوتی حالانکہ نص اس کے رد میں شاہد ناطق ہے قولهٗ تعالیٰ یآ ایها الذین آمنوا اذا نکحتم المؤمنٰت ثم طلقتمو هن من قبل ان تمسو هن فما لکم علیهن من عدة تعتدو نها الآیه۔(۴)

نیز اگر عقد کے لئے حکم وطی کا ہوتا تو حرمت ربیبہ میں ان کی ماؤں کا دخول شرط نہ ہوتا، وربائبکم التی فی حجور کم من نسائکم التی دخلتم بهن فان لم تکونوا دخلتم بهن فلا جناح علیکم الآیة(۵) اور نیز اس ثبوت میں سنن ترمذی کی حدیث حلالہ کے لئے دخول مشروط قرار دیا گیا کما قال علیه الصلوٰة والسلام لا حتی تذوقی عسیلته ویذوق عسیلتك۔(۶)

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ثبوت النسب ج ۲ ص ۸۶۸ . ط.س. ج۳ ص ۵۵۲ . ۱۲ ظفیر .
(۲) ردالمحتار باب ثبوت النسب ج ۲ ص ۸۶۸ . ط.س. ج۳ ص ۵۵۲ . ۱۲ ظفیر .
(۳) ردالمحتار باب ثبوت النسب ج۲ ص ۸۶۷ . ط.س. ج۳ ص ۵۵۰ ...... ۵۵۱ . ۱۲ ظفیر .
(٤) سورة الا حزاب ع ۳ . ظفیر .
(۵) سورة النساء ع ٤ . ظفیر .
(٦) ترمذی ماجاء فی من یطلق امراته ثلاثاً الخ ص ۱۸۰ . ۱۲ ظفیر .

دوسرے وہ اپنے دعوی میں فراش کی تفسیر عقد سے بیان کرتا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ فراش کی تفسیر میں عقد ہی کا لانا غیر تام ہے البتہ عقد فراش کے اجزاء میں سے ایک ضروری جز ہے۔ کیا فتح القدیر میں جو فراش کی تعریف کی گئی ہے ملاحظہ سے نہیں گذری۔ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں الفراش یثبت مقارنا للنکاح المقارن للعلوق۔(۱) اس میں فراش کے لئے علوق کا ہونا ضروری مانا گیا ہے۔ اور چونکہ زید کے دعوی میں علوق مطلقاً مفقود ہے، اس لئے وہ اس کے اثبات میں چنداں مفید نہیں ہو سکتا۔

تیسرے ساتھ ہی زید کا اپنے دعوی کی دلیل میں کرخیؒ کے قول کے مطابق فراش کی تفسیر عقد کرنا جمہور کی تفسیر کے مخالف ہے۔ ابن الہمامؒ فرماتے ہیں۔ تفسیر الفراش بالعقد کما فسر الکرخیؒ اعنی العقد هو الفراش مخالف لتفسیر هم السابق له فی فصل المحرمات یکون المرأة بحیث یثبت نسب الولد منها اذا جاء ت به فان هذا لکون یثبت بعد العقد لا مع العقد (فتح القدیر باب ثبوت النسب) (۲)

چوتھے زید اپنے دعوی میں مشرقی اور مغربیہ کی صورت میں استدلال کرتا ہے اور عقد کے ساتھ بلا دخول کو مفید اثبات جانتا ہے۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ یہاں اس کے دعوی کے ثبوت میں اس صورت کو بطور دلیل لانا ہرگز صادق نہیں آسکتا کیونکہ ایک تو اس میں تصور اور امکان دخول کا پایا جانا ثابت ہے اور زوجہ طفل کی صورت میں عدم تصور وامکان کی وجہ سے نسب ثابت نہیں ہو سکتا، اور فیما نحن فیه تصور اور امکان خود الف کے ساتھ انکار صحبت ودخول کی وجہ سے قطعاً مفقود ہے۔ علاوہ ازیں صورت مسئولہ میں زوجہ الف قبضہ غیر میں ہے۔ اور زوجہ مشرقی اس کے خلاف تحت وتصرف خود اس کے ہے، نیز مشرقی منکر دخول نہیں تو اس صورت میں ہر دو صورت مختلف واقع ہوئی، باوجود مذکورہ بالا دلیل کے یہ بھی بتادینا ضروری ہے کہ اگر عقد مطلق کو حکم وطی کا ہوتا تو ثبوت نسب میں مندرجہ ذیل صورت کے لئے احتیاج تکلف لاحق نہ ہوتی من قال ان تزوجت فلانة فهی طالق فتزوجها فولدت ولداً لستة اشهر من یوم تزوجها فهو ابنه وعلیه المهر اما النسب فلا نها فراشة والتصور ثابت بان تزوجها وهو یخا لطها وطیاً وسمع الناس کلامها فوافق الا نزال النکاح والنسب یحتاط فی اثباته هکذا فی هدایة ملخصاً۔(۳) پس نسب اس صورت میں ثابت ہو سکتا ہے جب کہ علوق مقارناً بالنکاح اور تصور علوق کا مقارناً بالنکاح صورت مندرجہ بالا میں ثابت ہو سکتا ہے جیسے فتح القدیر جلد دوم

(۱) فتح القدیر ص ۳۰۱ باب ثبوت النسب . ظفیر.
(۲) فتح القدیر باب ثبوت النسب ص ۳۰۱ ظفیر.
(۳) دیکھئے هدایه باب ثبوت النسب .ظفیر.

ص ۳۸۴ علامہ ابن ہمامؒ فرماتے ہیں واذا فیکون العلوق مقارناً للنکاح فیثبت النسب وتصور العلوق ثابت بان تزوجها وهویخالطها وطیاً وسمع الناس کلا مها فوافق الا نزال النکاح الا حسن تجویزاً انها وکلامه فبا شرا لوکیل ولهما کذلك فوافق عقد الا نزال. ہاں وہ اس صورت میں نکاح سے قبل مرتکب گناہ مخالطت حرمت کا باعث بن گیا۔ دیگر علامہ موصوف فرماتے ہیں قال بعض المشائخ لا یحتاج الی هذا التکلف بل قیام الفراش کاف ولا یعتبر امکان الدخول بل النکاح قائم مقامه کما فی تزوج المشرقی مغربیة لثبوت کرامات الا ولیاء والا ستخد امات فیکون صاحب خطوة او جنی (فتح القدیر)(۱) اس مندرجہ بالا صورت میں ابن ہمامؒ کی تقریر سے یہ امر بخوبی محقق ہو گیا اور ساتھ ہی دلیل زید کی دلیل مشرقی اور مغربیہ کی صورت صورت مسئولہ کے ساتھ متبائن ٹھہری، کہ الف کے خود اپنے انکار دخول خلوت ومس وغیرہ سے ہرگز یہ امر اس صورت میں ثابت نہیں آسکتا۔ اور تصور صورت مسئولہ میں قطعاً مفقود ہے۔ زید کے بیانات کی حقیقت منکشف کردی گئی، اور اس کا استدلال مردود ہوا۔

اب عمر کے فتاویٰ کے بارے میں یہ ضرور کہا جاسکتا ہے کہ صورت مسئولہ میں لڑکیاں الف یا الف کے بھائی کے ساتھ نکاح کی جاسکتی ہیں کیوں کہ الف صرف عقد ہی عقد سے محروم النسب ہے اور مجرد نکاح عدم دخول اور عدم تصور دخول کی وجہ سے وہ کسی صورت میں لڑکیوں کا باپ نہیں بن سکتا اور نہ ہی اس کا بھائی جب کہ بارہا بیان کردیا گیا ہے کہ الف مسماۃ مسئولہ سے صرف نکاح رکھتا تھا اور اپنے بیانات سے دخول وغیرہ سے قطعی براءت ظاہر کرتا ہے تو ہم اس صورت میں عمر کے فتویٰ سے صرف اسی شق یعنی جواز نکاح الف یا الف کی بھائی کے ساتھ کرتے ہیں، لیکن اس کی بھی اس امر کے متعلق کہ وہ لڑکیاں بھی ب کی ہیں ہم کئی وجوہات سے اس کو بھی رد کرتے ہیں۔

اقول وبالله التوفیق عمر کا یہ بیان کہ وہ لڑکیاں نسب میں ب کی ہیں ہرگز درست نہیں، کیوں کہ پہلے ب بظاہر ساتھ علم نکاح الف کے ساتھ مسماۃ مذکورہ کے مصر علی الکبائر یعنی زانی ہے اور وہ الف کی منکوحہ کو اغواء کرکے لے جاتا ہے، اس کو نسب میں کیا دخل بلکہ اس کے لئے بمضمون کلام قدسی نظام وللعاهر الحجر اس کے لئے حجر جزاء ہے۔

دوسرے وہ مستفرش حقیقی نہیں کیوں کہ فراش کے لوازم میں ہم نے مفصل ذکر کردیا ہے کہ وہ نکاح کے بعد متحقق ہوتا ہے، حالانکہ ب تو اغواء کنندہ اور زانی ہے، تیسرے جو کہ وہ اپنے دعویٰ کے اثبات میں رجل غاب عن امرأته فتزوجت باخری الخ شامی سے سند لاتا ہے اس کے بعد میں صورت مسئولہ سے استشہاداً لانا

(۱) فتح القدیر ج ۳ ص ۳۰۱ باب ثبوت النسب. ظفیر.

گویا زید کی تقلید کرنا ہے کیونکہ وہ مشرقی مغربیہ کی صورت کی طرح یہاں ہر گز صادق نہیں آسکتی بلکہ صاف طور پر تبائن ہے کیونکہ ب کو الف کے نکاح کے ساتھ مسماۃ مذکورہ کے بخوبی علم و تیقن ہے اور صورت مسئولہ میں تو اس عورت کو تو قاضی نے مفقود کی حیثیت سے فسخ نکاح کا حکم دے کر دوسرے شخص سے تزویج کر دی تھی اور تزویج غائب کی عورت کی دوسرے شخص سے محقق شدہ امر ہے، حالانکہ مانحن فیہ میں اس کے بالکل برعکس ہے کیوں کہ ب زانی اور اغواء کنندہ ہے، نیز تزویج کنندہ تو اس طرح کے طریق پر ب کا نسب ثابت ہوا، پس نظر بر امورات متذکرہ بالا ہم اس نتیجہ پر بخوبی پہنچ گئے کہ الف اور ب دونوں نسب کی رو سے ان لڑکیوں سے بالکل محروم ہیں کیوں کہ الف کا صرف عقد ہی عقد ہے اور ب کا نکاح نہیں ہے بلکہ علوق اور دخول ہے، پس اس صورت میں ہر دو کا فراش محقق نہیں ہو سکا، البتہ الف اور الف کا بھائی ان لڑکیوں سے نکاح کر سکتے ہیں اور ب زانی ہے اور زانی کی جزاء بمصداق للعاهر الحجر حجر ہے۔ فقط۔

(الجواب) از حضرت مفتی صاحب مدرسہ اسلامیہ دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اقول وباللہ التوفیق۔ صورت مسئولہ میں جواب اول یعنی زید کا جواب صحیح ہے۔ شرعاً نسب ان لڑکیوں کا الف سے ثابت ہے اور الف یا الف کے بھائی سے ان کا نکاح کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتا۔ لقوله عليه الصلوٰة والسلام الولد للفراش وللعاهر الحجر (١) قال فى الدر المختار ان الفراش على اربع مراتب ضعيف الخ ومتوسط الخ وقوى وهو فراش المنكوحة فانه فيه لا ينقضى الا باللعان شامى (٢) (ج ٢ ص ٦٣٠) وفى صفحه ٢٩٣ قال فى البحر لو تزوج بامرء ة الغير عالما بذلك ودخل بهالا تجب العدة عليها حتى لا يحرم على الزوج وطئها وبه يفتى ولا نه زنا والمزنى بها لا تحرم على زوجها (٣) الخ وفى باب العدة منه . اما نكاح المنكوحة الغير ومعتدته فالدخول فيه لايوجب العدة ان علم انها للغير لانه لم يقل احد بجواره فلم ينعقد اصلا .(٤) وفيه ايضاً والتصور ثابت فى المغربية لثبوت كرامات الا ولياء الخ وفى الدر المختار عن البحر متى سقط اللعان بوجه ما الخ لم ينتف نسبه ابدافلو نفاه ولم يلا عن حتى قذفها اجنبى بالو لد فحد فقد ثبت نسب الولد الخ وفيه قالواو صرحوا ببقاء نسبه بعد القطع فى كل الا حكام لقيام فراشها الا فى حكمين الا رث والنفقة فقط الخ .(٥) قوله فى كل الا حكام فيبقى النسب بين الو لد والملا عن فى حق الشهادة والزكوٰة والقصاص والنكاح الخ شامى.(٦)

روایات مذکورہ سے واضح ہے کہ صورت مسئولہ میں زید کا جواب صحیح ہے، اور عمر کا جواب صحیح نہیں ہے

(١) ترمذى ص ١٨٦ . ١٢ ظفير .
(٢) ردالمحتار ج ٢ ص ٨٦٧ .ط.س. ج٣ص ٥٥٠ . ١٢ ظفير .
(٣) دیکھئے الدر المختار على هامش ردالمحتار باب ثبوت النسب ج ٢ ص ٨٤٥ .ط.س. ج٣ص ٥٢٧ . ١٢ ظفير .
(٤) ردالمحتار ج ٢ ص ٨٣٥ .ط.س. ج٣ص ١٣٢ . ١٢ ظفير.
(٥) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب اللعان ج٢ ص ٨١٥ .ط.س. ج٣ص ٤٩٣ . ١٢ ظفير.
(٦) ردالمحتار باب اللعان ج ٢ ص ٨١٥ .ط.س. ج٣ص ٤٩٣ . ١٢ ظفير.

اوراس کااستدلال روایته رجل غاب عن المرأة فتزوجت باخری الخ۔(۱) کا مجیب ثالث نے دے دیا ہے۔اور احقر نے جو روایات نکاح منکوحۃ الغیر کے بطلان اور اس کے زنا ہونے کے اثبات میں نقل کی ہیں ان سے بھی تردید عمر کے استدلال کی ظاہر ہے۔اور مجیب ثالث کا یہ فیصلہ کہ دونوں جواب صحیح نہیں ہیں اور تجویز نکاح دختر باالف وبابر ادر الف صحیح نہیں ہے اس صورت میں تو نفی نسب کی کوئی صورت ہی نہیں ہے۔اور فقہاء کی تصریح سے تو یہ محقق ہوا کہ اگر بوجہ لعان نسب بھی منقطع کر دیا جائے۔تب بھی نکاح بین الملاعن وولدہ حرام ہی رہتا ہے کما مر عن الدر المختار۔فقط۔

صورت مسئولہ میں نسب ثابت ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۱۵۲) عبدالرحمٰن فوت شد، سہ برادران عم زاد ویک دختر ودوزوجگان گذاشت زوجہ ثانیہ حاملہ بود ،بعد وفات او دخترے پیدا شد مگر انتقال کرد ودر برادران عم زاد تفصیل است بایں طور کہ یکے ازاں جملہ اللہ داد از بطن حنین زنے است کہ آں زن مطلقہ بود قبل اتمام عدۃ شوہر اول عم متوفی نکاح کردہ بود ودواز اں جملہ از بطن حنین زنے کہ نکاح مادران ہر دورا ثبوت شاہدے نیست۔اکنوں نسب ا[illegible] از عم متوفی ثابت است یانہ ،واز مال متوفی آں سہ ترکہ خواہند یافت یانہ۔

(الجواب) درصورت موجودہ اگر والد عبدالمجید وعبدالغفور مدعی نکاح بامادر او شاں بود ،نسب اوشاں از پدر خود ثابت است ،واز ترکہ عبدالرحمٰن ازراہ عصوبت وارث خواہند شد قال لغلام هو ابنی ومات المقر فقالت امه الخ انا امرأ ته وهو ابنه یر ثانه استحسانا الخ در مختار (۲) وفیه ایضاً لا نها شهادة علی النفی معنیً فلا تقبل والنسب یحتال فی اثباته مهما امکن والا مکان بینها بسبق التزوج سرا بمهر یسیر الخ (۳) وایں حکم وقاعدہ درالہ داد ہمہ جاری خواہد شد چراکہ تجدید نکاح بعد عدۃ ممکن است ،پس پدر اود عویٰ بنوۃ او کردہ است نسب ثابت است۔

جس سے حمل قرار پایا بچہ اس کا ہے

(سوال ۱۱۵۳) زید نے ہندہ بیوہ سے نکاح کیا،بعد استقرار حمل ہندہ اپنے بھائی کے یہاں چلی گئی،اس کے بھائی نے زید سے ایام حمل میں طلاق لے کر بعد وضع حمل ہندہ کا نکاح بکر کے ساتھ کر دیا،اب بکر اس مولود کو زید کا بتاتا ہے اور زید بھی اپنا پسر بتلا کر اس کو لینا چاہتا ہے اس صورت میں کیا حکم ہے ؟

(الجواب) وہ لڑکا زید کا ہے اور زید ہی اس کا ولی ہے مگر حق پرورش سات برس کی عمر تک اول ماں کا حق ہے ،ماں اگر بچہ کے غیر محرم سے نکاح کرے تو اس کا حق ساقط ہو جاتا ہے۔ماں کے بعد نانی کا پھر دادی کا پھر بہنوں کا پھر خالہ کا پھر پھوپھی کا حق ہے۔اگر ان عورتوں میں سے کوئی نہ ہو تو باپ لے سکتا ہے بہر حال بکر کو کچھ حق بچہ کے روکنے کا نہیں ہے۔در مختار میں ہے۔ او متزوجة بغیر محرم الصغیر الخ ۔(۴)

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی ثبوت النسب ج ۲ ص ۸۶۸ .ط.س. ج۳ص ۵۵۲. ۱۲ ظفیر .
(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ثبوت النسب ج ۲ ص ۸۶۵ .ط.س. ج۳ص ۵۴۹. ۱۲ ظفیر .
(۳) ردالمحتار فصل فی ثبوت النسب ج ۲ ص ۸۶۳ .ط.س. ج۳ص ۵۴۷. ۱۲ ظفیر .
(۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الحضانة ج ۲ ص ۸۷۳ .ط.س. ج۳ص ۵۵۷. ۱۲ ظفیر .

جو بچہ شوہر کے ساتھ رہنے کے زمانہ میں پیدا ہوا، وہ اسی کا ہے

(سوال ۱۱۵۴) ایک شخص کے دولڑکے ہیں ایک بعمر دس سال دوسرا بعمر ۸ یا ۹ ماہ اور شخص مذکور نہ اپنی زوجہ کو روٹی کپڑا دیتا ہے اور ہر طرح کی اذیت پہنچاتا ہے اور وہ شخص اپنے چھوٹے لڑکے کی نسبت کہتا ہے کہ یہ مجھ سے پیدا نہیں ہوا حرامی ہے، اس صورت میں کیا حکم ہے اور عورت دوسرا نکاح کرنا چاہتی ہے اور اس خاوند سے طلاق مانگتی ہے مگر یہ طلاق نہیں دیتا، اس کا نکاح جائز ہے یا نہ؟

(الجواب) اس بچہ نو دس ماہ کا نسب اسی شخص سے ثابت ہے۔ انکار اس کا غیر معتبر ہے(۱) اور دوسرا نکاح اس عورت کا بدون طلاق دینے شوہر کے صحیح نہیں ہے جس طرح ہو شوہر سے طلاق لی جاوے۔(۲)

ولد الزنا سے نکاح صحیح ہے اور نسب باپ سے ہوتا ہے

(سوال ۱۱۵۵) ولد الزنا سے نکاح صحیح ہے یا نہیں، اور نسب کا اعتبار ماں سے ہے یا باپ سے؟

(الجواب) لڑکی ولد الزنا سے نکاح صحیح ہے اور نسب کا اعتبار باپ سے ہوتا ہے۔ پس اگر باپ شریف خاندان کا ہے اور فرض کریں کہ زوجہ اس کی صحیح النسب نہیں ہے تو اولاد کے نسب میں کچھ خرابی اور خلل نہ ہوگا۔(۳)

طلاق سے پہلے جو لڑکا پیدا ہوا وہ شوہر کا ہے

(سوال ۱۱۵۶) زید نے اپنی زوجہ کو طلاق دے دی۔ اب وہ عورت دعویٰ کرتی ہے کہ لڑکا زید کے نطفہ سے ہے اور خورش و پوشش کا دعویٰ عدالت میں دائر کیا ہے مگر کوئی پورا ثبوت نہیں تو کیا حکم ہے؟

(الجواب) اس صورت میں شرعاً نسب لڑکے کا زید سے ثابت ہے اور دعویٰ عورت کا صحیح ہے جیسا کہ در مختار میں ہے کمایثبت بلا دعوة احتیا طاً فی مبتوتة جاء ت به لا قل منهما من وقت الطلاق الخ(۴) اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر مطلقہ بائنہ وقت طلاق سے دو برس سے کم میں بچہ جنے تو وہ شوہر کا ہے۔

جمع بین الاختین والے کی اولاد کا نسب

(سوال ۱۱۵۷) زید نے جمع بین الاختین کیا اور دونوں سے اولاد ہوئی۔ یہ بیویاں اور اولادیں جائز قرار پائیں گی یا نہیں، اور زید کے ترکہ کی وارث ہوں گی یا نہیں؟

(الجواب) جمع بین الاختین حرام ہے جس سے پیچھے نکاح کیا وہ باطل ہے، پہلا نکاح صحیح ہے۔ پس پہلی عورت سے جو اولاد ہوئی وہ صحیح النسب ہے اور وارث ترکہ پدری کی ہے اور دوسری عورت سے جس سے پیچھے نکاح ہوا، اس سے جو اولاد ہوئی وہ صحیح النسب نہیں ہے اور وارث نہیں ہے۔(۵)

---

(۱) واذا تزوج الرجل امر ء ة فجاءت بولد الخ ان جاء ت به لستة اشهر فصا عداً يثبت نسبه منه اعترف الزوج او سكت الخ فان جحد الو لا دة يثبت بشها دة امرأة واحدة تشهد بالو لادة حتى لو نفاه الزوج يلا عن لا ن النسب يثبت بالفراش القائم (هدايه باب ثبوت النسب ج ۲ ص ۴۱۱) ظفير. (۲) واما نكاح منكوحة الغيرو معتدته الخ لم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلا (ردالمحتار باب العدة ج ۲ ص ۸۳۵ . ط.س. ج۳ص ۱۳۲) ظفير. (۳) كما فى قوله تعالى "وعلى المولود له رزقهن" الا يه سيق لاثبات النفقة وفى ذكر المولودله اشارة الى ان النسب للآباء (حاشيةردالمحتار باب الحيض ج ۱ ص ۲۷۵ . ط.س. ج۳ص۲۹۸) ظفير. (۴) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب ثبوت النسب ج ۲ ص ۸۵۸ . ط.س. ج۳ص ۵۴۱ . ۱۲ ظفير. (۵) فان تزوج اختين فى عقد تين ولا يدرى ايتهما اولى فرق بينه وبينهما لان نكاح احدهما باطل بيقين الخ (هدايه فصل المحرمات ج۲ ص ۲۸۸) ظفير.

پردیسی کی بیوی کو زنا سے بچہ ہوا اس کا نسب

(سوال ۱۱۵۸)ایک شخص کسی شہر میں ملازم تھا اور اپنی زوجہ کو برابر خرچ روانہ کرتا رہا۔ یہاں اس کی زوجہ نے دوسرے مرد سے زنا کرایا، اس کے لڑکا پیدا ہوا۔ اب وہ شخص نوکری چھوڑ کر گھر آیا، اب کس طرح اپنی عورت کو ہمراہ رکھے اور نسب اس لڑکے کا اس سے ثابت ہے یا کیا؟

(الجواب)قال فی ردالمحتار حیث قسم الفراش علی اربع مراتب . وقوی وهو فراش المنکوحة ومعتدة الرجعی فانه فیه لا ینتفی الا باللعان الخ اقول ومن شرائط اللعان کون القذف فی دار الا سلام اخرج دارالحرب لا نقطاع الو لایة الخ شامی۔(۱)وفی الدر المختار وقد اکتفوا بقیام الفراش بلا دخول کتزوج المغربی بمشرقیة بینهما فو لدت لستة اشهر مذ تزوجها لتصوره کرامة او استخداماً فتح الخ ۔(۲)

پس معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں نسب لڑکے کا شوہر سے ثابت رہے گا اگرچہ شوہر یہ کہے کہ میرا نہیں۔

مفتوح کی بیوی زنا کرائے اور اس کا اقرار کرے تو اس کی اولاد کا نسب زانی سے ہوگا یا اس کے شوہر سے؟

(سوال ۱۱۵۹)زید کے دو لڑکے مفتوح و فاتح اور عمر کی ایک لڑکی ایلی ہے مفتوح کا نکاح ایلی سے ہوا، اور فاتح نے ایلی سے زنا کیا اور اس کو فاتح سے حمل رہ گیا اس صورت میں اس حمل کا ذمہ دار کون ہے۔ آیا مفتوح ایلی کو طلاق دے دے یا ہم صحبت ہونے سے وہ مفتوح پر حرام ہو گئی ہے، ثبوت زنا سے پہلے مفتوح کی منکوحہ کے ایک لڑکی پیدا ہو کر مر گئی وہ کس کی ہو گی، اس کے پیدا ہونے سے پہلے بھی فاتح نے ایلی پر حملہ نیت بد سے کیا تھا اور ایلی کا مہر مفتوح کے ذمہ ہے یا نہ اور بچہ کا نفقہ کس کے ذمہ ہے؟

(الجواب)حدیث شریف میں ہے الو لد للفراش وللعاهر الحجر (۳)اور فقہاء رحمہم اللہ نے بھی اس [illegible] کے موافق منکوحہ کی اولاد کا نسب شوہر سے ثابت فرمایا ہے، لہذا صورت مسئولہ میں ایلی کی اولاد کا نسب مفتوح [illegible] ثابت ہے اور حمل جواب موجود ہے یہ بھی مفتوح کا ہے، اور مفتوح کے ذمہ ایلی کو طلاق دینا ضروری نہیں [illegible]، اور صحبت کرنا ایلی سے جائز ہے، مفتوح پر اس کی زوجہ ایلی حرام نہیں ہوئی اور بالفرض اگر فاتح برادر مفتوح [illegible] ایلی کا زنا ثابت ہو جاوے تب بھی ایلی اپنے شوہر مفتوح پر حرام نہیں ہوئی، اور ایلی کا مہر مفتوح کے ذمہ ہے۔ اگر [illegible] ایلی کو طلاق دے گا تو کل مہر ایلی کا مفتوح کے ذمہ واجب الاداء ہے۔ اور بچہ جو پیدا ہو گا اس کی پرورش [illegible] بھی

---

(۱)ردالمحتار باب اللعان ج ۲ ص ۸۰۶ .ط.س. ج۳ص ۵۵۰. ۱۲ ظفیر.
(۲)الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ثبوت النسب ج ۲ ص ۸۶۷ .ط.س. ج۳ص ۵۵۰. ۱۲ ظفیر.
(۳)پوری [illegible] هے عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده قال قام رجل فقال یا رسول الله ان فلانا ابنی [illegible] بامه فی الجاهلیة فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا دعوة فی الا سلام ذهب امر الجاهلیة الولد للفراش وللعاهر الحجر" رواه ابو داؤد (مشکوة باب اللعان ص ۲۸۷) ظفیر.

بذمہ مفتوح ہوگا۔(۱)

اولاد کا شوہر ثانی سے نسب

(سوال ۱۱۶۰) عورتے رازوج خود ترک کردہ بموضع دیگر بود و باش اختیار نمود، بعد چند ماہ آں عورت بسوئے زوج چند آدمی فرستادہ تاکہ ازاں زوج طلاق بگیرند۔ پس آں چند آدمی ازانجا آمدہ عورت مذکورہ را بہ شخص دیگر نکاح دارند، و نیز بہذا الشخص و باولادہ آنکہ پیدا شدند از بطن آں عورت تخمیناً تا سی سال مواکلۃ و مشاربت و معاشرت می نمودند۔ اکنوں از آں چند آدمی دو یک نفر محض دنیوی دشمنی کردہ گویند کہ وقتیکہ برائے طلاق عورت مذکورہ بسوئے زوج اول رفتہ بودیم دراں وقت آں زوج طلاق نداد فلہٰذا ما فریب نمودہ یک شخص دیگر را زوج قرار دادہ و دیگر دو شخص را گواہ قرار دادہ از قاضی حکم آوردہ بزوج ثانی نکاح دادیم و آں عورت می گوید کہ من آں معاملہ ندانم مگر باوجود ایں چوں زوج اول بقصبہ من آمدہ بود روبروئے دو سہ آدمی بردیگر طلاق می گرفتم۔ آیا رجوع آں نفر معتبر شود یا نہ۔

(الجواب) دریں صورت قول آں چند کس رجوع کنندہ معتبر نشود و نسب اولاد از شوہر ثانی ثابت شود لان النسب یحتاط فی اثباته کما فی ردالمحتار فصل ثبوت النسب تنبیه لا تسمع بینته ولا بینة ورثته علی تاریخ نکاحها بما یطابق قوله لا نها شهادة علی النفی معنیً فلا تقبل والنسب یحتال لا ثباته مهما امکن والامکان هنا یسبق التزوج بها سراً بمهر یسیرو جهراً باکثر سمعة ویقع ذلك کثیراً وهذا جوابی لحادثة فلیتنبه له شرنبا لیه الخ ردالمحتار (۲) جلد ۲۔

جس سے زنا کیا تھا اس سے حمل کے بعد نکاح کیا تو بچہ کا نسب ثابت نہیں ہوگا

(سوال ۱۱۶۱) ایک شخص نے ناجائز طور پر ایک عورت سے فعل بد کیا اور حمل رہ گیا تو نکاح اس عورت سے کر لیا، اس صورت میں وہ بچہ حلال ہو یا حرامی اور شخص مذکور کی جائداد سے بچہ کو حصہ مل سکتا ہے یا نہیں۔

(الجواب) اس شخص کا نکاح اس حاملہ عورت سے صحیح ہو گیا لیکن جو حمل نکاح سے پہلا ہے وہ ثابت النسب نہیں ہے اور جو بچہ پیدا ہوا وہ ولد الحرام ہے اور وارث نہیں ہے کما فی الحدیث المشهور الو لد للفراش وللعاهر الحجر۔(۳) فقط۔

زنا سے نسب ثابت نہیں ہوتا

(سوال ۱۱۶۲) ہندہ اپنے حمل کے بارے میں زید ہی کا قبل از نکاح نطفہ ناجائز ثابت کرتی ہے اور زید کو اس سے انکار ہے۔ اپنے اپنے دعوے میں دونوں کے بیانات حلفیہ ہیں، شرعاً کس کا بیان قابل تسلیم ہے۔

(الجواب) زنا سے نسب ثابت نہیں ہوتا لقوله علیه السلام الولد للفراش وللعاهر الحجر (۴) پس وہ حمل زید

---

(۱) واذا تزوج الرجل امرأ ة فجاء ت بولد الخ ان جاء ت به لستة اشهر فصا عداً یثبت نسبه منه اعترف الزوج اوسکت الخ لا ن النسب یثبت للفراش القائم (هدایه باب ثبوت النسب ج ۲ ص ۴۱۱) ظفیر.

(۲) ردالمحتار فصل ثبوت النسب ج۲ ص ۸۶۳. ط.س. ج۳ ص۵۴۷. ۱۲ ظفیر.

(۳) مشکوٰة باب اللعان فصل اول ۱۲ ظفیر.

(۴) مشکوٰة باب اللعان فصل اول ۱۲ ظفیر.

زانی سے ثابت النسب نہ ہوگا اور ہندہ سے نسب اس کا ثابت ہے کیونکہ ولد زنا کا نسب صرف ماں سے ثابت ہوتا ہے اور ماں ہی کی میراث کا وہ بچہ مستحق ہوتا ہے۔

عورت جس مرد سے زنا کا دعویٰ کرتی ہے اس سے بچہ کا نسب ثابت نہیں ہوگا

(سوال ۱۱۶۳) سکینہ کا خاوند بکر مر گیا سکینہ اور اس کا دیور زید ایک ہی مکان میں رہتے تھے، سکینہ دوسروں کے ہاں آیا جایا کرتی تھی، سکینہ کے ایک لڑکی حرامی پیدا ہوئی سکینہ کہتی ہے کہ زید کا نطفہ اور قسم کھاتی ہے۔ زید قسم کھا کر کہتا ہے کہ میں نے زنا نہیں کیا، اور سکینہ پرورش کا خرچہ زید سے طلب کرتی ہے شرعاً کیا حکم ہے۔

(الجواب) محض شبہ سے یا عورت کے کہنے سے زید کا زانی ہونا ثابت نہ ہوگا اور زنا سے جو بچہ پیدا ہوا، اس کا نسب کسی سے ثابت نہیں ہے اور زید پر اس کا خرچ و نفقہ نہیں ہے، ماں سے اس کا نسب ثابت ہے اور ماں کے ذمہ ہی اس کا خرچ ہے۔(۱) فقط۔

قادیانی سے نکاح درست نہیں اور نہ اس سے بچہ کا نسب ثابت ہوگا

(سوال ۱۱۶۴) ایک شخص نے جو ابتداء سے قادیانی مذہب رکھتا تھا تقیہ کر کے یعنی چھپا کر مذہب کو ایک اہل السنّت والجماعت مسلمان کی لڑکی سے عقد کیا لیکن قادیانی شخص ہنوز مذہب قادیانی رکھتا ہے۔ آیا یہ نکاح ابتداءً صحیح ہوا یا نہیں اور مہر و نفقہ عورت کو ملے گا یا نہیں اور بچہ کا نسب ثابت اور صحیح ہوگا یا نہیں اور بچہ کا خرچ اور پرورش کس کے ذمہ ہوگی؟

(الجواب) نکاح مذکور صحیح نہیں ہوا، اور مہر و نفقہ کچھ لازم نہ ہوگا۔ اور اولاد صحیح النسب اور ثابت النسب نہ ہوگی۔ البتہ ماں سے اولاد کا نسب ثابت ہوگا اور ماں کے ذمہ پرورش اور نفقہ بچہ کا لازم ہوگا، اور وراثت ماں سے جاری ہوگی کما فی الدر المختار ویرث ولد الزنا واللعان بجهة الا م فقط لما قد مناه فی العصبات انه لا اب لهما۔(۲) فقط۔

نکاح کے باوجود شوہر اگر کہے کہ یہ بچہ میرا نہیں ہے تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۱۶۵) جو لڑکی زید سے ہندہ کے نکاح میں رہتے ہوئے پیدا ہوئی، اس لڑکی کا نسب زید سے ثابت ہے یا نہیں، زید ہندہ کو یہ تہمت لگاتا ہے کہ تو زانیہ ہے اور یہ لڑکی میرے نطفہ سے نہیں ہے۔

(الجواب) نسب لڑکی کا زید سے ثابت ہے۔(۳)

چار بیوی کے رہتے ہوئے پانچویں سے شادی اور اس سے جو اولاد ہوئی اس کے نسب کا حکم

(سوال ۱۱۶۶) ایک شخص کی چار زوجہ موجود ہیں ان سے اولاد بھی ہے۔ موجودگی چار ازدواج کے خامس عورت کے ساتھ نکاح کیا اس سے بھی اولاد پیدا ہوگئی اب شخص مذکور مر گیا، عورت پنجم اور اس کی اولاد میراث پاوے گی یا نہ اور عورت پنجم کی اولاد جائز ہے یا نہیں او پنجم عورت کی ساتھ نکاح فاسد تھا یا باطل؟ ہر ایک کے احکام

(۱) ویرث ولد الزنا واللعان بجهة الا م فقط لما قدمناه فی لعصبات انه لا اب لهما (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب فی الغرقی والجرقی وغیرهم ج ۵ ص ۷۰۰ ط.س. ج۶ ص ۷۹۹ ...... ۸۰۰) ظفیر۔
(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الفرائض ج۵ ص ۷۰۰ ط.س. ج۶ ص۷۹۹ ...... ۸۰۰. ۱۲ ظفیر۔
(۳) الولد للفراش وللعاهر الحجر (ترمذی باب ماجاء ان الو لد للفراش ص ۱۸۶) ظفیر۔

علیحدہ از قسم میراث وعدت ونسب وغیرہ بیان فرماویں۔

(الجواب) درمختار میں ہے ویجب مهر المثل فی نکاح فاسد الخ وهو الذی فقد شرطا من شرائط الصحة کشهود بالو طوء قوله کشهود، ومثله تزوج الا ختین معاً ونکاح الا خت فی عدة الاخت ونکاح المعتدة والخامسة فی عدة الرابعة الخ وان النسب يثبت فيه والعدة ان دخل الخ شامی (۱) ج ۲ ص ۳۵۰۔

الحاصل اس بارے میں عبارات فقہاء مختلف ہیں، بعض عبارات سے ثبوت عدت و ثبوت نسب ظاہر ہوتا ہے اور بعض سے اس کا عکس، لیکن باب نسب میں چونکہ احتیاط کی جاتی ہے اور مهما امکن نسب کو ثابت کیا جاتا ہے اس لئے اولاد کا نسب ثابت کیا جاوے گا اور میراث کا حکم کیا جاوے گا اور نکاح فاسد وباطل ہیں۔ عدت کے سواء دیگر امور میں کچھ فرق نہیں ہے کما فی الشامی ج ۲ ص ۳۵۰ والحاصل انه لا فرق بينهما ای الفاسد والباطل فی غير العدة اما فيها فالفرق ثابت الخ۔(۲)

مطلقہ ثلثہ سے بدون حلالہ کے دوبارہ نکاح سے جو بچہ ہو اس کا کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۱۶۷) جو شخص اپنی بیوی کو تین طلاق دے دے اور پھر نکاح کرے تو اولاد حلال ہو گی یا نہیں؟

(الجواب) مطلقہ ثلثہ سے بدون حلالہ کے دوبارہ نکاح کرنا حرام ہے اور معصیۃ ہے اور بعد نکاح جو اولاد ہو گی نسب اس کا ثابت ہو گا احتیاطاً۔(۳) فقط۔

حالت کفر کے شوہر سے جو بچہ ہو، اس کا نسب اسی سے ہوگا

(سوال ۱۱۶۸) ایک ہندو عورت نے بحالت بلوغ برضامندی خود مذہب ہندوؤں کو ترک کر کے دین اسلام قبول کیا اور بعد دو چار یوم کے الٰہی بخش سے نکاح کیا، بعد نکاح بیان کیا کہ مجھے پہلے ہندو خاوند کا دوماہ کا حمل ہے، چنانچہ سات ماہ گذرنے پر لڑکی پیدا ہوئی، یہ لڑکی کس کی ہے اور یہ نکاح نومسلمہ کا الٰہی بخش سے جائز ہوا یا نہیں؟

(الجواب) حسب تصریح فقہاء حنفیہ اسلام لانے سے دو چار روز بعد اس عورت نومسلمہ کا نکاح جو الٰہی بخش کے ساتھ ہوا باطل وناجائز ہوا، اور نسب اس کی دختر کا شوہر اول سے ہے۔(۴) فقط۔

بچہ زنا سے ہوا مگر دونوں میں سے کسی کو اقرار نہیں، تو بچہ شوہر کا ہوگا

(سوال ۱۱۶۹) زید کا فرزند پردیس سے چھ ماہ یا برس روز کے بعد واپس آیا، اس کو معلوم ہوا کہ میری بیوی کے ساتھ میرے والد نے یہ حرکت کی کہ اس سے بدفعلی کی اور اس کے دو گواہ ایک زید کا فرزند خورد اور ایک زید کی بیوی، لیکن نہ معلوم اس نے کس وجہ سے اپنی بیوی کو نہ چھوڑا، اور اس کے خاوند کے نطفہ سے ایک لڑکا پیدا ہوا،

---

(۱) ردالمحتار باب المهر مطلب فی النکاح الفاسد ج۲ ص ۴۸۱ .ط.س.ج۳ص۱۳۱ . ۱۲ ظفیر.

(۲) ایضاً ج ۲ ص ۴۸۲ .ط.س.ج۳ص۱۳۲ . ۱۲ ظفیر .(۳) وعدة المنکوحة نکاحا فاسد الخ لکن الصواب ثبوت العدة والنسب (الد ر المختار علی هامش ردالمحتار باب العدة ج۲ ص ۸۳۵ .ط.س.ج۳ص۵۱۶) قال الحلوانی هذه المسئلة دليل علی ان الفراش ينعقد بنفس العقد فی النکاح الفاسد الخ فهذا صريح فی ثبوت النسب فيه (ردالمحتار باب العدة ج ۲ ص ۸۳۶ .ط.س.ج۳ص۵۱۷) ظفير .(۴) ومن هاجرت الينا مسلمة حاملا بانت بلا عدة فيحل تزوجها اما الحامل فحتی تضع علی الا ظهر لا للعدة لشغل الرحم بحق الغير (در مختار) فان هذه حملها ثابت النسب (ردالمحتار باب نکاح الکافر ج۲ ص ۵۳۸ .ط.س.ج۳ص۱۹۳) ظفير.

اور زید کا نطفہ نہ ٹھہرا تھا اور عورت اپنے فعل کا اقرار نہیں کرتی اور زید بھی اقرار نہیں کرتا تو اس حالت میں وہ لڑکا حلالی کہلائے گا یا حرامی؟ زید کے فعل سے طلاق ہوگئی یا نہیں اور مہر واجب ہے یا نہیں اور ایسے شخص کے ساتھ بیٹے کو سلوک کرنا چاہئے یا نہیں؟

(الجواب) وہ بچہ شوہر کے نطفہ سے ہی قرار دیا جاوے اور نسب اس کا اس سے ثابت ہوگا اور حرامی نہ سمجھا جاوے گا اور وہ عورت اپنے شوہر کے نکاح سے خارج نہیں ہوئی اور مہر بذمہ شوہر لازم ہے، کیونکہ جب وہ عورت اور زید اقرار زنا کا نہیں کرتے اور گواہی کافی موجود نہیں تو زنا ثابت نہیں ہے، اور جب کہ زنا ثابت نہیں ہے تو بیٹے کو باپ کی طرف بدگمانی نہ کرنی چاہئے اور بدسلوکی نہ کرنی چاہئے۔

نکاح کے چھ ماہ بعد جو بچہ ہو وہ حلالی ہوتا ہے

(سوال ۱۱۷۰) ایک عورت بیوہ بالغہ نے ایک شخص سے نکاح کرلیا۔ سات ماہ چار یوم میں اس کے لڑکی پیدا ہوئی، اور قبل عقد یہ شہرت تھی کہ اس کو حمل ہے۔ اب نکاح کرانے والے اور عورت کے کنبہ والوں کے ساتھ متارکت کرنا کیسا ہے؟

(الجواب) شریعت میں مدت حمل کی کم سے کم چھ ماہ ہیں، پس نکاح سے چھ ماہ پورے ہونے کے بعد جو بچہ عورت کے پیدا ہو وہ اسی شوہر کا ہے اور نسب اس بچہ کا اس سے ثابت ہے فال علیه الصلوٰة والسلام الو لد للفراش وللعاهر الحجر (۱) پس بموجب اس حدیث شریف کے وہ لڑکی اسی شوہر سے ہے جس کے نکاح کو سات ماہ چار یوم ہوئے، اس میں کچھ شبہ نہ کرنا چاہئے اور عورت کو تہمت زنا کی نہ لگانی چاہئے۔ اور زوجین اور ان کے قرابت داروں سے متارکت نہ چاہئے کہ یہ گناہ ہے۔

غیر مطلقہ سے شادی درست نہیں اور اس کی اولاد ولد الزنا ہوگی

(سوال ۱۱۷۱) زید اپنی زوجہ کی خبر گیری نہیں کرتا تھا، ناچار زوجہ کے باپ نے زید سے کہا کہ تم اپنی زوجہ کو بلا لو یا طلاق دے دو تاکہ اس کا عقد ثانی ہی کردیں وہ مہر معاف کرتی ہے، زید نے کہا کہ چاہے وہ کسب کرے چاہے نکاح ثانی کرے ہماری بلا سے۔ زوجہ زید محمود سے نکاح ثانی کرنے پر آمادہ ہوگئی اور محمود بھی تیار ہوگیا لیکن باوجود کوشش کے کسی نے ان کا نکاح نہیں پڑھا مجبوراً دونوں ایک دوسرے کو میاں بیوی کہنے لگے اور رہنے سہنے لگے، زید بھی خاموش ہوگیا، اولاد بھی ہوئی، عرصہ بیس سال سے زائد گذر گیا اور یہ دونوں مع اپنے بچوں کے مثل میاں بیوی کے رہتے ہیں، غالباً زید فوت بھی ہوگیا، کیا یہ اولاد حلالی ہے اور اپنے باپ زید کے ترکہ کی وارث ہوگی یا نہیں؟ ائمہ اربعہ میں سے کسی کے بھی نزدیک جائز ہو تو تحریر فرمائیں۔

(الجواب) زید نے کوئی بات صاف نہ کہی جس سے وقوع طلاق کا حکم کیا جاوے اور جب کہ زید نے طلاق نہیں دی تو دوسرا عقد اس کی زوجہ کا شرعاً درست نہیں ہوا۔ (۲) اور صورت مسئولہ میں نکاح بھی نہیں کیا گیا ویسے ہی وہ عورت محمود کے ساتھ رہنے لگی اور میاں بیوی کہنے لگے تو اس صورت میں جو اولاد ہوئی وہ ولد حرام ہے اور نسب

---

(۱) ترمذی باب ماجاء فی ان الو لد للفراش ص ۱۸۶ ۔ ۱۲ ظفیر۔
(۲) اما نکاح منکوحة الغیر الخ فلم یقل احد بجوازه اصلا (ردالمحتار باب العدة ج ۲ ص ۸۳۵ ۔ ط.س. ج۳ص ۱۳۲)

اولاد کا محمود سے ثابت نہیں ہے۔ لہٰذا ان میں میراث بھی جاری نہ ہوگی۔(۱) فقط۔

چھ مہینے سے کم میں جو بچہ ہو وہ ثابت النسب نہیں؟

(سوال ۱۱۷۲) زید کی ہمشیرہ سے عمر نے ۲۱ شعبان سن ۱۳۳۷ھ کو عقد کیا اور زید کی ہمشیرہ کے ۶ صفر سن ۱۳۳۸ھ کو لڑکی تولد ہوئی، نکاح عمر کا ساقط ہو لیا جائز رہا۔

(الجواب) نکاح صحیح ہے نکاح میں کچھ فرق نہیں آیا، لیکن وہ دختر جو بوقت نکاح عمر سے چھ ماہ سے کم میں پیدا ہوئی ہے نسب اس کا عمر سے شرعاً ثابت نہیں ہے۔(۲) فقط۔

ولد الزنا سے جو اولاد ہوئی وہ ثابت النسب ہے

(سوال ۱۱۷۳) زید ہندہ کنواری کے ساتھ زنا کرتا رہا، جب ہندہ نے خود کو پنج ششماہہ حاملہ محسوس کیا تو زید کو کہا کہ اس حالت میں مجھے میرا باپ بھائی مار ڈالیں گے، لہٰذا تو مجھے بھگا کر لے چل یا میں خودکشی کرتی ہوں، پس اس بناء پر زید ہندہ کو بھگا کر لے گیا، ہندہ کے بکر پیدا ہوا جب ہندہ مر گئی تب زید وطن مالوفہ میں آیا، زید کا نکاح ہندہ کے مرتے وقت تک نہ معلوم ہے کہ آیا ان کا نکاح بعد از اں بھی ہوا یا نہ۔ اس وقت عدم ثبوت نکاح کے دو وجہ ہیں ایک تو اس زمانہ کے لوگ مر گئے ہیں، جس کو عرصہ ستر برس سے زیادہ گذر چکا ہے دوسری یہ کہ ہندہ کا نکاح نہ اس وقت مشتہر تھا نہ اب۔ اور زید نے اپنی حیات میں بکر کو اپنی املاک سے محروم کر دیا تھا، زید نے واپس آ کر دوسری شادی بموجب شرع شریف کر لی، جس سے تین لڑکے پیدا ہوئے، ایک تو مر گیا باقی دو لڑکے عمر اور خالد حیات ہیں جو ورثہ پدری کے متصرف اور قابض ہیں۔

بکر جس کو ولد الزنا کہا جاتا ہے کسی اور جگہ اپنی شادی کر لی جس سے دو بیٹے شاکر و حارث پیدا ہوئے اور خود مر گیا، زید کے مرنے کے بعد اس وقت شاکر ۴۵ برس کا اور حارث ۳۸ برس کا۔ اب شاکر و حارث عمر اور خالد سے ورثہ جد کا طلب کرتے ہیں آیا شرعاً دونوں مدعی وارث ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ اور صورت مسئولہ میں نکاح زید کا ہندہ سے ثابت ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں شاکر اور حارث کو جو کہ بکر کے بیٹے ہیں اور مدعیان وراثت ہیں ان کو حصہ ترکہ زید سے ملے گا یعنی جس قدر حصہ بکر کو پہنچا اس کے وارث اس کے دونوں پسر شاکر و حارث ہوں گے اور جب کہ شاکر و حارث مدعی اس امر کے ہیں کہ ہمارا باپ بکر زید کا بیٹا تھا اور صحیح النسب تھا اس کا حصہ ہم کو ملنا چاہیے۔ تو شریعت میں ان کا قول معتبر ہوگا اور دعویٰ صحیح ہوگا کیونکہ فقہاء نے لکھا ہے کہ نسب کے بارے میں بہت احتیاط کی جاتی ہے، پس جب کہ علم اس کا نہیں ہے کہ زید کا ہندہ سے نکاح ہوا یا نہیں تو زید کا نکاح ہندہ سے شرعاً تسلیم کیا جاوے گا اور یہ سمجھا جاوے گا کہ زید کا نکاح ہندہ سے خفیہ ہو گیا ہوگا یعنی دو گواہوں کے سامنے جس کی خبر عام طور سے مشتہر نہ ہوئی۔ پس حاصل یہ ہے کہ اگر زید کا ایک لڑکا یعنی عمر اور خالد کا بھائی زید کی حیات میں فوت ہو چکا تھا تو اس صورت میں زید کے مرنے کے بعد اس کے وارث تین پسر ہوئے بکر و عمر و خالد۔ ان تینوں کو بحصہ مساوی ترکہ زید کا

---

(۱) ویرث ولد الزنا واللعان بجهة الام فقط لما قد مناه فی العصبات انه لااب لهما (سراجی ط.س. ج۶ ص ۷۹۹ ..... ۸۰۰) ظفیر۔ (۲) اکثر مدة الحمل سنتان. الخ ۰ واقلها ستة اشهر اجماعاً (در مختار باب المهر ج ۲ ص ۵۵۷ ط.س. ج۳ ص ۵۴۰) ظفیر۔

ملے گا اور حصہ بکر کا اس کی پسران شاکر وحارث کو ملے گا۔ شامی جلد ثانی باب ثبوت النسب میں ہے لاتسمع بینته ولا بینة ورثته علی تاریخ نکا حها بما یطابق قوله لا نها شهادة علی النفی معنی فلا تقبل والنسب یحتال لا ثباته مهما امکن الخ(۱) ص ۷۶۲ الحاصل نفی نکاح پر شہادت معتبر نہیں ہوتی اور زید کا محروم کر دینا بکر کو املاک سے شرعاً معتبر نہیں ہے، بعد مرنے زید کے بکر وارث اس کا ہوگا۔

نکاح کے چھ ماہ بعد جو بچہ ہوگا ثابت النسب ہوگا

(سوال ۱۱۷۴) اگر نکاح سے چھ مہینہ بعد لڑکا پیدا ہوا تو وہ ثابت النسب ہوگا یا نہیں؟

(الجواب) وہ ولد ثابت النسب ہے، ناکح سے نسب اس کا ثابت ہے۔(۲) فقط۔

معروف النسب کا نسب کسی کے کہنے سے ختم نہیں ہوتا ہے

(سوال ۱۱۷۵) زید کی زبانی وتحریری اقرار سے اور سرکاری کاغذات سے عمر کا زید کا بیٹا ہونا ثابت ہوتا ہے، کیا دو تین ٹرسٹیوں کے یہ کہنے سے کہ رجسٹر پیدائش میں ماں کے نام سے داخلہ ہے اس لئے بیٹا ہوسکتا ہے یا نہیں، کیا باپ کے اقرار سے ٹرسٹیوں کے کہنے کی زیادہ وقعت ہوسکتی ہے یا نہیں، تمام اہل شہر وغیرہ عمر کو زید کا بیٹا تسلیم کرتے ہیں اور ٹرسٹی بھی عمر کو وقف میں سے تنخواہ دیتے ہیں اگرچہ زید عمر کو دستاویز وقف میں محروم کر گیا ہو۔ اس صورت میں عمر زید کا بیٹا اور نسب عمر کا زید سے ثابت ہے یا نہیں؟

(الجواب) شامی میں ہے والنسب یحتال فی اثباته مهما امکن (۳) یعنی نسب کے ثابت کرنے میں جہاں تک ممکن ہو احتیاط کی جاتی ہے اور نسب ثابت کیا جاتا ہے، پس معروف النسب کا نسب ٹرسٹیوں کے کہنے سے منتفی نہیں ہوسکتا اور جب کہ زید کا زبانی وتحریری اقرار عمر کے بیٹا ہونے کا ہے اور عام لوگ بھی اس کو جانتے ہیں تو اب وہ نسب کسی کے نفی کرنے سے اور انکار کرنے سے منتفی نہ ہوگا اور زید نے اگر اس کا کچھ حصہ دستاویز وقف میں نہ رکھا تو اس سے عمر کا نسب زید سے منتفی نہیں ہوا۔

نکاح کے بعد بچہ زنا سے ہوا وہ بھی شرعاً ثابت النسب کہا جائے گا

(سوال ۱۱۷۶) ہندہ زید کے منکوحہ غیر مدخولہ ہے۔ زید بعد عقد رنگروٹ ہو کر چلا گیا جب واپس آیا تو اس کو حاملہ پا کر طلاق دے دی شرعاً یہ حمل ثابت النسب ہے یا زنا کا؟ ہندہ کا نکاح قبل وضع حمل زانی یا غیر زانی سے درست ہے یا نہیں۔ ایسی عورت کے واسطے عدت طلاق ہے یا نہیں؟

(الجواب) شرعاً حمل مذکور ثابت النسب ہے لقوله علیه الصلوٰة والسلام الولد للفراش وللعاهر الحجر (۴) وهکذا فی کتب الفقه اور چونکہ وہ حمل ثابت النسب ہے اور مطلقہ مذکورہ عدت میں ہے اور عدت اس کی وضع حمل پر پوری ہوتی ہے، لہذا نکاح اس کا قبل وضع حمل زانی وغیر زانی سے درست نہیں ہے قال اللّٰہ تعالیٰ

---

(۱) ردالمحتار باب ثبوت النسب ج ۲ ص ۸۶۳ و ج ۲ ص ۸۶۴ ط.س. ج۳ ص ۵۴۷. ۱۲ ظفیر.
(۲) فولدت لنصف حول مذنکحها لزمه نسبه لتصور الوطؤ حالة العقد ولو ولدته لا قل منه لم یثبت (الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی ثبوت النسب ج ۲ ص ۸۶۴ ط.س. ج۳ ص ۵۴۷) ظفیر. (۳) ردالمحتار فصل فی ثبوت النسب ج ۲ ص ۸۶۴. ۱۲ ظفیر. (۴) ترمذی باب ماجاء ان الولد للفراش ص ۱۸۶. ۱۲ ظفیر

ولا تعزموا عقدة النكاح حتى يبلغ الكتاب اجله (۱) **فقط**

نکاح باطل سے جو اولاد ہو، اس کو ثابت النسب کہا جائے گا

(سوال ۱۱۷۷) زید و ہندہ دونوں رشتہ میں پھوپھی زاد بھائی بہن ہیں اور دونوں نے ایک ماں کا دودھ پیا ہے۔ زید کا نکاح ہندہ کی دختر زبیدہ سے ہو گیا اور پانچ بچے ہونے کے بعد یاد آیا کہ زید و ہندہ نے ایک عورت کا دودھ پیا ہے، اس نکاح کا کیا حکم ہے اور یہ بچہ حلالی ہیں یا حرامی اور نکاح لڑکیوں کا ثابت النسب لڑکوں سے جائز ہے یا نہ؟

(الجواب) جب کہ زید و ہندہ نے ایک عورت کا دودھ پیا بحالت شیر خوار گی تو زید و ہندہ رضاعی بھائی بہن ہو گئے اور ہندہ کی دختر زید کی بھانجی رضاعی ہوئی۔ لہذا نکاح زید کا ہندہ کی دختر سے ناجائز اور باطل ہے اور ثبوت النسب میں اختلاف روایات ہے، احوط یہ ہے کہ نسب اولاد کا ثابت کہا جاوے اور اولاد کو ولد الحرام نہ کہا جاوے اور نکاح ان لڑکیوں کا صحیح النسب لڑکوں سے درست ہے۔ (۲)

زمانہ عدت میں نکاح سے جو اولاد ہو اس کا نسب

(سوال ۱۱۷۸) اگر زید نے مطلقہ سے عدت میں نکاح کیا اور فوراً ہی حمل قرار پا گیا تو یہ نکاح جائز اور اولاد حلال ہو گی یا نہیں؟

(الجواب) وہ نکاح ناجائز اور باطل ہے اور نسب اولاد کا ثابت ہے۔ (۳)

شوہر کے مرنے کے بعد دو برس کے اندر بچہ ہو تو وہ ثابت النسب کہا جاوے گا

(سوال ۱۱۷۹) عمر کے فوت ہونے سے بائیس ماہ کے بعد عمر کی زوجہ ہندہ بیوہ کے لڑکا پیدا ہوا، شرعاً یہ لڑکا عمر کا متصور ہو گا یا کیا حکم ہے؟

(الجواب) عورت متوفی عنہا زوجہا کے اگر دو برس سے کم میں بچہ پیدا ہو تو وہ شوہر متوفی سے ثابت النسب ہے ولد الحرام کہنا اس کو درست نہیں ہے، اور صورت مسئولہ میں چونکہ بائیس ماہ میں بچہ پیدا ہوا جو کہ دو برس سے کم مدت ہے تو بالیقین نسب اس بچہ کا شوہر متوفی سے ثابت ہے قال فی **الدر المختار ويثبت نسب ولد معتدة الموت لا قل منهما من وقته اى الموت الخ** (۴) ترجمہ اور ثابت ہوتا ہے نسب ولد معتدہ موت سے دو برس سے کم میں۔

شوہر ثانی سے چھ ماہ سے کم میں بچہ ہو یا شوہر اول کی وفات کے دو سال سے زیادہ میں تو ثابت النسب نہ ہو گا؟

(سوال ۱۱۸۰) ایک شخص نے عورت حاملہ سے نکاح کیا چار پانچ ماہ کے بعد بچہ پیدا ہوا اس کے بعد شوہر نے اس عورت کو طلاق دے دیا اور بوقت ولادت پہلے شوہر کے انتقال کو دو سال یا کچھ کم مدت ہوتی ہے، لہذا وہ بچہ پہلے شوہر کا ہو گا یا ثانی کا اور نفقہ اس کا کس کے ذمہ ہو گا اور وارث کس کا ہو گا؟

---

(۱) سورة البقره ۲: ۲۳۵. ۱۲ ظفير. (۲) والنسب يحتال لا ثباته مهما امكن (ردالمحتار فصل فى ثبوت النسب ج ۲ ص ۸٦٤. ط.س. ج۳ص۵٤۷) ان الدخول فى النكاح الفاسد موجب للعدة وثبوت النسب الخ (ردالمحتار باب العدة ج۲ ص ۸۳۵. ط.س. ج۳ص۵۱٦) ظفير. (۳) ومثل له فى البحر هناك بالتزوج بلا شهودو تزوج الاختين معاوالاخت فى عدة الا خت و نكاح المعتدة الخ اى ان الدخول فى النكاح الفاسد موجب للعدة وثبوت النسب (ردالمحتار باب العدة ج ۲ ص ۸۳۵. ط.س. ج۳ص۵۱٦) ظفير.

(٤) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب ثبوت النسب ج ۲ ص ۸٦۰. ط.س. ج۳ص۵٤۳. ۱۲ ظفير.

(الجواب) حاملہ متوفی عنہا زوجہا سے نکاح صحیح نہیں ہے اور جو بچہ نکاح ثانی سے چھ ماہ سے کم میں پیدا ہو وہ شوہر ثانی کا نہیں ہے اور شوہر اول سے ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ وفات شوہر اول سے دو برس سے کم میں وہ بچہ پیدا ہوا ہو۔ اگر پورے دو برس میں یا اس کے بعد پیدا ہوا تو وہ بچہ شوہر اول کا نہیں ہے، اس کی طرف نسبت نہ ہوگا اور نہ شوہر ثانی کا ہے بلکہ ولد الزنا ہے اور ان دونوں میں سے کسی کے ذمہ بھی اس کا نفقہ نہیں ہے اور اگر شوہر اول کی وفات سے دو برس سے کم میں وہ بچہ پیدا ہوا تو شوہر اول سے نسب اس کا ثابت ہے اور اس کا وارث ہوگا۔(۱) فقط

نکاح کے دس ماہ بعد جو بچہ ہو وہ صحیح النسب ہے

(سوال ۱۱۸۱) زید اپنی بیوی کو اپنے بھائی خالد کے حوالہ کر کے جنگ پر چلا گیا۔ دس ماہ بعد بچہ پیدا ہوا مخالف کہتے ہیں کہ یہ بچہ خالد کا ہے اور خالد و زینب دونوں زانی و زانیہ ہیں۔ اسی وجہ سے خالد کو برادری سے خارج کرنا کیسا ہے اور بچہ زید کا ہے یا خالد کا؟

(الجواب) شرعاً وہ بچہ زید کا ہے اور نسب اس کا زید سے ثابت ہے لقوله عليه الصلوٰة والسلام الو لد للفراش وللعاهر الحجر(۲) پس خالد اور زینب کو زانی و مزنیہ کہنے والے گناہ کبیرہ کے مرتکب ہیں، ان کو توبہ کرنی چاہئے اور اس اتہام ناجائز کی بناء پر خالد کو برادری سے خارج کرنا جائز نہیں ہے اور اہل وطن کا اس مولود ثابت النسب کو ولد الحرام کہنا صریح حدیث الو لد للفراش کا خلاف ہے لہٰذا وہ عاصی و فاسق ہیں توبہ کریں

شوہر سے ملنے کے سات ماہ بعد جو بچہ ہو وہ شوہر کا ہے

(سوال ۱۱۸۲) ایک عورت بعد شادی کے دو سال تک اپنے خاوند کے پاس رہی، پھر دو سال تک خاوند سے جھگڑا ہونے پر والدین کے گھر رہی پھر جب خاوند کے گھر آئی تو ساڑھے سات ماہ میں بچہ پیدا ہوا، یہ بچہ خاوند کا ہے یا غیر کا؟

(الجواب) شرعاً وہ بچہ خاوند کا ہی سمجھا جاوے گا اور نسب اس کا اسی سے ثابت ہے لقوله عليه السلام الو لد للفراش الحديث(۳) فقط۔

بچہ کا نسب باپ سے ہوتا ہے

(سوال ۱۱۸۳) زید کا باپ شیخ یا سید ہے تو زید اور اس کی اولاد شیخ یا سید شمار ہوگی یا نہیں؟

(الجواب) نسب باپ کی طرف سے ہوتا ہے جس کا باپ شیخ یا سید۔ ہے وہ بھی شیخ یا سید ہے اور اس کی اولاد آگے کو بھی۔(۴)

---

(۱) ویثبت نسب ولد معتدة الموت لا قل منهما من وقته ای الموت اذا كانت كبيرة (در مختار) لا قل منهما ای من سنتين (ردالمحتار فصل فی ثبوت النسب ج ۲ ص ۸۶۰. ط.س. ج۳ص۵٤۳) ظفير.
(۲) ترمذی باب ماجاء ان الولد للفراش ص ۱۸٦ . ۱۲ظفير.
(۳) ترمذی باب ماجاء ان الو لد للفراش ص ۱۸٦. ۱۲ ظفير .
(٤) عن النبی صلی الله عليه وسلم قال الو لد لصاحب الفراش (الفراش كناية عن الزوج) (بخاری مع حاشيه ج ۲ ص ۹۹۹) ظفير.

طلاق کے بعد دو برس سے کم میں بچہ ہو تو وہ حلالی ہوگا ورنہ حرامی

(سوال ۱۱۸٤) بعد طلاق بائن دوران عدت میں بلا عقد ثانی زید و ہندہ میں تعلق زن و شوہر کا قائم ہو گیا تو اولاد حلالی ہے یا حرامی۔

(الجواب) طلاق کے وقت سے اگر دو برس سے کم میں بچہ پیدا ہوا تو اس کا نسب شوہر مطلق سے ثابت ہے اور وہ بچہ ولد الحلال ہے اور اگر دو برس یا زیادہ میں پیدا ہوا تو دعویٰ سے نسب ثابت ہوتا ہے ورنہ نہیں، یعنی اگر مطلق کہے کہ یہ بچہ میرا ہے تو نسب ثابت ہوگا ورنہ نہ ہوگا کما فی الدر المختار کما یثبت بلاد عوة احتیاطاً فی مبتوتة جاء ت لا قل منھما من وقت الطلاق الخ ولو لتما مھا لا یثبت النسب الخ الا بد عوته لا نه التزمه (در مختار) وله وجه بان وطاھا بشبھة فی العدة. ھدایه وغیرھا (شامی)(۱)

چچا کے کئے ہوئے نکاح میں خیار بلوغ

(سوال ۱۱۸۵) مسماۃ عائشہ نابالغہ کے باپ کا انتقال ہو گیا تھا، اس کا چچا اور والدہ وغیرہ موجود تھے، عائشہ صغیرہ کے چچا نے اس کا نکاح جزیرہ مورس میں کر دیا تھا، مگر عائشہ کی والدہ وغیرہ اس نکاح سے ناخوش تھی نہ ان کے مشورہ سے یہ نکاح ہوا تھا۔ عائشہ کی ماں نے دو عالموں سے یہ واقعہ بیان کر کے مسئلہ دریافت کیا اور نکاح فسخ کرانا چاہا مولوی صاحبان نے فرمایا کہ نکاح تو ہو چکا، لیکن اگر تم نکاح فسخ کرانا چاہتی ہو تو جب لڑکی بالغ ہو تب کسی عالم سے فسخ کرا لینا، کیونکہ اس وقت قاضی شرعی کوئی نہیں ہے، پس جب لڑکی بالغہ ہوئی تو اس لڑکی کی استدعاء پر علمائے مذکورین نے نکاح فسخ کیا اور عائشہ کے چچا کو مورس خبر پہنچائی انہوں نے سکوت کیا۔ اس زمانہ میں حافظ محمد سلیمان صاحب افریقہ میں تھے ان کو اس واقعہ کی مطلقاً خبر نہ تھی۔ چار پانچ سال کے بعد جب حافظ صاحب واپس آئے تو علماء مذکورین اور باشندگان راندیر کی یہ رائے ہوئی کہ عائشہ کا نکاح حافظ صاحب سے ہو جائے، کیونکہ اقرباء میں سے ہیں ہر دو مولوی صاحبان مذکور و دیگر علماء کا اس پر اتفاق تھا کہ نکاح اول فسخ ہو چکا ہے لہذا وہ سب اس سعی میں تھے کہ نکاح عائشہ کا حافظ صاحب موصوف سے ہو جاوے۔ اور مسماۃ عائشہ بالغہ بھی اس وجہ سے کہ وہ یہ سمجھتی تھی کہ میرا پہلا نکاح فسخ ہو چکا ہے حافظ صاحب سے نکاح کرنے پر راضی تھی، الحاصل حافظ صاحب کا نکاح مسماۃ عائشہ سے ہو گیا اور اس نکاح میں راندیر، سورت اور اطراف کے معزز علماء شریک تھے، حافظ صاحب کے ایک دختر مسماۃ عائشہ سے پیدا ہوئی جو موجود ہے اس مسماۃ عائشہ کا انتقال ہو چکا ہے۔ پس سوال یہ ہے کہ اس صورت میں نکاح اول مسماۃ عائشہ کا فسخ ہو گیا یا نہیں اور نکاح ثانی صحیح ہوا یا نہیں اور اس لڑکی کا نسب حافظ صاحب سے ثابت ہے یا نہیں؟

(الجواب) روایات فقہیہ سے یہ ظاہر ہے کہ چچا کے کئے ہوئے نکاح کو نابالغہ بعد بلوغ کے فسخ کرا سکتی ہے، لیکن اس فسخ کے لئے قضاء قاضی شرط ہے، بدون قضاء قاضی وہ نکاح فسخ نہ ہوگا کما فی الشامی فان اختار الفسخ لا یثبت الفسخ الا بشرط القضاء فلذا فرع علیه لقوله فیتوارثان فیه ای فی ھذا النکاح قبل ثبوت

---

(۱) دیکھئے ردالمحتار و علی ھامشه الدر المختار فصل فی ثبوت النسب ج ۲ ص ۸۵۸ . ط.س. ج۳ ص ۱۲.۵٤۱ ظفیر

فسخه۔(۱) اور کوئی عالم اس بارے میں قائم مقام قاضی ہو کر نکاح کو فسخ نہیں کر سکتا۔ البتہ اگر فریقین کسی کو حکم مقرر کر دیں تو حکم قائم مقام قاضی ہو سکتا ہے اور حسب قاعدہ نکاح فسخ کر سکتا ہے بہر حال صورت مسئلہ میں نکاح سابق فسخ نہیں ہوا۔ لیکن ایسی غلطی میں اگر لاعلمی سے دوسرے شخص سے نکاح کر لیا جاوے اور شوہر ثانی سے اولاد ہو تو مفتی بہا روایت کے موافق نسب اولاد کا شوہر ثانی سے ثابت ہوتا ہے۔ پس صورت مسئولہ میں اس لڑکی کا نسب حافظ محمد سلیمان صاحب شوہر ثانی سے شرعاً ثابت ہے ولد الزنا کہنا اس کو ناجائز اور حرام ہے۔ در مختار میں ہے غاب عن امرأته فتزوجت بآخر وولدت اولاداً ثم جاء الزوج الاول فالا ولاد للثانی علی المذهب الذی رجع الیه الامام وعلیه الفتویٰ کما فی الخانیه والجوهرة والکافی وغیره الخ وفی الشامی قوله غاب عن امرأته شامل لما اذا بلغها موته او طلاقه فاعتدت وتزوجت ثم بان خلافه ولما اذا ادعت ذلك ثم بان خلافه شامی جلد ثانی ص ۶۳۱ فصل (۲) فی ثبوت النسب ۔وایضاً فی الدر المختار فی بیان حکم النکاح الفاسد لکن الصواب ثبوت العدة والنسب وفی الشامی فهذا صریح فی ثبوت النسب (۳) فیه الخ وفی الدر المختار والموطوئة بشبهة ومنه تزوج امر ء ة الغیر عالماً بحا لها الخ. (۴)۔

ان عبارات سے واضح ہے کہ صورت مذکورہ فی الحال میں نسب لڑکی کا شوہر ثانی حافظ محمد سلیمان سے ثابت ہے۔

دو برس کے اندر جو بچہ پیدا ہو وہ باپ کا ہوتا ہے

(سوال ۱۱۸۶) زید اپنی بیوی کو اس کے والدین کے سپرد کر کے سفر کو چلا گیا۔ پندرہ ماہ بعد واپس آیا تو اس کی بیوی کے لڑکا پیدا ہوا۔ اب زید کہتا ہے کہ یہ لڑکا میرا نہیں، اس کی بیوی کہتی ہے کہ لڑکا تیرا ہے اب وہ لڑکا زید کا سمجھا جائے یا ولد الزنا۔

(الجواب) وہ لڑکا زید کا ہے ولد الزنا نہیں ہے۔ زید سے ہی اس کا نسب ثابت ہے شرعاً دو برس تک بچہ شکم میں رہ سکتا ہے کذا فی کتب الفقہ۔(۵)

جو بچہ نکاح کے چار ماہ بعد پیدا ہوا وہ صحیح النسب نہیں

(سوال ۱۱۸۷) ایک لڑکی کے والدین نے اس کا نکاح ایک لڑکے سے کر دیا، نکاح سے چار مہینہ کے اندر اس دختر کے لڑکا سالم ومکمل مع کل عضو کے مثل بچہ نو ماہ کے پیدا ہوا اور زندہ ہے ایسے بچہ کا نسب ثابت ہو گا یا نہیں اور دین مہر جب کہ وہ ایام حمل حرام میں ہوا اس لڑکے یعنی شوہر کے ذمہ واجب ہو گا یا نہیں اور ایام حمل میں جو نکاح ہوا، یہ درست ہے یا نہیں۔

---

(۱) ردالمحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۱ .ط.س. ج۳ص ۷۱. ۱۲ ظفیر. (۲) دیکھئے ردالمحتار علی هامشه الدر المختار فصل فی ثبوت النسب ج ۲ ص ۸۶۸ .ط.س. ج۳ص ۵۵۲. ۱۲ ظفیر. (۳) دیکھئے ردالمحتار علی هامشه الدر المختار باب العدة مطلب فی النکاح الفاسد والباطل ج ۲ ص ۸۳۶.ط.س. ج۳ص ۵۱۶...... ۵۱۷. ۱۲ ظفیر. (۴) الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب العدة ج ۲ ص ۸۳۶.ط.س. ج۳ص ۵۱۷. ۱۲ ظفیر. (۵) اکثر مدة الحمل سنتان الخ فیثبت نسب ولد معتد الرجعی الخ وان ولدت لا کثر من سنتین الخ کما یثبت بلادعوة احتیاطا فی مبتوتة جاء ت به لا قل منهما الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ثبوت النسب ج ۲ ص ۸۵۷.ط.س. ج۳ص ۵۴۰...... ۵۴۱) ظفیر.

(الجواب) اس صورت میں نکاح اس کا ہو گیا اور اگر شوہر نے وطی اس سے کی ہے تو مہر تام بذمہ شوہر لازم ہو گیا قال فی الدر المختار وصح نکاح حبلی من زنالا حبلی من غیرہ الخ وان حرم وطؤھا حتی تضع (الی ان قال) لو نکحھا الزانی حل له وطؤھا اتفاقاالخ(۱) لیکن اگر بچہ چھ مہینہ سے کم میں پیدا ہوا ہے وقت نکاح سے تو نسب اس کا شوہر سے ثابت نہیں ہے ھکذا فی کتب الفقه قال فی الدر المختار اکثر مدة الحمل سنتان و اقلھا ستة اشھر اجماعاً در مختار(۲) وفی باب المھر منه ویتا کد عندوطی او خلوة صحت من الزوج الخ(۳) فقط۔

شوہر کے مرنے کے دو برس بعد جو بچہ ہو اس کا نسب ثابت نہ ہو گا

(سوال ۱۱۸۸) ایک عورت کو اس کے خاوند کے انتقال کے وقت چار مہینہ کا حمل تھا، شوہر کے انتقال کے چار سال تین ماہ بعد لڑکا پیدا ہوا۔ کیا وہ لڑکا ثابت النسب اور اپنے باپ کا وارث ہو گا یا نہ؟

(الجواب) اکثر مدت حمل عند الحنفیہ دو برس ہے، پس شوہر کے مرنے کے بعد اگر دو برس سے زیادہ میں بچہ پیدا ہو تو نسب اس کا شوہر سے ثابت نہ ہو گا اور اس کا وارث نہ ہو گا کما فی الدر المختار وان ولدت لا کثر منھما من وقته (ای الموت شامی) لا یثبت بدائع. ولو لھما فکالا کثر بحر۔(۴) فقط

شوہر کے مرنے کے دو برس بعد جو بچہ ہو وہ صحیح النسب نہیں

(سوال ۱۱۸۹) بہشتی زیور حصہ چہارم میں یہ مسئلہ لکھا ہے کہ اگر کسی عورت کا خاوند مر جاوے اور دو سال بعد اس کے بچہ پیدا ہو تو وہ خاوند مرحوم کا مانا جائے گا، دوسرے یہ کہ چار ماہ دس دن عدت کے چلے آتے ہیں اور نکاح ہو گیا۔ ایک سال نو ماہ بعد بچہ پیدا ہوا تو بچہ پہلے خاوند کا مانا جائے گا یا دوسرے کا۔

(الجواب) در مختار میں ہے ویثبت نسب ولد معتدة الموت لا قل منھا من وقته ای الموت الخ ولو اقرت بمضیھا بعد اربعة اشھر وعشر فولدته لستة اشھر لم یثبت الخ(۵) اس مجموعہ عبارت سے معلوم ہوا کہ جس عورت کا شوہر مر جاوے تو اگر دو برس سے پہلے اس کا بچہ پیدا ہو اور اس عورت نے چار مہینہ دس دن کے بعد عدت ختم ہونے کا اقرار نہ کیا ہو تو اس کے بچہ کا نسب شوہر متوفی سے ثابت ہے اور اگر اس عورت نے دس دن چار ماہ کے بعد عدت گذرنے کا اقرار کیا اور دوسرا نکاح کر لیا اور پھر چھ ماہ یا اس سے زائد میں بچہ پیدا ہوا تو اس کا نسب شوہر ثانی سے ثابت ہو گا۔

سات ماہ بعد جو بچہ ہو وہ صحیح النسب ہے

(سوال ۱۱۹۰) مسماۃ ہندہ بیوہ ہونے کے چار سال بعد بکر سے نکاح کیا اور نکاح کے سات ماہ بعد مسماۃ ہندہ کے لڑکا تولد ہوا، اس صورت میں نکاح صحیح ہو لیا نہ اور وہ بچہ کس کا ہے؟

---

(۱) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار فصل فی المحرمات ص ۴۰۱. ط.س. ج۳ص۴۸. ۱۲ ظفیر.
(۲) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار فصل فی ثبوت النسب ج ۲ ص ۵۵۷. ط.س. ج۳ص ۵۴۰ والا بان ولدته لا قل من ستة اشھر یثبت النسب وھذا قول محمدو به یفتی (باب المھر ج ۲ ص ۴۸۴. ط.س. ج۳ص۱۳۴) ظفیر.
(۳) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب المھر ج ۲ ص ۴۵۴. ۱۲ ظفیر.
(۴) الدر المختار علی ھامس ردالمحتار باب ثبوت النسب ج۲ ص ۸۶۱. ط.س. ج۳ص۵۴۴. ۱۲ ظفیر.
(۵) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب ثبوت النسب ج ۲ ص ۸۶۰. ط.س. ج۳ص۵۴۳. ۱۲ ظفیر.

(الجواب) نکاح ہندہ کا بکر سے صحیح ہو گیا اور وہ بچہ بھی شرعاً بکر کا ہے نسب اس بچہ کا بکر سے ثابت ہے۔(۱)

جب عورت شادی کا دعویٰ کرتی ہے اور اولاد کا بھی تو وہ صحیح النسب ہے

(سوال ۱۱۹۱) مدعاعلیہ کو جو مدعی کا دادا ہے، مدعی کے ثبوت نسب سے اس کو انکار ہے، یعنی یہ کہتا ہے کہ میرے بیٹے نے نکاح اس کی ماں سے نہیں کیا بلکہ کہیں باہر سے اس کو لے آیا تھا اور لانے کے چھ مہینہ بعد اس سے یہ اولاد ہوئی تھی، مجھے علم نہیں کہ خفیہ اگر اس نے نکاح کر لیا ہو۔ گواہ کوئی نہیں ہے کیونکہ بہت دنوں کا واقعہ ہے ہاں مدعی کی ماں کو اقرار ہے کہ بیٹا میرا ہے اور اس کے باپ سے میرا نکاح ہوا تھا، اس صورت میں نسب اس کا اپنے باپ سے ثابت ہو گا یا نہ؟

مہر کا حکم

(سوال ۱۱۹۱/۲) مذکورہ بالا صورت میں مہر کے متعلق عورت کا قول مانا جائے گا یا نہیں؟

غیر شرعی گواہوں کی گواہی

(سوال ۱۱۹۱/۳) نکاح یا طلاق کے اگر شرعی گواہ نہ ہوں تو غیر شرعی گواہوں کی شہادت مانی جائے گی یا نہیں۔

(الجواب)(۱) نکاح صحیح مانا جائیگا اور نسب ثابت ہو گا، دادا کا قول اور دعویٰ معتبر نہ ہو گا۔(۲)

(۲) مہر کے بارے میں اگر مدعی گواہ معتبر پیش کرے تو وہ مقدار معتبر ہو گی، ورنہ جس کے قول کی شہادت مہر مثل سے ثابت ہو وہ معتبر ہو گا۔

(۳) غیر عادل گواہوں کی گواہی سے نکاح و طلاق ثابت نہ ہوں گی مگر جو صورت سوال نمبر ایک کی ہے اس میں دعویٰ عورت کا متعلق نکاح و ثبوت نسب کے بلا شہادت معتبر ہے اور دادا کا قول گواہی کے ساتھ بھی دربارہ نفی نسب و نفی نکاح مسموع نہیں قال فی ردالمحتار لا تسمع بینته ولا بینة ورثته علی تاریخ نکا حها بما یطابق قوله لا نها شهادة علی النفی معنًی فلا تقبل والنسب یحتال لا ثباته مهما امکن والا مکان ههنا یسبق التزوج بها سراً بمهر یسیر الخ(۳) ص ۶۲۷ جلد ثانی شامی باب ثبو ت النسب۔

دو گواہ کی موجودگی میں نکاح ہوا ہے تو اولاد صحیح النسب ہو گی

(سوال ۱۱۹۲) مسماۃ زیدہ سے جس پر یکایک عالم غربت آ گیا تھا، بکر نے کہا کہ مجھ سے شادی کر لے مگر خفیہ اس پیام کی اطلاع صرف زیدہ کی ایک بہن کو ہوئی، مسماۃ زیدہ تیار ہو گئی، یہ دونوں بہنیں ایک دوسرے مکان میں

---

(۱) واذا تزوج الرجل امر ء ة فجاء ت بولد لا قل من ستة اشهر منذ یوم تزوجها لم یثبت نسبه الخ وان جاء ت به لستة اشهر فصا عد ایثبت نسبه منه اعترف به الزوج او سکت لان الفراش قائم والمدة تامة (هدایه باب ثبوت النسب ج۲ ص ۴۱۱) ظفیر.

(۲) ولو ولدت فاختلفا فی المدة فقالت المرأة نکحتنی منذنصف حول وادعی الا قل فالقول لها بلا یمین وقالا تحلف وبه یفتی کما سیجئی فی الدعویٰ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ثبوت النسب ج ۲ ص ۸۶۳. ط.س. ج۳ص ۵۴۷) قال لغلام هو ابنی ومات المقر فقالت امه المعروفة بحریته الا صل والا سلام انا امرأته وهو ابنه یرثانه استحسانا (ایضاً ج ۲ ص ۸۶۵. ط.س. ج۳ص ۵۴۹) ظفیر.

(۳) ردالمحتار باب ثبوت النسب ج۲ ص ۸۶۳ و ج ۲ ص ۸۶۴. ط.س. ج۳ص ۵۴۷. ۱۲ ظفیر.

کسی بہانہ سے لے جائی گئیں اور وہاں ان پر یہ ظاہر کیا گیا کہ قاضی اور وکیل موجود ہیں، ایجاب و قبول معرفت وکلاء ہوا۔ یہ دونوں بہنیں نہ قاضی کو جانتی ہیں نہ وکلاء کو۔ بکر مسماۃ زبیدہ سے مسماۃ ہی کے مکان پر خفیہ طریقہ سے کبھی کبھی ملتا رہا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ زبیدہ حاملہ ہو گئی اور لڑکا کا تولد ہوا اب سوال یہ ہے کہ یہ نکاح جائز سمجھا جا سکتا ہے یا نہیں اور کیا یہ لڑکا حلال کا سمجھا جائے گا اور شرعاً زبیدہ کا اور لڑکے کا کچھ حق ہے یا نہ اگر بکر انکار کر دے تو کیا حکم ہے؟

(الجواب) اگر عورت مذکورہ نے نکاح پڑھنے والے کو اجازت نکاح پڑھنے کی بذریعہ وکیل وغیرہ کے دے دی، اور ایجاب و قبول کے سننے والے دو مرد مسلمان موجود تھے تو نکاح منعقد ہو گیا،(۱) اور لڑکا بکر کا ہے اور نسب اس کا بکر سے ثابت ہے اور وہ لڑکا وارث بکر کا ہو گا، بکر کا انکار شرعاً معتبر نہ ہو گا، جب کہ دو گواہ نکاح کے موجود ہیں۔(۲)

محارم سے نکاح باطل ہے اس کی اولاد کا نسب ثابت نہ ہوگا

(سوال ۱۱۹۳) ہندہ کو ایک جاہل پیر نے فتویٰ دیا۔ ہندہ جاہل لا علم تھی۔ زوجہ مدخولہ کو طلاق دے کر اس کی دختر سے جو دوسرے شوہر سے تھی نکاح کیا، صحبت کی اس کو حمل ہو گیا۔ جب قاضی علاقہ کو خبر ملی تو درمیان دختر و فدوی تفریق کرائی اور ہندہ نے توبہ کی۔ اب قاضی ترجیح عدم ثبوت نسب کو دیتا ہے، شرعاً کیا حکم ہے؟

(الجواب) چونکہ نکاح محارم سے نکاح باطل ہے اس لئے مقتضاء اس کا یہی ہے کہ نسب اس کا ثابت نہ ہو کما صرح به فی الشامی ولذالا یثبت النسب فی نکاح المحارم الخ۔(۳) فقط

ڈیڑھ سال کے بعد جو بچہ ہوا اس کا نسب باپ سے ہوگا

(سوال ۱۱۹٤) ایک عورت اپنے خاوند سے حاملہ تھی خاوند فوت ہو گیا، ڈیڑھ سال کے بعد لڑکی پیدا ہوئی، یہ لڑکی کس کی طرف منسوب ہو گی۔

(الجواب) شوہر کے انتقال کے بعد ڈیڑھ برس میں جو لڑکی پیدا ہوئی وہ شوہر کی طرف منسوب ہے اور نسب اس کا شوہر متوفی سے ثابت ہے کیونکہ اکثر مدت حمل کے دو برس ہیں۔(٤)

دو برس کے بعد شوہر بیوی کے پاس آیا اور بچہ پانچ ماہ بعد ہوا، اس کا نسب کس سے ہوگا؟

(سوال ۱۱۹۵) زید سفر سے دو برس کے بعد ۷ جمادی الاولی سن ۱۳۴۰ھ کو اپنے مکان پہنچا اور ۲۵ شوال سن ۱۳۴۰ھ کو تقریباً پانچ ماہ نو یوم میں اس کی زوجہ کے صحیح سالم زندہ بچہ پیدا ہوا، اس صورت میں بچہ صحیح النسب ہے یا نہیں۔ اور مدت حمل کم از کم کس قدر ہے۔

---

(۱) وینعقد بایجاب من احدهما وقبول من الآخر الخ کزوجت نفسی او بنتی او موکلتی منك وبقول الآخر تزوجت الخ وشرط حضور شاهدین حرین مکلفین سامعین الخ (الدر المختار علی هامش ردا لمحتار کتاب النکاح ج۲ ص ۳٦۱ .ط.س.ج۳ص۹) ظفیر. (۲) ویثبت النسب احتیاطا بلا دعوة وتعتبر مد ته من الوطؤ الخ وقالا ابتداء المدة من وقت العقد (الدر المختار علی هامش ردا لمحتار باب المهر ج ۲ ص ٤٨٤ .ط.س.ج۳ص ۱۳٤) ظفیر.

(۳) ردالمحتار باب المهر ج ۲ ص ٤٨۲ .ط.س.ج۳ص ۱۳۲ .۱۲ ظفیر. (٤) واکثر مدة الحمل سنتان لخبر عائشه رضی الله تعالیٰ عنها (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ثبوت النسب ج ۲ ص ۸۵۷ .ط.س.ج۳ص ٥٤٠) ظفیر.

(الجواب) بچہ صحیح النسب ہے اور زید کا ہے اسی کی طرف منسوب ہوگا اور مدت حمل کم از کم چھ ماہ ہے، یعنی وقت نکاح سے اگر چھ ماہ کے بعد بچہ پیدا ہوا تو وہ شوہر کا ہے اور سفر اور حضر کا فرق اس بارے میں شریعت نے کچھ نہیں کیا۔ پس اگر زید کے سفر میں ہوتے ہوئے بھی اس کی زوجہ کے بچہ پیدا ہوگا تو وہ زید کا ہی شمار ہوگا اور نسب اس کا زید سے ثابت ہوگا لقولہ علیہ السلام الولد للفراش وللعاهر الحجر۔(۱) فقط

چھ شادیاں کرنے والے کی اولاد کا نسب

(سوال ۱۱۹۶) ایک شخص نے چھ شادیاں کیں ان سب سے اولاد زندہ موجود ہے اس کے مرنے کے بعد اس کا ترکہ و جائیداد جو کہ اس نے چھوڑی سب کی اولاد کو تقسیم ہوگا یا پہلی چار بیبیوں کی اولاد کو اور باقی دو بیبیوں کی اولاد محروم ہوگی۔

(الجواب) نکاح فاسد میں بھی نسب اولاد کا شوہر سے ثابت ہوتا ہے، لہذا وہ جملہ اولاد ثابت النسب ہوگی۔ کذا فی الشامی (۲) فقط۔

دوسرے کی بیوی کو لے گیا اور اس سے بچہ ہوا، اس کا نسب

(سوال ۱۱۹۷) ایک شخص نے اپنے بھانجہ کی بیوی سے رسم پیدا کر کے لے کر بھاگ گیا اور دس برس تک لے کر پھرتا رہا دو تین اولاد بھی ہوگئی اور وہ کہتا ہے کہ میں نے نکاح کر لیا تھا حالانکہ اس کا بھانجہ زندہ ہے اور طلاق بھی نہیں دی تو وہ نکاح جائز ہے یا نہ اور اولاد حرام کی ہوگی یا نہ اور برادری میں اس کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) جب کہ اس کے شوہر نے طلاق نہیں دی تو وہ عورت اسی کے نکاح میں ہے اور جو شخص اس عورت کو لے گیا تھا اور وہ نکاح کرنے کا مدعی ہے اس کا نکاح نہیں ہوا، (۳) اور بحکم الولد للفراش جو اولاد ہوئی وہ شوہر اول یعنی بھانجہ کی شمار ہوگی اور نسب اولاد کا اس بھانجہ سے ثابت ہوگا اور برادری میں ان کا نکاح ہو سکتا ہے۔

ہندو عورت سے اولاد ہوئی اس کا نسب

(سوال ۱۱۹۸) زید ایک مشہور شخص تھا اس کا ناجائز تعلق ایک ہندو عورت سے مشہور تھا جس سے اولاد بھی ہوئی لیکن زید نے اپنی حیات میں کوئی تردید نہیں کی۔ پس اگر اب اس کی اولاد مسلمان اور منکوحہ ہونے کے ثبوت میں ایک نکاح نامہ پیش کرے تو معتبر ہوگا یا نہیں اور وہ عورت اور اس کی اولاد ان لوگوں کی کفو میں ہوگی یا نہیں جو ماں باپ دونوں کی طرف سے مسلمان ہیں۔

(الجواب) اسلام اور نکاح اس عورت کا اور اس کی اولاد کا صحیح النسب ہونا مسلم ہوگا۔ شامی باب ثبوت النسب میں اس کی تصریح ہے اور چونکہ نسب میں اعتبار باپ کا ہے اس لئے اس کی اولاد کفو ہے ان لوگوں کی جو قدیم الاسلام ہیں۔(۴)

---

(۱) مشکوٰۃ باب اللعان فصل اول ص ۲۸۷۔ ۱۲ ظفیر۔ (۲) وتقدم فی باب المهر ان الدخول فی النكاح الفاسد موجب للعدة وثبوت النسب (ردالمحتار باب العدة ج ۲ ص ۸۳۵۔ ط.س. ج۳ص۵۱۶) ظفیر۔ (۳) امانكاح منكوحة الغير الخ فلم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلا (ردالمحتار باب العدة ج ۲ ص ۸۳۵) ظفیر۔ (٤) عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الولد لصاحب الفراش (بخاری باب الولد للفراش ج ۲ ص ۹۹۹) ظفیر۔

اگر کسی کی بیوی کا تعلق ناجائز غیر مرد سے ہو تو اولاد کس کی ہوگی؟

(سوال ۱۱۹۹) ایک شخص نے اپنی بڑی بھاوج سے ناجائز تعلق کر لیا، اس سے دو لڑکیاں پیدا ہوئیں تو لڑکیاں شوہر کی ہوں گی یا زانی کی یعنی ناجائز تعلق رکھنے والے کی اور نفقہ ان لڑکیوں کا اس ناجائز تعلق والے کے ذمہ ہے یا نہیں۔ حالانکہ مرد اور عورت یعنی زانی و زانیہ دونوں اس امر کا اقرار کرتے ہیں کہ یہ لڑکیاں ناجائز تعلق سے پیدا ہوئی ہیں۔

(الجواب) اس صورت میں بحکم الولد للفراش وہ دونوں لڑکیاں عورت کے شوہر کی ہیں اور نسب ان کا اسی سے ثابت ہے۔ جس شخص سے تعلق ناجائز تھا اس کے ذمہ نفقہ ان لڑکیوں کا نہیں ہے اور وہ لڑکیاں اس ناجائز تعلق رکھنے والے کی طرف منسوب نہ ہوں گی۔(۱)

آٹھ ماہ بعد جو بچہ پیدا ہو وہ صحیح النسب ہے

(سوال ۱۲۰۰) ہندہ کا خاوند فوت ہوا، ڈیڑھ سال بعد زید کے ساتھ ہندہ کا نکاح اس طور پڑھایا گیا کہ ایک مکان کے اندر دو شخص مسلمان عاقل بالغ بلائے گئے۔ ہندہ اور زید بھی اسی مکان میں موجود تھے، ایک اور پانچواں شخص بھی موجود تھا جس نے روبروان دو شخصوں کے ہندہ اور زید کا ایجاب و قبول کرا کر عقد کرا دیا۔ عقد نکاح کے وقت حمل اور عدم حمل سے کچھ تعرض اور اظہار نہیں کیا گیا، یہاں تک کہ نکاح سے آٹھ ماہ بعد لڑکا تولد ہوا۔ آیا نکاح مذکور شرعاً صحیح اور منعقد ہوا یا نہیں اور وہ لڑکا صحیح النسب ہے یا نہیں جو شخص اس لڑکے کو بلا تحقیق حرامی کہے وہ کس سزا کا شرعاً مستحق ہے

(الجواب) اس صورت میں نکاح شرعاً منعقد ہو گیا اور نکاح میں کچھ خرابی اور خلل نہیں آیا اور جو لڑکا نکاح سے آٹھ ماہ بعد تولد ہوا، اس کا نسب زید سے ثابت ہے، جیسا کہ فقہاء تصریح فرماتے ہیں کہ اقل مدت حمل چھ ماہ ہے، پس نکاح سے چھ ماہ یا زیادہ میں جو اولاد ہوگی اس کا نسبت ناکح سے ثابت ہوگا وفی الحدیث **الولد للفراش وللعاهر الحجر** (۲) پس جو شخص اس بچہ کو ولد الحرام کہے وہ سخت فاسق و عاصی ہے۔

نکاح سے پہلے کا حمل ثابت النسب نہ ہوگا

(سوال ۱۲۰۱) زید نے زیدہ سے زنا کیا اور زیدہ کو حمل رہ گیا۔ اب چونکہ مسماۃ کو سات ماہ کا حمل زید سے ہے، لہذا زید نے فی الحال زیدہ سے نکاح کر لیا ہے، تو زید سے اس کا نسب ثابت ہوگا یا نہیں؟

(الجواب) حدیث شریف میں ہے **الولد للفراش وللعاهر الحجر**۔(۳) پس جو حمل نکاح سے پہلے کا ہے اس کا نسب زید سے ثابت نہ ہوگا۔

شوہر سے لڑکا پیدا ہوا اور پھر حمل رہا مگر شوہر منکر ہے

(سوال ۱۲۰۲) ایک شخص نے کبر سنی میں جوان عورت سے نکاح کیا، اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا، دو سال کے

---

(۱) واقلها ستة اشهر اجماعاً (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب ثبوت النسب ج۲ ص ۷۵۷. ط.س. ج۳ ص ۵٤۰) ظفیر. (۲) مشکوٰة باب اللعان فصل اول ص ۲۸۷. ۱۲ ظفیر.
(۳) مشکوٰة باب اللعان فصل اول ص ۲۸۷. ۱۲ ظفیر.

بعد سل وذیابیطس میں سخت مبتلا ہوا جب کہ اس کی عورت سات ماہ کی حاملہ تھی۔ کہا کہ یہ حمل مجھ سے نہیں ہے اور اس کا دو سالہ بچہ بھی مجھ سے نہیں ہے زنا سے ہے اور طلاق دے کر دونوں جدا رہے۔ بعد وضع حمل مسلول مذکور کا انتقال ہو گیا۔ لہذا یہ عورت اور دونوں بچے اسکے ترکہ کے مستحق ہیں یا نہیں۔

(الجواب) اگر طلاق کے وقت سے دو سال سے کم میں بچہ پیدا ہوا تو نسب اس بچہ کا اسی شوہر مطلق سے شرعاً ثابت ہو گا کما فی الدر المختار کما یثبت بلا دعوۃ احتیا طافی مبتوتہ جاء ت بہ لا قل منھما (ای من سنتین) من وقت الطلاق الخ (۱) پس صورت مذکور میں دونوں بچے وارث متوفی کے ترکہ کے ہوں گے اور نسب ان کا اسی متوفی سے ثابت ہو گا اور عورت مذکورہ وارث اس متوفی کی نہ ہو گی۔ کیونکہ وضع حمل سے عدت اس عورت مطلقہ کی ختم ہو گئی اور بعد عدت کے اس شخص کا انتقال ہوا تو چونکہ بوقت موت شخص مذکور سے کوئی علاقہ نکاح کا باقی نہ رہا تھا لہذا وہ عورت وارث اس شخص کی نہ ہو گی اور امرأۃ الفار بالطلاق کی زوجہ مطلقہ اسی وقت وارث ہوتی ہے کہ اس کی عدت کے ختم ہونے سے پہلے اس شخص کا انتقال ہو جاوے۔ کذا فی الدر المختار۔

ہمبستری کے چھ ماہ بعد جو بچہ ہو وہ صحیح النسب کہا جائے گا

(سوال ۱۲۰۳) زید کی زوجہ کے ہمبستری سے آٹھ ماہ بائیس روز بعد دختر پیدا ہوئی، اس عورت کے کل چار لڑکیاں ہیں، سب سے بڑی نو ماہ دس یوم میں، اس سے چھوٹی نو ماہ بارہ یوم میں، اس سے چھوٹی نو ماہ دو یوم میں پیدا ہوئے، ان لڑکیوں کا نسب زید سے ثابت ہے یا نہ، سب سے پہلی لڑکی کا کیا حکم ہے جبکہ قرائن مشتبہ سے یقین ہوتا ہے کہ یہ اپنے باپ کے نطفہ سے نہیں ہے۔

(الجواب) ان سب لڑکیوں کا نسب زید سے ثابت ہے اور سب لڑکیاں شرعاً زید کی ہیں اور شبہ وشک کرنا اس میں درست نہیں ہے چھ ماہ میں نکاح کے بعد جو لڑکی لڑکا پیدا ہو وہ صحیح النسب ہوتا ہے اور شوہر کا ہی سمجھا جاتا ہے اور نکاح میں کچھ فرق نہیں آتا، نواں مہینہ جب شروع ہو جاتا ہے تو عام طور سے وہ ولادت کا وقت ہے، کسی کو نو ماہ سے کچھ زائد میں بچہ پیدا ہوتا ہے ورنہ اکثر نواں مہینہ شروع ہونے کے بعد ولادت ہو جاتی ہے اس میں وہم اور شک نہ کرنا چاہئے۔ (۲)

نکاح سے پہلے جو بچہ زنا سے پیدا ہوا اس کا نسب بعد نکاح زانی سے نہیں ہو گا

(سوال ۱۲۰۴) زید نے اپنی داشتہ عورت سے قبل از نکاح زنا کیا اور اس سے لڑکا پیدا ہونے کے بعد اس سے نکاح کر لیا۔ اب اس لڑکے کا نسب زید سے ثابت ہو گا یا نہیں اور زید کے ترکہ کا وارث ہو گا یا نہ، اب نکاح کے بعد اس داشتہ عورت کا نان ونفقہ کا ذمہ دار زید ہو گا یا نہیں؟

(الجواب) جو لڑکے بے نکاحی عورت سے قبل از نکاح پیدا ہوا اس کا نسب اس شخص سے ثابت نہیں ہے اور وہ اس کا وارث نہیں ہے لیکن اگر اس کو کچھ ہبہ کرنا چاہے تو کر سکتا ہے یا اگر وصیت اس کے لئے کرے تو ایک ثلث تک صحیح ہو سکتی ہے اور جب کہ اس داشتہ عورت سے نکاح ہو گیا تو وہ مثل دیگر زوجات کے مستحق نفقہ

---

(۱) الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب ثبوت النسب ج ۲ ص ۸۵۸. ط.س. ج۳ص ۵٤۱. ۱۲ ظفیر.
(۲) واقلھا ستۃ اشھر اجماعاً (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب ثبوت النسب ج ۲ ص ۸۵۷. ط.س. ج ۳ ص ۵٤٠) ظفیر

وغیرہ وہ مستحق وراثت ہوگئی۔

شوہر عرصہ دراز سے پردیس ہو تو بیوی کے بچہ کا نسب اس سے ثابت ہوگا

(سوال ۱۲۰۵) زید اپنے گھر سے پردیس چلا گیا، عرصہ دراز کے بعد اس کی بیوی سے بچہ پیدا ہوا وہ بچہ حرامی سمجھا جاوے گا یا حلالی؟

(۲) زید کا نکاح ہو گیا رخصتی نہ ہوئی اس کو حلالی کہیں گے یا حرامی، یہ دونوں مسئلے بہشتی زیور کے ہیں ان کی دلیل کیا ہے؟

(الجواب) بہشتی زیور کے ہر دو مسئلوں کی دلیل یہ حدیث ہے الو لد للفراش وللعاهر الحجر اور شوہر سے نسب ثابت ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ بعد نکاح کے چھ ماہ سے کم میں بچہ پیدا نہ ہو، بلکہ اگر چھ ماہ سے کم میں بچہ ہوگا تو اس کا نسب شوہر سے ثابت نہ ہوگا، کیونکہ اقل مدت حمل چھ ماہ ہے البتہ نکاح سے پورے چھ ماہ میں یا اس سے زیادہ میں بچہ پیدا ہو تو اس کا نسب شوہر سے ثابت ہوگا،(۱) اور دلیل اس کی حدیث مذکور ہے اور فقہاء حنفیہ نے اس کی تصریح سنتان سے کی ہے، تمام کتب فقہ در مختار و ہدایہ و شامی وغیرہ میں یہ مسئلہ مذکور ہے، بد عتی اگر اعتراض کریں گے تو وہ تمام فقہاء حنفیہ پر اعتراض ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

طلاق کے ڈھائی سال کے بعد پیدا ہونے والے کا نسب طلاق دینے والے سے ثابت نہ ہوگا

(سوال ۱۲۰۶) میں نے ایک عورت سے نکاح کیا تھا، ایک سال بعد اس کو طلاق دے دی۔ دو نیم سال گذر گئے مسماۃ کو فہمائش کی کہ تم مظہر کو اس حمل کی تہمت لگاؤ۔ چنانچہ مظہر نے عدالت کے خوف سے ذمہ لے لیا۔ مظہر رہا ہو گیا۔ مگر قسم خداوند تعالیٰ مظہر نے یہ زنا نہیں کیا نہ مظہر کو اس کا علم ہے۔ اس صورت میں حکم شریعت مطہرہ کیا ہے۔

(الجواب) اگر سائل نے واقعی زنا نہیں کیا تو وہ عند اللہ بری ہے اور جب کہ طلاق کو دو نیم سال گذر گئے تھے اس کے بعد حمل ظاہر ہوا تو وہ شوہر مطلق کا شرعاً نہیں ہے، بلکہ وہ حمل زنا سے ہے۔(۲) البتہ اگر مظہر نے اس کو تین طلاق نہ دی تھی تو اس سے دوبارہ نکاح کر سکتا ہے۔

بچی شوہر کی ہوگی زانی سے نسب ثابت نہ ہوگا

(سوال ۱۲۰۷) زید نے ایک عورت سے نکاح کر لیا، اسی دوران میں بکر کا اسی عورت سے ناجائز تعلق ہو گیا عورت کے لڑکی پیدا ہوئی، بعد ازاں زید نے عورت کو طلاق دے دی، لڑکی کی شکل و شباہت بالکل زید سے ملتی جلتی ہے۔ بکر قریشی ہے اور زید اور عورت ارائین ہیں، تو لڑکی کس قوم کی کہلاوے گی اور ولد الحرام ہوگی یا نہیں؟

---

(۱) ان الفراش على اربع مراتب وقد اكتفوا بقيام الفراش بلاد خول كتزوج المغربى بمشرقية بينهما سنة فولدت لستة اشهر مذتزوجها لتصوره كرامة او استخداما (در مختار) ضعيف و هوفراش الامة الخ ومتوسط وهو فراش ام الو لد الخ وقوى وهو فراش المنكوحة و معتدة الرجعى فانه فيه لا ينتفى الا باللعان واقوى كفراش معتدة البائن (ردالمحتار باب ثبوت النسب ج ۲ ص ۸۶۷ .ط.س.ج۳ص ۵۵۰) ظفير.

(۲) كما يثبت بلا دعوة احتياطا فى مبتوتة جاءت به لا قل منهما من وقت الطلاق لجواز وجود وقته الخ ولو لتما مهما لا يثبت النسب (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب ثبوت النسب ج ۲ ص ۸۶۸ .ط.س.ج۳ص ۵٤۱)ظفير.

(الجواب) زید جس قوم کا ہے وہ لڑکی بھی اسی قوم کی کہلاوے گی کیونکہ اس وقت تک عورت مذکورہ زید کے نکاح میں تھی،(۱) لہذا الحکم حدیث شریف الولد للفراش وللعاهر الحجر وہ لڑکی منسوب زید کی طرف ہوگی بکر کی طرف منسوب نہ ہوگی اور نسب اس کا زید سے ثابت ہے وہ ولد الحرام نہ کہلاوے گی۔ بہر حال خاندان قریش کا لڑکا اگر اس لڑکی سے نکاح پر راضی ہے اور وہ لڑکی بھی خوش ہے تو نکاح ان کا باہم صحیح ہے۔

جس عورت نے بلا طلاق دوسری شادی کر لی وہ پہلے شوہر کو ملے گی اور دوسرے شوہر کی اولاد شوہر ثانی کو

(سوال ۱۲۰۸) زید اپنی منکوحہ زینب اور دختر فاطمہ شیر خوارہ کو چھوڑ کر کہیں چلا گیا۔ زینب چونکہ بد چلن تھی، اس نے ایک شخص کے ہمراہ نکاح کر لیا ہے کہ مجھے خاوند نے چھوڑ دیا ہے، زوج ثانی سے اولاد بھی ہوئی، اب تیرہ سال کے بعد زوج اول واپس آیا ہے تو زوجہ اس کو ملے گی یا نہیں اور جو اولاد زوج ثانی سے ہوئی وہ کس کو ملے گی اور فاطمہ جو زید سے ہے اور اب تیرہ سال کی ہے اس کا نفقہ دے کر سالہائے گذشتہ کا زید اس کو لے سکتا ہے یا نہیں اور نکاح ثانی جو زینب نے کیا تھا وہ صحیح یا فاسد ہے یا کیا؟

(الجواب) وہ اولاد جو زوج ثانی سے ہوئی تھی زوج ثانی کی ہے اور زوجہ شوہر اول کی (۲) ہے اسی کو ملے گی اور زید اپنی دختر فاطمہ کو بعد بالغہ ہونے کے لے سکتا ہے اور بالغہ ہونے تک اپنی والدہ کے پاس رہے گی بشرطیکہ اس کی والدہ زید کے گھر آجاوے ورنہ زید فی الحال اپنی دختر فاطمہ کو لے سکتا ہے اور گذشتہ زمانہ کا نفقہ اس کے ذمہ واجب نہیں ہے، بخلاف نفقة القريب فانها لا تصير ديناً ولو بعد القضاء والرضاء الخ شامی۔(۳) ج ۲ ص ۶۵۸۔

شادی کے چھ ماہ بعد جو حمل ظاہر ہو وہ شوہر کی طرف منسوب ہوگا

(سوال ۱۲۰۹) ایک عورت مسلمان کی کسی کافر سے بد تعلقی کر کے توبہ کر کے مسلمان ہو کر کسی دوسرے مسلمان سے نکاح کیا، بعد چھ مہینہ کے اس کے شوہر کو حمل کا علم ہونے کے بعد وہ انکار کرتا ہے کہ یہ حمل میری طرف سے نہیں ہے بلکہ اسی کافر کی طرف سے ہے، اس بنا پر وہ اس عورت کو چھوڑنا چاہتا ہے آیا حمل کا انکار صحیح ہوگا یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں شوہر کا انکار کرنا حمل سے صحیح نہیں ہے وہ حمل اسی شوہر مسلمان کا سمجھا جاوے گا۔ کیونکہ ادنیٰ مدت حمل کی شریعت میں چھ ماہ ہے۔(۴) در مختار۔ فقط

غیر مطلقہ سے شادی کے بعد جو اولاد ہوئی وہ جائز وارث نہیں ہوگی

(سوال ۱۲۱۰) زید نے ناجائز طریق پر عمر کی منکوحہ اپنے گھر رکھی اور عرصہ تک عمر سے کہتا رہا کہ تم روپیہ

---

(۱) اذا تزوج الرجل امرأة فجاء ت بولد لا قل من ستة اشهر منذيوم تزوجها لم يثبت نسبه الخ وان جاء ت به لستة اشهر فصاعدايثبت نسبه منه اعترف به الزوج او سكت لان الفراش قائم و المدة تامة (هدايه باب ثبوت النسب ج۲ ص ۴۱۱) ظفير. (۲) غاب عن امرأته فتزوجت بآخر وولدت او لاداً ثم جاء الزوج الاول فالاولاد للثانى (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب ثبوت النسب ج ۲ ص ۸۶۸. ط.س. ج۳ ص ۵۵۲) ظفير. (۳) دیکھیے ردالمحتار للشامى باب النفقه ج ۲ ص ۹۰۶. ط.س. ج۳ ص ۵۹۴. ۱۲ ظفير. (۴) اذا تزوج الرجل امرأته فجاء ت بولد لا قل من ستة اشهر منذ يوم تزوجها لم يثبت نسبه الخ وان جاء ت به لستة اشهر فصاعدا يثبت نسبه منه اعترف الزوج اوسكت لان الفراش قائم والمدةتامة (هدايه باب ثبوت النسب ج ۲ ص ۴۱۱) ظفير.

لے کر طلاق دے دو، عمر انکار کرتا رہا، بعد ازاں زید نے یہ دعویٰ کیا کہ عمر نے اپنی منکوحہ کو طلاق دے دی ہے اور ایک مولوی کے پاس اس امر کے گواہ پیش کر دیئے کہ ہمارے روبرو اپنی زوجہ کے حق میں حسب ذیل الفاظ کہے ہیں۔ (۱) وہ میری عورت نہیں، وہ میرے کام کی نہیں، میں اس کو آباد کرنا نہیں چاہتا، اس سے میرا کوئی تعلق باقی نہیں ہے، جہاں چاہے چلی جائے میری طرف سے اس کو اختیار ہے۔ مولوی مذکور نے حکم وقوع طلاق کا دیا اور عورت کا نکاح زید سے کر دیا اور اس نکاح سے اولاد ہوئی اور زید مر گیا، مولوی مذکور کا شہادت مذکور پر طلاق کا حکم دینا قضاء ہے یا افتاء۔ یہ الفاظ طلاق کنائی ہیں یا نہ اور بصورت اول نیت کا ہونا ایقاع طلاق کے لئے شرط ہے یا نہیں؟ بر تقدیر اول بدون غیر حاضری عمر نیت کا پتہ کیسے ہوگا، اگر زید کا نکاح ثانی نہ ہو تو یہ عورت اس کی اولاد زید کے مال کی وارث ہوگی یا نہیں؟

(الجواب) اگر عمر کا اپنی زوجہ کی نسبت الفاظ مذکورہ کا کہنا ثابت بھی ہو جاوے تو ان الفاظ سے بدون نیت طلاق کے طلاق واقع نہیں ہوئی، اور نیت کا حال شوہر ہی سے معلوم ہو سکتا ہے، (۱) لہٰذا مولوی صاحب نے جو حکم وقوع طلاق کا مطلقاً کیا ہے یہ فتویٰ صحیح نہیں ہے۔ اور جب کہ طلاق واقع نہیں ہوئی تو عمر کی زوجہ کا نکاح ثانی زید کے ساتھ صحیح نہیں ہوا۔ (۲)

(۲) یہ الفاظ کنایہ طلاق کے الفاظ ہیں اور وقوع طلاق کے لئے نیت طلاق سے کہنا شرط ہے اور نیت کا حال شوہر ہی سے معلوم ہو سکتا ہے۔

(۳) جب کہ نکاح صحیح نہیں ہوا تو عورت مذکورہ زید کی زوجہ نہیں ہوئی اور اس سے جو اولاد ہوئی وہ بھی ثابت النسب نہیں ہے لہٰذا عورت مذکورہ اور اس کے بطن سے جو اولاد زید کے نطفہ سے پیدا ہوئی وہ بھی وارث زید کے ترکہ اور جائداد کی نہ ہوگی۔ فقط۔

ایک شوہر کو چھوڑ کر دوسرے مرد کے پاس رہنے لگی، اب شوہر کے پاس آنے کے لئے کیا کرے؟

(سوال ۱۲۱۱) ایک عورت منکوحہ اپنے خاوند کو چھوڑ کر دوسرے نامحرم شخص کے ساتھ فرار ہو کر مرتکب زنا ہوئی اور اس شخص سے اولاد بھی ہوئی، اب وہ عورت توبہ کر کے اپنے پہلے خاوند کے پاس آنا چاہتی ہے تو تجدید نکاح کی ضرورت ہے یا نہ؟ اور اولاد جو دوسرے شخص سے پیدا ہوئی وہ کس کی ہے؟

(الجواب) اگر شوہر اول نے طلاق نہیں دی تھی تو وہ عورت زوجہ اسی شوہر اول کی ہے نکاح اس کا باقی ہے، تجدید نکاح کی ضرورت نہیں ہے اور اولاد جو کچھ شوہر اول سے علیحدہ رہنے کے زمانہ میں ہوئی وہ سب منسوب شوہر اول کی طرف ہوگی لقولہ علیہ السلام الولد للفراش وللعاهر الحجر۔ (۳) وقد اکتفو بقیام فراش بلا دخول

---

(۱) فالکنا یات لاتطلق بها الا بنية او دلا لة الحال الخ فنحوا خرجی واذهبی (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الکنا یات ج ۲ ص ۶۳۵ .ط.س. ج۳ص۲۹۶ ......۲۹۸) ظفیر. (۲) اما نکاح منکوحة الغیرو معتدته فلم یقل احد بجوازه فلم ینعقد اصلا (ردالمحتار باب المحرمات ج۲ ص ۴۸۲ .ط.س. ج۳ص۵۱۶) ظفیر. (۳) ولذالوصرح بانه من الزنالا یثبت قضاء ایضا (ردالمحتار باب المحرمات ج ۲ ص ۴۰۱ .ط.س. ج۳ص۴۹) ظفیر.

کتزوج المغربی بمشرقیۃ الخ درمختار (۱) فقط۔

زنا کی اولاد کا نسب زانی سے ہو گیا یا نہیں ؟

(سوال ۱۲۱۲) بے نکاحی عورت سے زانی کے جو اولاد ہوئی اس کا نسب زانی یعنی زید سے ثابت ہو گا یا نہ ؟

(الجواب) وہ اولاد ولد الحرام ہے زید سے اس کا نسب ثابت نہ ہوگا قال علیه الصلوٰة والسلام الو لد للفراش وللعاهر الحجر۔ بے نکاحی عورت سے جو اولاد ہوئی وہ زانی سے ثابت النسب نہیں ہے۔ (۳)

حاملہ بالزنا سے زید نے نکاح کیا کچھ دنوں بعد اس کا لڑکا ہوا اس کا نسب

(سوال ۱۲۱۳) زید نے ہندہ سے نکاح کیا اور بوقت نکاح ہندہ حاملہ زنا سے تھی بعد نکاح کے چند ماہ میں ہندہ کے لڑکا پیدا ہوا تو یہ لڑکا زید کا ہو گا یا نہیں ؟

(الجواب) اگر نکاح کے بعد چھ ماہ سے کم میں بچہ پیدا ہوا ہے تو اس کا نسب زید سے ثابت نہیں ہے اور نہ وہ لڑکا زید کا وارث ہو سکتا ہے ، (۴) لقوله علیه الصلوٰة والسلام الو لد للفراش وللعاهر الحجر۔ (۵) فقط۔

نکاح کا علم نہ ہونے کی وجہ سے منکوحہ غیر سے نکاح کیا تو اولاد صحیح النسب ہو گی

(سوال ۱۲۱٤) زید نے ہندہ کے نکاح کا دعویٰ عدالت میں کیا مگر عدالت نے اس نکاح کو ثابت نہ پایا دعویٰ خارج کر دیا۔ پھر زید نے اپیل کیا وہ بھی نامنظور ہوا ، پھر نگرانی کی وہ بھی نامنظور ہوئی۔ ان تینوں عدالتوں کے فیصلہ کے بعد ہندہ کے ورثاء نے ہندہ کا نکاح بکر سے کر دیا۔ جس شب کو نکاح ہونے والا تھا ، اس سے ایک دن پہلے زید مدعی ناکام نے اپنے دو تین رفیقوں کے ساتھ ہندہ اور ان کی بہن اور باپ کی ناک کاٹ لی ، زید وغیرہ کو اس مقدمہ میں سزا ہوئی ، اس سزا کے مرحلہ واپیل میں زید نے عذر پیش کیا کہ چونکہ میرا نکاح ہندہ کے ساتھ تھا اور اس سے مجھے محروم کیا گیا ہے ، اس غیرت سے میں نے جرم کیا تھا ، عدالت اپیل نے ابتدائی کاغذات دیکھ کر تحقیقات کے بعد نکاح کو ثابت قرار دیا۔ اب ہندہ بکر کے گھر میں دو تین بچوں کی ماں ہے ، اس صورت میں ہندہ اور بچوں کی نسبت کیا حکم ہے ؟

(الجواب) قال فی ردالمحتار اما نکاح منکوحة الغیر و معتدته فالد خول فیه لا یوجب العدة ان علم انها للغیر لانه لم یقل احد بجواز ه فلم ینعقد اصلا الخ (۶) ج۲ ص ۶۰۷ باب العدة وفی آخر هذا المذهب من الدر المختار وکذا لا عدة لو تزوج امر ء ة الغیر ووطئها عالماً بذلك الخ (۷) پس ہندہ جب کہ منکوحہ زید تھی تو بکر کے ساتھ نکاح اس کا باطل ہے اور نسب اولاد شوہر ثانی کا شوہر ثانی سے ثابت نہیں ہے

---

(۱) ترمذی باب ماجاء ان الو لد للفراش ص ۱۸٦ ۱۲ ظفیر. (۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ثبوت النسب ج ۲ ص ۷٦۷ .ط.س.ج۳ص ۵۵۲ . ۱۲ ظفیر. (۳) فلولا قل من ستة اشهر من وقت النكاح لا یثبت النسب ولا یرث منه الخ ولداً لو صرح بانه من الزنا لا یثبت (ای النسب) قضاء ایضا (ردالمحتار باب المحرمات ج ۲ ص ٤۰۱ .ط.س.ج۳ص ۱۳۲) ظفیر. (٤) ولو نكحها الزانی حل له وطئها اتفاقا والو لد له ولزمه النفقة (در مختار ج ۲ ص ۱۸۹ .ط.س.ج۳ص ٤۹) قوله والدله ای ان جاء ت بعد النكاح لستة اشهر فلولا قل من ستة اشهر من وقت النكاح لا یثبت النسب ولا یرث منه (ردالمحتار باب المحرمات ج ۲ ص ٤۰۱ .ط.س.ج۳ص ٤۹) ظفیر. (۵) ترمذی باب ماجاء ان الو لد للفراش ص ۱۸٦ . ۱۲ ظفیر. (٦) دیکھئے ردالمحتار باب العدة ج ۲ ص ۸۳۵ .ط.س.ج۳ص ۵۱٦ .۱۲ ظفیر.
(۷) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العدة ج ۲ ص ۸٤۵ .ط.س.ج۳ص ۵۲۷ .۱۲ ظفیر.

لا نہ زنا ولا نسب فی الزنا لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الو لد للفراش وللعاھر الحجر۔(۱) یہ جب ہے کہ بکر کو علم ہو کہ ہندہ منکوحہ زید کی ہے اور اگر اس کو یہ علم نہ ہو اور اس نے بربناء عدم ثبوت نکاح زید خود نکاح کیا اور بعد میں نکاح زید کا ثابت ہو گیا تو اس کے لئے یہ حکم ہے کہ عورت شوہر اول کو ملے گی یعنی زید کو اور اولاد بکر کی ہے۔ درمختار میں ہے غاب عن امر ء تہ فتزوجت بآخر وولدت اولاد ثم جاء الزوج الا ول فالا و لا د للثانی علی المذھب الخ وفی ردالمحتار وانما وضع المسئلۃ فی الولد اذ المرأۃ تردالی الاول اجماعاً(۲) فقط.

سوتیلی ماں سے نکاح باطل ہے لہذا اس کی اولاد صحیح النسب نہیں ہو گی

(سوال ۱۲۱۵) ایک شخص نے اپنی سوتیلی ماں سے نکاح کیا اور دخول کیا، اس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی یہ لڑکی اپنے باپ کی کہی جاوے گی یا حرام سمجھی جاوے گی، باپ کی وارث ہو گی یا نہیں اور باپ پر حرام ہے یا نہ ؟

(الجواب) قال فی الشامی ج ۲ ص ۲۰۵ باب المھر ولذا لا یثبت النسب ولا العدۃ فی نکاح المحارم ایضاً کما یعلم مما سیاتی فی الحدود الخ(۳) وفی الحدود وحاصلہ ان عدم تحقق الحل من وجہ فی المحارم بکونہ زنا محضاً یلزم منہ عدم ثبوت النسب والعدۃ الخ(۴) اقول فعلم ان لا نسب ولا عدۃ.

ماں کے ذریعہ شیوخ میں شرف

(سوال ۱۲۱۶) سیادت کا شرف جو حضرت فاطمہؓ کے واسطہ سے حضرات حسنین میں آیا ہے وہی شرف سیادت اب بھی بذریعہ ماں کے شیوخ وغیرہ کی اولاد میں آئے گا یا نہیں ؟

(الجواب) اثر اس شرف کا بذریعہ ماں کے شیوخ کی اولاد میں بھی آوے گا۔

مسلمان ہونے سے پہلے والی اولاد صحیح النسب نہیں بعد والی صحیح النسب ہے

(سوال ۱۲۱۷) ہندہ ایک برہمن عورت نے زید کے ساتھ درپردہ ناجائز تعلق پیدا کیا اور بعد چندے بے حجابانہ زید کو اپنا شوہر مشہور کرنا شروع کیا تاہم زید اپنی بیوی منکوحہ کے ساتھ رہتا رہا، اور ہندہ سے درپردہ ناجائز تعلق مثل سابق رکھتا رہا، عرصہ بیس سال تک تخمیناً یہ ناجائز تعلق رہا۔ اس اثناء میں نہ صرف زید سے بلکہ اور اشخاص سے یہ تعلق ناجائز رہا۔ ہندہ کے بطن سے تین لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں، اور ان کا نام بصورت مسلمان رکھا گیا لیکن یہ تحقیق نہیں ہے کہ یہ اولاد کس کے نطفہ سے پیدا ہوئی، اور نہ زید کو اس اولاد کو اپنی اولاد ہونا اور نہ ہندہ کو اپنی منکوحہ ہونا تسلیم۔ تاہم ہندہ اس اولاد کو زید کے نطفہ سے پیدا ہونا اور اپنے کو زید کی زوجہ منکوحہ ہونا بتلاتی ہے اور یہ اولاد بھی اپنی مادر کے بیان کی تائید کرتے ہیں اس صورت میں اولاد صحیح النسب مانی جائے گی یا نہیں ؟ بعد میں زید نے اس عورت ہندہ کو مسلمان کر کے نکاح کر لیا ہے۔

(الجواب) وہ اولاد جو ہندہ کے اسلام لانے سے پہلے اور نکاح سے پہلے بطن ہندہ سے ہوئی وہ بحالت مذکورہ صحیح

(۱) مشکوٰۃ باب اللعان فصل اول ص ۲۸۷. ۱۲ ظفیر. (۲) ردالمحتار مع الدر المختار فصل ثبوت النسب ج۲ ص ۸۶۸. ط.س. ج۳ ص ۵۵۲. ۱۲ ظفیر. (۳) ردالمحتار للشامی باب المھر مطلب فی النکاح الفاسد ج ۲ ص ۴۸۲. ط.س. ج۳ ص ۱۳۲. ۱۲ ظفیر. (۴) ردالمحتار باب الوطؤ الذی یوجب الحدو الذی لا یوجبہ ج ۳ ص ۲۱۲. ۱۲

النسب نہیں ہے اور زید کی اولاد نہ مانی جاوے گی ہاں اگر زید نے بھی مثل ہندہ کے ہندہ کا مسلمان ہونا اور اپنی منکوحہ ہونا بیان کیا ہو تو نکاح صحیح مانا جاوے گا اور اولاد صحیح النسب زید کی سمجھی جاوے گی کذا فی الشامی۔(۱)

طلاق کے نو ماہ بعد جو بچہ ہو وہ شوہر کا کہا جائے گا

(سوال ۱۲۱۸) زید نے اپنی منکوحہ کو ۲۰ ذیقعدہ کو قطعاً جدا کر دیا اور مورخہ ۸ محرم کو بائنہ طلاق دے دی بعد جدائی اور قبل طلاق منکوحہ مذکورہ کے ایام حیض ظاہر ہوئے، جدائی سے نو ماہ بعد لڑکا پیدا ہوا اور بعد جدائی زید کے زید کی منکوحہ کا ناجائز تعلق مسمی پرشاد سے ہو گیا تھا تو یہ لڑکا زید کا سمجھا جاوے گا یا حرامی ؟

(الجواب) اس صورت میں نسب اس مولود کا زید سے ثابت ہے وہ لڑکا زید کا سمجھا جاوے گا کما یثبت بلا دعوة احتیاطا فی مبتوتة جاء ت به لا قل منهما من وقت الطلاق الخ در مختار (۲)

بنی فاطمہ کی افضلیت

(سوال ۱۲۱۹) سوائے بنی فاطمہ خواہ وہ صدیقی، فاروقی، عثمانی، علوی، عباسی وغیرہ ہوں نسباً سید ہو سکتے ہیں یا نہیں، اگر نہیں ہو سکتے تو ان مدعیان سیادت نسبی کی کوئی وعید شریعت حقہ حنفیہ میں مقرر ہے یا نہیں۔ اگر سید نسباً ہیں تو کیا دلیل ہے ؟

(۲) سیادت نسبی بنی فاطمہ میں منحصر ہے یا نہیں مع دلیل تحریر فرمائیے۔

(الجواب) (۱، ۲) بکثرت روایات صحیحہ سے اہل بیت کا سید ہونا معلوم ہوتا ہے۔ اہل بیت کے جس قدر مناقب احادیث میں مذکور ہیں ان کی بنا پر یہ حکم لگا دینا بے جا نہیں کہ بطون قریش میں سب سے بہتر اور اشرف نسباً اہل بیت ہیں۔ البتہ اہل بیت کی تعیین میں علماء کا خلاف ہے کہ اہل بیت کس کو کہتے ہیں۔ محقق اور راجح یہ ہے کہ اہل بیت صرف بنی فاطمہ نہیں بلکہ وہ ہیں جن پر صدقہ کرنے کی ممانعت کی گئی ہے اور جن کے لئے صدقہ کھانا جائز نہیں ہے فی الهدایه وهم آل علی وآل عباس وآل جعفر و آل عقیل وآل الحارث ابن المطلب (۳) یہ حضرات اہل بیت کہلاتے ہیں۔ ان سے بنی فاطمہ اور بھی زیادہ افضل ہیں۔ روایات میں جس قدر فضائل بنی فاطمہ کے مذکور ہیں اوروں کے نہیں۔ نیز حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے جتنا بنی فاطمہ کو قرب حاصل ہے اوروں کو نہیں۔ شاید اسی وجہ سے قدیم زمانہ سے برابر یہ عرف چلا آتا ہے کہ بنی فاطمہ ہی کو سید کہتے ہیں۔ غرض کہ یہ عرف بے وجہ اور بے اصل نہیں۔ صحیح بخاری میں ہے ان النبی صلی الله علیه وسلم جلس علی المنبر للخطبة الحسن بن علی الی جنبه وهو یقبل الناس مرة وعلیه اخریٰ ویقول ان ابنی هذا سید ولعل الله تعالیٰ ان یصلح به بین فئتین عظیمتین من المسلمین۔(۴)

---

(۱) نکح کافر مسلمة فولدت منه لا یثبت النسب منه ولا تجب العدة لانه نکاح باطل (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ثبوت النسب ج ۲ ص ۸۷۱. ط.س. ج۳ص ۵۵۵) ظفیر.

(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ثبوت النسب ص ۸۵۸ ج۲. ط.س. ج۳ص ۵۴۱. ۱۲ ظفیر.

(۳) هدایه باب من یجوز دفع الصدقات الیه ومن لا یجوز ص ۱۸۶ ج ۱ الا اولا دعباس وحارث و اولاد ابی طالب من علی وجعفر وعقیل (ردالمحتار باب المصرف ص ۹۰ ج۲. ط.س. ج۳ص ۳۵۰) ظفیر.

(۴) مشکوٰة عن البخاری باب مناقب اهل البیت ص ۵۶۹. ۱۲ ظفیر.

اس روایت سے اگرچہ بنی فاطمہ کے سیادت نسبی میں منحصر ہونے پر استدلال نہیں کرسکتے۔البتہ یہ ضرور کہنا ہوگا کہ نبی کریم ﷺ کا اپنی زبان مبارک سے کسی پر سید کا اعلان فرمانا بے شک اس کی سیادت نسبی کے لئے کافی ہے۔ اور بھی وہ طغرائے امتیاز ہے جس کے باعث تمام اہل بیت سے فاطمیین کا رتبہ زیادہ ہونا چاہئے۔ اہل بیت اگرچہ سید ہیں لیکن بنی فاطمہؓ سیادت نسبی میں بلاشبہ اوروں سے بڑھ کر ہیں۔ کیونکہ بنی فاطمہ کا نسب آنحضرت ﷺ سے زیادہ قریب ہے۔ طبرانی میں ہے عن عمر قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کل بنی انثیٰ ینتمون الیٰ عصبة فان عصبتھم لابیھم ما خلا ولد فاطمہ فانی عصبتھم فانا ابوھم(۱) اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ تمام اہل بیت سید ہیں لیکن جس کو سیادت نسبی کہنا چاہئی بنی فاطمہ میں منحصر ہے بنی فاطمہ سے بڑھ کر نسباً کوئی سید نہیں، کیونکہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اگرچہ ہر ایک مئونث کی اولاد اپنے اپنے باپ کی طرف منسوب ہوتی ہے مگر بنی فاطمہ اس سے مستثنیٰ ہیں۔ ان کی عصبیت میری طرف منسوب ہے میں ان کا باپ ہوں۔ یہی اجزاء ہیں جن کے باعث قدیم زمانہ سے یہ عرف چلا آتا ہے کہ بنی فاطمہ کے سواء اور کسی کو خواہ اہل بیت ہی سے کیوں نہ ہو سید نہیں کہتے۔ اب اس عرف کی بناء پر آج اگر کوئی صدیقی یا فاروقی یا عثمانی یا عباسی یا علوی اپنے آپ کو سید کہے اس کا یہ دعویٰ مسموع نہیں ہوسکتا۔ بنی فاطمہ ہی کو سید کہا جائے گا۔ بنی فاطمہ کے سواء اہل بیت اگر اپنی سیادت نسبی کے مدعی ہوں تو چونکہ اہل بیت ہونے کی وجہ سے ان کی سیادت، نسبی بے اصل نہیں اگرچہ عرف میں اب ان کو سید نہیں کہا جاتا۔ اس لئے ان کے حق میں اس دعویٰ کی نسبت شریعت میں کوئی وعید نہیں، البتہ اگر کوئی صدیقی یا فاروقی یا عثمانی اپنے آپ کو سید بتلائے اور یہ جانتا ہو کہ ہم کسی طرح نسباً سید نہیں ہوسکتے ایسے مدعیان سیادت نسبی کے حق میں وعید شدید ہے روی مسلم ص ۵۷ عن سعد وابی بکرؓ ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول من ادعیٰ الیٰ غیر ابیہ و ھو یعلم انہ غیرا بیہ فالجنة علیہ حرام(۲)(ترجمہ) ”جو شخص کسی کو یہ کہے کہ وہ میرا باپ ہے اور جانتا ہو کہ یہ میرا باپ نہیں اس پر جنت حرام ہے“اس کو عذاب بھگتنا ہوگا بلا سزا پائے جنت میں داخل نہ ہوگا۔

پس معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص باوجود اس کے کہ فاطمی نہیں ہے اپنے آپ کو سید بتلائے عرفاً چونکہ سید کا بنی فاطمہ پر اطلاق کیا جاتا ہے اس لئے ضمناً اس کا یہ دعویٰ ہوا کہ میں بنی فاطمہ سے ہوں، حالانکہ خود جانتا ہے کہ میں فاطمی نہیں ہوں، بلاشبہ ایسے شخص کے حق میں وہی وعید شدید ہے جو حدیث میں ذکر کی گئی۔

حضرت فاطمہؓ کے علاوہ سب کا نسب باپ سے ہوتا ہے

(سوال ۱۲۲۰) ظاہر ہے کہ نسب شریعت حقہ میں باپ کی طرف سے ثابت ہوتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ بنی فاطمہ کا نسب فاطمہ زہریؓ سے ثابت کیا جاتا ہے، اگر عورت کی طرف سے نسب ثابت ہوسکتا ہے تو ایک سیدہ اور ایک فاروقی سے یا صدیقی سے بچہ پیدا ہوا تو اس کا نسب باپ کی طرف سے ثابت ہوگا یا ماں کی طرف سے یا دونوں کی طرف سے، مختار کیا ہے؟

(۱) (۲) مسلم شریف ج ۱ ص ۲۲.۵۷ ظفیر۔

(الجواب) روی الحاکم عن جابر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل بنی انثیٰ ینتمون الی عصبة الا ولدی فاطمة فانا ولیها و عصبتها۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ گو نسب باپ کی طرف سے ثابت ہوتا ہے لیکن بنی فاطمہ اس سے مستثنیٰ ہیں، امام حسنؓ اور امام حسینؓ کا نسب حضرت فاطمہؓ کے واسطہ سے آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب ہے اور یہ صرف حضرت فاطمہؓ کے سیدۃ النساء ہونے اور ان کی غایت شرافت کی وجہ سے ہوا ہے۔ حضرت حسنؓ اور حسینؓ کی خصوصیت ہے۔ آئندہ کسی عورت کی جانب سے خواہ وہ سیدہ ہی کیوں نہ ہو نسب ثابت نہ ہوگا، باپ کا اعتبار کیا جاتا ہے، باپ اگر فاروقی ہو تو بچہ بھی فاروقی ہوگا۔ باپ اگر صدیقی ہو تو بچہ بھی صدیقی ہوگا۔

ہاشمی کی دلیل سیادت اور اہل بیت کی مراد

(سوال ۱۲۲۱) سوائے بنی فاطمہ کے بعض ہاشمی اپنی سیادت نسبی پر دلیل بیان کرتے ہیں کہ ہم پر ہر قسم کا صدقہ حرام ہے اور نیز ہم اہل بیت میں سے ہیں، لہٰذا ہم نسباً سید ہیں۔ پس یہ دلیل ان کی سیادت نسبی کے واسطے کافی ہے یا نہیں اگر کافی نہیں ہے تو صدقہ ان پر کیوں حرام ہے اور یہ لوگ اہل بیت ہیں یا نہیں اور اہل بیت میں کون کون داخل ہیں اور نیز بنی فاطمہ کی سیادت پر کیا دلیل ہے؟

(الجواب) ان کا سیادت نسبی کے لئے یہ دلیل پیش کرنا صحیح ہے لیکن عرفاً ان کو سید نہیں کہا جائے گا، اہلبیت کے متعلق ابھی کہہ کر آیا ہوں کہ وہ آل علی اور آل عباس اور آل جعفر اور آل حارث بن عبد المطلب اور آل عقیل ہیں۔ صرف بنی فاطمہ ہی نہیں ہیں۔(۱)

الغرض بنی ہاشم میں سے جو حضرات اہل بیت کہلاتے ہیں واجب التعظیم اور بطون قریش میں سب سے باستثناء فاطمین افضل ہیں۔ برعایت عرف اگر کوئی ان کی سیادت نسبی کا منکر ہو تو اس کے لئے شرع میں کوئی جرم نہیں۔ کیونکہ عرفاً ان کو سید نہیں کہتے۔ البتہ جو شخص بغرض اہانت منکر ہوگا اس کے عاصی ہونے میں شبہ ہی نہیں، بسا اوقات اس قسم کے جھگڑوں میں پڑنے سے بڑوں کی شان میں گستاخی اور درپردہ اہانت ہو جاتی ہے، مسلمانوں کو ایسے معاملات میں دخل نہ دینا چاہئے۔ ھذا ما حصل لی واللہ اعلم وعلمه اتم فان یك صواباً فمن اللہ وان یك خطاء فمنی ومن الشیطان وکان اللہ غفوراً رحیماً۔

اقول وباللہ التوفیق اس میں شک نہیں ہے کہ بنی ہاشم جن پر صدقہ حرام ہے سیادت نسبی ان کی مسلم ہے بلکہ فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ تمام قریش کو باہم ایک دوسرے کا کفو فرماتے ہیں اور یہ لکھتے ہیں لا تفاضل بینهم فی الدر المختار فقریش بعضهم اکفاء بعض قال فی ردالمحتار قوله بعضهم اکفاء بعض اشار الیٰ انه لا تفاضل فیما بینهم من الهاشمی والنوفلی والتیمی والعدوی وغیرهم ولهذا زوج علی وهاشمی ام کلثوم بنت فاطمه لعمر وهو عدوی فلو تزوجت هاشمية قرشیاً غیر هاشمی لم یرد

---

(۱) ولا الی بنی هاشم (در مختار) تصرفات الزکوٰة الی اولاد اذا کانوا مسلمین فقراء الا اولاد عباس وحارث واولاد ابی طالب من علی وجعفر وعقیل (ردالمحتار باب المصرف ج۲ ص ۹۰. ط.س. ج۲ ص ۳۵۰) ظفیر.

عقدھا الخ۔(۱)ص ۳۱۸ جلد ثانی شامی اور نیز ردالمحتار میں اسی صفحہ میں ہے والخلفاء الا ربعة کلھم من قریش الخ۔(۲)البتہ اس میں بھی کچھ تردد نہیں ہے کہ بنی فاطمہ کو فضیلت زیادہ ہے اور عرفاً سادات وہی کہلاتے ہیں اور نزاع ایسے امور میں لاحاصل ہے۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

باپ سے جو اولاد ہوئی صحیح النسب ہے کسی کے کہنے سے حرامی نہ ہوگی۔

(سوال ۱۲۲۲)ہندہ زوجہ بکر تھی، بکر نے ہندہ کو طلاق دے کر نکال دیا ہندہ عرصہ دراز تک بے شوہر رہی، بعد میں ہندہ نے زید سے نکاح ثانی کر لیا اور زید و ہندہ اندازاً تیس سال تک بطور زوجہ و شوہر ہم خانہ رہے اور عام باشندگان قصبہ وغیرہ ان کو جائز مرد وعورت جانتے تھے اور وہ خود بھی باہم ایک دوسرے کو نکاحی شوہر وزوجہ بیان کرتے تھے، اسی عرصہ میں بطن ہندہ سے دولڑکے اور ایک لڑکی پیدا ہوئی جن کو زید نے اپنی صلبی و نسبی اولاد ہونا تسلیم کیا اور وقت پیدائش ہر سہ کے حساب رواج ملک بہت خوشی وغیرہ کی اور ان ہر سہ کی شادی بھی زید نے اپنے کفو میں کردی اور قبل وفات زید نے وصیت کی اور جائداد منقولہ وغیر منقولہ حصہ کے موافق ہر سہ کو تقسیم کر دی۔ اب عرصہ پانچ سال کا ہوتا ہے کہ زید مر گیا اور بعد وفات زید ہر چہار وارث جو زید چھوڑ گیا وہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ پر بعد متوفی زید قابض ومالک اس وقت ہیں۔ پسران زید نے نام درج رجسٹر سرکار کرانے کی بابت دعویٰ کیا جس کو عرصہ تین سال کا ہوا، چنانچہ عزیزان زید نے دعویٰ مذکورہ میں یہ عذر کیا کہ عمرو خالد زید کی اولاد ولد الحرام ہیں چونکہ ہندہ کا نکاح زید سے جائز نہیں ہوا، کیونکہ شوہر سابق بکر نے ہندہ کو طلاق نہیں دی، منجانب ہندہ گواہان طلاق پیش ہو کر بیان کرتے ہیں کہ مسماۃ ہندہ کو فلاں مقام پر ہمارے سامنے طلاق بکر شوہر سابق نے دی ہے، پھر عزیزان زید نے یہ عذر کیا کہ مسماۃ ہندہ کا نکاح زید متوفی کے ساتھ نہیں ہوا، اس لئے اولاد ولد الحرام ہے، اس پر گواہان جانب ہندہ اور نکاح خواں واسطے اثبات پیش ہو کر بیان کرتے ہیں کہ مسماۃ ہندہ کا نکاح خود میں نے پڑھایا اور دیگر گواہان نے بیان کیا کہ ہم مجلس عقد میں شریک تھے اور نکاح ہمارے سامنے ہوا،

اب سول یہ ہے (۱) جو اولاد بطن ہندہ سے پیدا ہوئی جس کو زید نے اپنی اولاد صلبی تسلیم کیا ہے وہ ہر سہ اولاد نسبی و صلبی زید ہیں یا نہیں؟

اولاد باپ کے جائداد کی وارث ہوگی

(سوال ۱۲۲۲/۲)عمرو خالد ہر دو پسران زید متوفی کی جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے وارث ہیں یا نہیں؟

(سوال ۱۲۲۲/۳)وجوہات صدر سے مسماۃ کا نکاح ثابت ہے یا نہیں؟

(۴)واقعات مندرجہ بالا سے ہندہ کو واقعی طلاق ہونا ثابت ہے یا نہیں؟

(۵)عزیزان زید متوفی انکار طلاق و نکاح کی شہادت شرع پیش کرتے ہیں یا نہیں؟، جو حکم شرعی ہو تحریر فرماویں۔

(الجواب)(۱)جو اولاد زید کی بطن ہندہ سے ہوئی وہ زید سے ثابت النسب ہے اور وارث زید کی ہے۔

(۲)عمرو خالد اور ان کی ہمشیرہ اور والدہ چاروں وارث زید کی جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے حسب حصص شرعیہ

(۱)ردالمحتار باب الکفاءۃ ج ۲ ص ۴۳۸۔ ط.س. ج۳ص ۸۴۔ ۱۲ ظفیر۔(۲)ایضاً۔ ط.س. ج۳ص ۸۴۔ ۱۲ ظفیر۔

ہیں۔ پس بعد ادائے حقوق مقدمہ علی المیراث ان سب پر ترکہ زید کا تقسیم ہوگا علی حسب فرائض۔

(۳، ۴) نکاح ہندہ کا زید کے ساتھ صحیح مانا جائے گا اور شوہر اول کا طلاق دینا جب کہ دو گواہان عادل سے ثابت ہے تو اس کی طلاق ثابت ہو جاوے گی اور بعد عدت کے جو نکاح زید کا ہوا وہ صحیح تسلیم ہوگا۔

(۵) اقرباء زید کا نفی طلاق و نفی نکاح زید پر گواہان کا پیش کرنا معتبر نہ ہوگا اور وہ گواہی نہ سنی جاوے گی کما فی الشامي والنسب يحتال لا ثباته مهما امكن الخ اور اس سے پہلے ہے لا نها شهادة على النفي معنى فلا تقبل الخ شامي جلد ثاني ص ٦٢٧ باب ثبوت النسب(۱)

نکاح کے تین چار ماہ بعد جو بچہ ہوا وہ صحیح النسب نہیں

(سوال ۱۲۲۳) زید نے ہندہ سے ۷ ۲ ربیع الاول سن ۱۳۱۸ھ میں عقد نکاح کیا اور ۷ ۲ جمادی الاولیٰ سن ۱۳۱۸ھ میں ہندہ کے لڑکا تولد ہوا جب کہ یہ کہا جاتا ہے کہ ہندہ کو اس کے شوہر سابق نے طلاق دے کر ایک سال سے زائد عرصہ ہوا جدا کر دیا تھا۔ اس صورت میں اس لڑکے کو زید کا فرزند کہیں گے یا ہندہ کے شوہر سابق بکر کا فرزند کہا جاوے گا۔ ایسے لڑکے کی وراثت کس کی جانب منتقل ہوگی ؟

(الجواب) چھ مہینہ سے کم میں نسب ثابت نہیں ہوتا، پس جو بچہ کہ نکاح سے دو ماہ میں پیدا ہو، اس کا نسب اس ناکح سے یعنی شوہر ثانی سے، ثابت نہ ہوگا۔ اور شوہر سابق سے نسب کے ثابت ہونے یا نہ ہونے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر طلاق رجعی تھی اور مطلقہ نے اقرار عدت کے گذرنے کا نہ کیا تھا تو دو برس میں اور اس سے زیادہ میں اگر بچہ پیدا ہو تو اسی شوہر سابق کا سمجھا جائے گا، اور نسب اس سے ثابت ہوگا اور ولادت دلیل رجعت قرار پاوے گی اور نکاح ثانی باطل ہوگا۔ اور اگر طلاق بائنہ تھی تو دو برس سے کم میں اگر بچہ پیدا ہوا، اور عدت کے گذرنے کا اقرار نہ کیا تو نسب اس بچہ کا شوہر اول سے ثابت ہوگا اور نکاح ثانی اس صورت میں بھی باطل ہوگا کما فی الدر المختار فيثبت نسب ولد معتدة الرجعي الخ وان ولدت لا كثر من سنتين الخ مالم تقربمضى العدة الخ و كانت الولادة رجعة كما يثبت مبتوتة جاء ت به لا قل منهما من وقت الطلاق الخ (۲) درمختار اور وراثت لڑکے کی شوہر ثانی کی طرف منسوب نہ ہوگی، اور شوہر اول کی طرف اس صورت میں منسوب ہوگی کہ نسب اس کا شوہر اول سے ثابت ہو اور اگر ثابت نہ ہو مثلاً وہ مطلقہ عدت کے گذرنے کا اقرار کر چکی ہو اور وقت اقرار سے چھ ماہ سے کم میں بچہ پیدا نہ ہوا ہو تو پھر نسب اس بچہ کا شوہر اول سے بھی ثابت نہ ہوگا اور اس سے بھی وراثت ثابت نہ ہوگی، اس حالت میں صرف اپنی ماں کا وارث ہوگا، اور اس کی ماں اس کی وارث ہوگی، باپ اس کا کوئی نہ کہلاوے گا۔

شوہر والی عورت کی اولاد کا نسب

(سوال ۱۲۲٤) ایک شخص ملازم اپنی ملازمت پر ہے، اس کے چھوٹے برادر نے اس کی زوجہ کو اپنے گھر میں رکھا، جس سے حمل قرار پا گیا اب وہ شخص رخصت پر آیا تو اس نے اس بدکام سے غیرت نہیں کی بلکہ خوش ہے۔ آیا

---

(۱) فصل فی ثبوت النسب ج۲ ص ۸٦۳ و ج ۲ ص ۸٦٤. ط.س. ج۳ص ٥٤٧. ١٢ ظفیر.
(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار فصل فی ثبوت النسب ج ۲ ص ۸٥٧. ط.س. ج۳ص ٥٤٠. ١٢ ظفیر.

ان ہر دو برادران سے اہل اسلام کو تا توبہ اجتناب لازم ہے یا نہیں ؟

(جواب) شوہر والی عورت کا حمل اور ولد جو پیدا ہو وہ شرعاً شوہر کا ہے اور شوہر سے نسب اس کا ثابت ہوتا ہے۔ پس یہ حکم کرنا وہ شوہر کا نہیں ہے بلکہ اس کے بھائی کا ہے غلط ہے لقوله عليه الصلوٰة والسلام الو لد للفراش وللعاهر الحجر (۱) اور در مختار میں ہے حتى لو نكح مشرقى بمغربية يثبت نسب اولادها منه الخ (۲) پس جب کہ مسئلہ یہ ہے تو پھر کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ بدون دیکھے زنا کا حکم کرے اور اس حمل کو واقعی زنا کا حمل سمجھے اور ان سے متارکت کرے۔

زمانہ عدت کے نکاح سے پیدا شدہ اولاد کا حکم

(سوال ۱۲۲۵) زید نے اپنی بیوی ہندہ کو طلاق دے دی۔ ہندہ نے چار یوم بعد بکر سے نکاح کر لیا اور لڑکا پیدا ہوا، لڑکے کو حرامی کہنا جائز ہے یا نہیں اور بکر کا وارث ہو گیا نہیں ؟

(الجواب) در مختار میں ہے ويجب مهر المثل فى نكاح فاسد و هو الذى فقد شرطا من شرائط الصحة كشهود الخ قال فى ردالمحتار قوله كشهود و مثله تزوج الا ختين معاً و نكاح الاخت فى عدة الاخت و نكاح المعتدة والخامسة فى عدة الرابعة والا مة على الحرة وفى المحيط تزوج ذمى مسلمةً فرق بينهما لا نه وقع فاسدا فظاهره انها لا يحدان وان النسب يثبت فيه والعدة ان دخل بحر قلت لكن سيذكر الشارح فى آخر فصل فى ثبوت النسب عن مجمع الفتوى نكح كافر مسلمة فولدت منه لا يثبت النسب منه ولا تجب العدة لا نه نكاح باطل (۳) الحاصل روایات اس بارے میں مختلف ہیں اور احوط بصورت مذکورہ ثبوت نسب و ثبوت وراثت ہے یعنی نسب اس لڑکے کا بکر سے ثابت ہے اور وہ لڑکا بکر کا وارث ہے۔

---

(۱) مشكوٰة باب اللعان فصل اول ص ۲۸۷. ۱۲ ظفير.

(۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار با ب ثبوت النسب . وقد اكتفى بقيام الفراش بلا دخول كتزوج المغربى مشرقية بينهما سنة فولدت لستة اشهر له تزوجها لتصوره كرامة او استخد اماً (ايضاً ج ۲ ص ۸۶۸ با ب ثبوت النسب. ط.س. ج۳ص ۵۵۰) ظفير.

(۳) ردالمحتار باب المهر مطلب فى النكاح الفاسد ج ۲ ص ۴۸۱ و ج ۲ ص ۴۸۲ ط.س. ج۳ص ۱۳۱. ۱۲ ظفير.

باب ہفد ہم
بچوں کی پرورش کے متعلق احکام ومسائل

ماں کے بعد نانی کو حق پرورش ہے

(سوال ۱۲۲۶)ایسی نابالغہ لڑکی جس کی عمر چار سال کی ہو اور ماں اس کی فوت ہو گئی ہو اور یوم پیدائش سے اپنی نانہال میں پرورش پائی ہو اور ماں نے قبل فوت ہونے کے اپنی ماں یعنی لڑکی کی نانی کے سپرد کر دیا ہو۔ تاسن بلوغ اپنی نانی کے پاس رہے گی یا کہ لڑکی کا باپ جبراً لے سکتا ہے؟ اگر نانی کے پاس رہے گی تو کتنے سال تک؟ اور اس کی پرورش کے خرچہ کا دینددار لڑکی کا باپ ہو گا یا نہیں؟

(۲) جس صورت میں یہ خوف ہے کہ اگر دختر مذکورہ بالا اس کے باپ کے حوالہ کر دی جائے تو وہ اسے کسی عیسائی اسکول میں سپرد کر دے گا تو شرعاً ایسی لڑکی کو ایسے باپ کے حوالہ کر دینا چاہئے یا نانی کے پاس رہے گی؟

(الجواب)لڑکی نابالغہ بالغہ ہونے تک نانی کی پرورش میں رہے گی اور صورت مسئولہ میں حق حضانت نانی کو ہے بشرطیکہ کوئی امر مسقط حق حضانت نہ ہو اور لڑکی کے اخراجات اس کے باپ کے ذمہ لازم ہوں گے قال الشامی واما النفقة على الولد اذا لم تتبرع بها فهل لها الرجوع بها على الاب قيل نعم(۱)الخ وقال فی الدر المختار ثم ای بعد الام ام الام الخ وفيه ايضاً فى مقام آخر والا م والجدة لاب وام احق بها بالصغيرة حتىٰ تحيض اى تبلغ الخ۔(۲)

(۲)حق پرورش نانی کا ہے بشرطیکہ کوئی امر مسقط حق حضانت نہ ہو۔ باپ نانی سے اس لڑکی کو بالغ ہونے تک نہیں لے سکتا۔(۳)

ماں نانی اور خالہ کے بعد پرورش پھوپھی کو ہے پھوپھا کو بالکل نہیں

(سوال ۱۲۲۷)ایک لڑکا بعمر ڈیڑھ سالہ یتیم ہے، اس کے خاندان کا کوئی وارث موجود نہیں ہے، فقط اس لڑکے کی تائی موجود ہے، اور اس کے تایا کے دو داماد عظیم داد خان اور چھوٹے خاں ہیں۔ بوقت مرنے کے اس لڑکے کی والدہ وصیت کر گئی تھی کہ عظیم داد خان وغیرہ تم میرے بچہ کی پرورش کرنا۔ چنانچہ برضامندی عظیم داد خان وغیرہ وہ لڑکا اپنی تائی کے پاس رہتا تھا۔ اب اس لڑکے کو اس کی پھوپھی کا لڑکا اس کی تائی سے زبردستی لے گیا ہے اور اس کے مال کو برباد کرنا چاہتا ہے، اس لڑکے کی کفالت کا زیادہ مستحق کون ہے؟

(الجواب)اس بچہ کی پھوپھی اگر موجود ہو تو ماں، نانی، خالہ وغیرہ کے بعد پرورش کا حق پھوپھی کو ہے، لیکن اگر موجود نہ ہو تو پھوپھی کے بیٹے کو کچھ حق اس بچہ پر نہیں ہے کما فی الدر المختار۔ ولا حق لولد عم وعمة وخال

---

(۱)وتجب النفقة بانواعها على الحر لطفله يعم الانثى والجمع الفقير (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب النفقة ج ۲ ص ۹۳۲. ط.س. ج۳ص ۶۲۱) ظفیر

(۲)يثبت للام الا ان تكون مرتدة الخ او فاجرة الخ ثم اى بعد الا م بان ماتت الخ ام الا م الخ والام والجدة احق بها اى بالصغيرة حتى تحيض اى تبلغ فى ظاهر الرواية (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الحضانة ج ۲ ص ۸۷۱ و ج ۲ ص ۸۸۱. ط.س. ج۳ص ۵۵۵...... ۵۵۶)ظفیر.

(۳)وغيرهما احق بها حتى تشتهى وقدر بتسع وبه يفتى وبنت احد عشر مشتهاة اتفاقازيلعى وعن محمد ان الحكم فى الا م والجدة كذلك وبه يفتى لكثرة الفساد زيلعى (ايضاً ج ۲ ص ۸۸۱. ط.س. ج۳ص ۵۶۶)اس سے معلوم ہوا کہ مفتی بہ قول کے مطابق نانی کو پرورش کا حق زیادہ سے زیادہ گیارہ برس کی عمر تک ہے۔ واللہ اعلم۔ ظفیر۔

و خالة لعدم المحر مية وفی(۱)ردالمحتار ولا لا بن العمة فی حضانة الغلام الخ(۲)پھر شامی نے اس میں یہ بحث کی ہے کہ اگرچہ محرمیت یہاں نہیں ہے لیکن جس صورت میں کچھ اندیشہ فتنہ کا نہ ہو وہاں حق حضانت باقی ہے، مثلاً ابن العم کو لڑکے نابالغ کا حق حضانت حاصل ہے، لڑکی نابالغہ کا حق نہیں ہے۔ اسی طرح پھوپھی کے پسر کو نابالغہ دختر پر حق نہیں ہے مگر نابالغ لڑکے پر حق ہے، پس اس کا مقتضی یہ ہے کہ صورت موجودہ میں پھوپھی کا بیٹا احق ہے اس کی پرورش کے لئے۔

نانی کے رہتے ہوئے پھوپھی کو حق پرورش نہیں

(سوال ۱۲۲۸)عبدالرحمٰن متوفی نے ایک زوجہ اور ایک لڑکا اور ایک لڑکی نابالغان چھوڑی، پھر زوجہ عبدالرحمٰن بھی فوت ہو گئی۔ اس نے اپنا لڑکا اور لڑکی مذکورہ اپنی والدہ کے سپرد کر دیئے کچھ دنوں کے بعد عبدالرحمٰن کی ہمشیرہ نے بطمع مال واسباب نابالغان کو ان کی نانی سے زبردستی چھین لیا۔ یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں اور حق پرورش شرعاً کس کو ہے۔

(الجواب)والدہ کے بعد پرورش نابالغان کا حق نانی کو ہے، پس پھوپھی کو یہ حق شرعاً نہیں ہے کہ وہ نابالغان کو ان کی نانی سے زبردستی لیوے، کذافی الدر المختار۔(۳)

نانی کی موجودگی میں باپ کے چچا کے پوتے کو حق پرورش نہیں ہے

(سوال ۱۲۲۹)مسماۃ محمودہ بیگم نے انتقال کیا اور اس نے دو پسر نابالغ ایک شیر خوار اور دوسرا بعمر چھ سال اور ایک دختر نابالغہ بعمر پانچ سالہ چھوڑی، اور یہ تینوں اپنی نانی کے پاس بحق حضانت زیر پرورش ہیں۔ اب ڈیڑھ سال کے بعد محمد عابد باپ نابالغان کا فوت ہو گیا۔ متوفی نے اپنی حیات میں اولاد مذکور کے خورد نوش میں کچھ نہیں دیا اور نہ آئندہ کے لئے کوئی انتظام کیا۔ اب ایک شخص عبدالباسط متوفی کے باپ کے چچا کا پوتہ اور ایک شخص بہاء الدین ماموں متوفی کہ جو خسر بھی ہوتا ہے کہ بعد انتقال زوجہ اولیٰ متوفی نے عرصہ ایک سال کا ہوا، اس کی دختر سے نکاح کر لیا تھا کہ جو حاملہ ہے۔ اب جو سہام حصہ نابالغان میں متروکہ والدین سے پہنچیں ان کا محافظ اور متصرف وولی مال متوفی کے باپ کے چچا کا پوتہ ہے یا ماموں متوفی کا کہ جو خسر بھی ہے، یا نابالغوں کے نانا اور نانی، کون ہو سکتا ہے، اور شرعاً صرف خورد نوش یتیموں کے مال میں سے جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب)حق پرورش ان بچوں کا اس صورت میں ان کی نانی ہی کو ہے،(۴) جن کی پرورش میں وہ ہیں۔ اور ولایت نابالغوں کے مال کی باپ کو ہوتی ہے یا باپ کے وصی کو یا دادا کو یا اس کے وصی کو یا قاضی وحاکم کو یا جس کو وہ مقرر کر دے اور باپ کے چچا کا پوتہ یا ماموں ولی نابالغوں کے مال کے نہیں جیسا کہ شامی میں ہے واما ما عد الا صول من الوصیة کالعم والاخ او غیرهم کالا م ووصیها وصاحب الشرطة لا یصح اذنهم له لا نهم لیس لهم ان یتصر فوافی ما له تجارة فکذا لا یملکون الا ذن له فیها والا ولون یملکون التصرف فی ماله الخ (۵)اس سے معلوم ہوا کہ سوائے باپ دادا وغیرہ کے چچا یا اس کی اولاد یا بھائی کو نابالغ کے مال میں تصرف کا اختیار نہیں ہے اور شامی جلد ثالث کتاب الوقف میں ہے کہ یتیم کے مال میں اگر صلحائے اہل محلّہ کوئی تصرف ایسا کریں

---

(۱)الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الحضانة ج۲ ص ۸۷۹.ط.س.ج۳ص۵٦٤. ۱۲ ظفیر.
(۲)ردالمحتار باب الحضانة ج۲ ص ۸۷۹.ط.س.ج۳ص۵٦٤. ۱۲ ظفیر.
(۳)ثم ای بعد الام بان ماتت الخ ام الام الخ ثم ام الاب (الدرا لمختار علی هامش ردالمحتار باب الحضانة ج ۲ ص ۸۷۷ و ج ۲ ص ۸۷۸.ط.س.ج۳ص۵٦۲) ظفیر.(٤)ایضاً .ط.س.ج۳ص۵٦۲ ۱۲ ظفیر.(۵)ردالمحتار کتاب الما ذون مطلب فی تصرف الصبی ومن له الولایة علیه ج ۵ ص ۱۵۲ .ط.س.ج٦ص۱۷۳. ۱۲ ظفیر.

جس میں نابالغ کا نفع ہو یا اس کو ضرورت ہو تو جائز ہے اس بناء پر نانا، نانی جنکی پرورش میں وہ نابالغان ہیں تصرف مال نابالغان میں موقع ضرورت میں کر سکتے ہیں اور ان کے لئے کوئی چیز خرید سکتے ہیں اور تصرف بیع و شراء کا کر سکتے ہیں، پس نابالغوں کے حصہ کا مال ان کے نانا، نانی ہی کے سپرد کر دینا مناسب ہے اور ان کو یہ جائز ہے کہ نابالغوں کے خوردونوش کے لئے ان کے حصہ میں سے صرف کریں اور حسب ضرورت تصرف بیع و شراء کریں۔ ردالمحتار جلد ثالث کتاب الوقف میں ہے قلت وذکرو امثل هذا فی وصی الیتیم و انه لو تصرف فی ماله احد من اهل السکة من بیع او شراء جاز فی زماننا للضرورة وفی الخانیة انه استحسان وبه یفتی الخ۔(۱)

مطلقہ ماں جب تک بچہ کے غیر محرم سے شادی نہ کرے حق پرورش رکھتی ہے

(سوال ۱۲۳۰) زید نے ہندہ کو طلاق دی، طلاق کے بعد اسی وقت ہندہ اپنے والدین کے مکان پر چلی گئی، ایک لڑکا ساڑھے پانچ برس کا اور ایک لڑکی نوبرس کی مرد کو دے کر چلی گئی اور طلاق دینے کو عرصہ تین ماہ کا گذرا، اور اب تک دونچے زید کے ہمراہ ہیں۔ اب تین ماہ کے بعد ہندہ کا پرورش کرنے کا دعویٰ ہے۔ آیا بچوں کے پرورش کا حق کس کو ہے ہندہ کو یا زید کو، خلاصہ تحریر کریں، بینوا وتوجروا.

(الجواب) پرورش کا حق والدہ کو ہے جب تک کہ وہ بچوں کی غیر محرم سے اپنا نکاح نہ کرے اور مذکر لڑکے کا حق پرورش سات برس تک ہے اور مؤنث لڑکی کا حق پرورش سن بلوغ تک (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

گیارہ سالہ لڑکی کو ولی پھوپھی سے لے سکتا ہے

(سوال ۱۲۳۱) مسماۃ شرم خاتون کی والدہ پہلے مر چکی ہے، پرورش کے واسطے نانی کے پاس رہی اور متروکہ باپ سے گذارہ کرتی رہی، بعد مرنے نانی کے دادی کے پاس پرورش پاتی رہی پھر دادی بھی مر گئی، اس وقت پرورش کیلئے پھوپھی مسماۃ صاحب خاتون کے پاس رہی، اب وہ لڑکی گیارہ سالہ ہو چکی ہے، محمد بخش متوفی کا بڑا چچا حسین بھی مر چکا ہے۔ اب احمد مذکور لڑکی مذکورہ کو اس کی پھوپھی مسماۃ صاحب خاتون سے واپس لینا چاہتا ہے، صاحب خاتون انکار کرتی ہے اور کہتی ہے کہ میرا حق پرورش لڑکی کے بلوغ تک ہے، اس کے قبل نہیں دونگی کیا اس صورت میں احمد مسماۃ شرم خاتون کو اس کی پھوپی صاحب خاتون سے لے سکتا ہے یا نہیں، اور حسین متوفی کا لڑکا اللہ دتہ موجود ہے، وہ اگرچہ عصوبۃ میں احمد مذکور سے کم ہے مگر لڑکی مذکورہ کا ماموں بھی ہوتا ہے وہ لڑکی کا متولی بننے میں احمد سے زیادہ تر مستحق ہے یا نہیں؟

(الجواب) درمختار میں ہے وغیرهما احق بها حتی تشتهی وقدر بتسع وبه یفتیٰ وبنت احدی عشر مشتهاة اتفاقاً الخ(۳) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ سوائے ماں اور نانی اور دادی کے دیگر حاضنہ کو حق پرورش لڑکی کے مشتہاۃ ہونے تک ہے اور گیارہ برس کی لڑکی باتفاق مشتہاۃ ہے، لہذا مسمی احمد جو ولی نابالغہ کا ہے اس کو صاحب خاتون سے لے سکتا ہے۔ اور اللہ دتہ پسر مسمی حسین کو بموجودگی احمد مذکور کے حق ولایت حاصل نہیں ہے۔

---

(۱) ردالمحتار کتاب الوقف مطلب ولایة نصب القیم الی الوقف الخ ج ۳ ص ۵۶۶ ط.س. ج۴ص ۴۱۲ .ظفیر

(۲) الحضانة تثبت للام الخ الا ان تکون مرتدة الخ اوفاجرة الخ او غیر مامونة الخ او متزوجة بغیرمحرم الصغیر الخ والحاضنته اما او غیر ها احق به ای بالغلام حتی یستغنی عن النساء وقدر بسبع وبه یفتی الخ واحق بها ای بالصغیرة حتی تحیض ای تبلغ فی ظاهر الروایه (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الحضانة ج ۲ ص ۸۷۱ و ج ۲ ص ۸۸۱ ط.س. ج۳ص ۵۵۵...... ۵۵۶)ظفیر.

(۳) الدر المختار علیه هامش ردالمحتار باب الحضانة ص ۸۸۱ ط.س. ج۳ص ۵۶۶ . ۱۲ ظفیر.

ماں کو حق پرورش ہے جب تک بچہ کے غیر محرم سے شادی نہ کرے

(سوال ۱۲۳۲) زید نے ہندہ کو طلاق دی اور ہندہ نے مہر معاف کیا، اور بچوں سے لادعویٰ ہونے کا اقرار کیا، اب ساڑھے تین ماہ کے بعد بچوں کی پرورش کا دعویٰ کرتی ہے۔ لیا حق پرورش کس کو ہے، اور ہندہ کے اقرار توڑنے پر طلاق ہوئی یا نہیں۔

(الجواب) جب تک ہندہ بچوں کے غیر محرم سے نکاح نہ کرے حق پرورش شرعاً ہندہ کو ہے۔ (۱) اور طلاق جو ہو چکی ہے وہ اب باطل نہیں ہو سکتی۔ فقط۔

ماں کو لڑکا لڑکی کا حق پرورش

(سوال ۱۲۳۳) زید نے اپنی زوجہ سے رنج و تکرار کر کے علیحدگی اختیار کی، زید سے اس عورت کی ایک لڑکی بعمر آٹھ سال، اور ایک لڑکا بعمر چار سال موجود ہے، زید نے جبراً لڑکی کو لے کر اس کا نکاح کر دیا اور لڑکے کو بھی جبر سے لینا چاہتا ہے، قانون عدالت دس کی عمر سے کم اجازت نہیں دیتا کہ بچے اس کی ماں سے علیحدہ کرا دیئے جاویں، شرعاً کیا حکم ہے، زید کس عمر میں ان بچوں کو ان کی ماں سے لے سکتا ہے؟

(الجواب) حکم شرعی دربارہ حق پرورش یہ ہے کہ لڑکی ماں کے پاس بالغہ ہونے تک اور حائضہ ہونے تک رہ سکتی ہے، اور لڑکا سات برس تک اس سے پہلے بدون کسی امر مانع و سقوط حق حضانت کے باپ اپنی اولاد کو ان کی والدہ سے جبراً نہیں لے سکتا۔ (۲) اور نکاح کا اختیار باپ کو ہے، نکاح کا ولی وہی ہے، اس کو اختیار ہے نابالغوں کا نکاح جہاں مناسب سمجھے کر دیوے اس میں ماں کو کچھ دخل اور اعتراض نہیں ہو سکتا۔ الغرض نکاح مذکور صحیح ہو گیا، البتہ حق پرورش والدہ کو لڑکی کے بالغہ ہونے تک ہے۔ فقط۔

حق پرورش ماں کو ہے اور نفقہ باپ پر ہے

(سوال ۱۲۳۴) زید کی بیوی بد چلن ہے، اس لئے زید نے اس سے کنارہ کشی اختیار کی، دو لڑکے جن کی عمر ساڑھے پانچ سال اور ساڑھے تین سال ہے زید کے پاس رہنے چاہیئے یا زید کی بیوی کے پاس، اگر زید کی بیوی کے پاس رکھے جائیں تو ان کے خرچہ کا کون ذمہ دار ہو گا۔

(الجواب) حق پرورش ان بچوں کی والدہ کو حاصل ہے لڑکی کے لئے حق پرورش بلوغ تک ہے، اور لڑکے کیلئے سات برس ہیں، اور نفقہ ان کا باپ کے ذمہ ہے، لیکن ماں کی بد چلنی کی وجہ سے اگر بچوں کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو ماں کا حق ساقط ہے پھر اگر اور کوئی حاضنہ پرورش کنندہ مثل خالہ پھوپھی وغیرہ نہیں ہے تو باپ لے سکتا ہے۔ (۳)

---

(۱) الحضانة تثبت للام الاان تكون مرتدة الخ او فاجرة الخ اومتزوجة غير محرم الصغير (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الحضانة ج ۲ ص ۸۷۱ وج ۲ ص ۸۷۲. ط.س. ج۳ص ۵۵۵) ظفير.

(۲) الحضانة تثبت للام الخ والحاضنة اما او غيرها احق به اى بالغلام حتى يستغنى عن النساء وقدربسبع الخ واحق بها اى بالصغيرة حتى تحيض اى تبلغ فى ظاهر الرواية (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الحضانة ج ۲ص ۸۷۱ وج ۲ ص ۸۸۱. ط.س. ج۳ص ۵۵۵......۵۶۶) ظفير.

(۳) الحضانة تثبت للام الخ الا ان تكون مر تدة الخ او فاجرة فجوراً ايضيع الو لدبه كزنا وغناء وسرقة كما فى البحر (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الحضانة ج ۲ ص ۸۷۱ و ج۲ ص ۸۷۲. ط.س. ج۳ص ۵۵۵...۵۵۶) ظفير.

ناجائز بچہ کا بار ماں پر ہے

(سوال ۱۲۳۵) ہندہ کے ناجائز حمل سے جو لڑکا پیدا ہوا، اس کے بار پرورش کا کون ذمہ دار ہے۔

(الجواب) اس کی پرورش بھی ماں کے ذمہ ہے۔(۱)

ولد الزنا کی پرورش کرنا گناہ نہیں

(سوال ۱۲۳۶) ایک عورت نے زنا کیا لڑکی پیدا ہوئی، جب لڑکی سات ماہ کی ہوئی تو ماں مر گئی، لڑکی کا نانا اس کی پرورش کرتا ہے، لوگ معترض ہیں تو نانا اس کو پرورش کرے یا نہ کرے۔

(الجواب) نانا کا پرورش کرنا اس لڑکی کو کچھ گناہ نہیں ہے بلکہ ثواب کا کام ہے اور ضروری ہے، پس اس وجہ سے چھوڑ نانا کو درست نہیں ہے۔

ماں، نانی اور دادی کو حق پرورش

(سوال ۱۲۳۷) زید نے ایک لڑکا چھ ماہ کا چھوڑ کر انتقال کیا، زید کے بھائی نے کچھ خبر گیری نہ کی، اب زوجہ زید مسماۃ ہندہ عقد ثانی کرنا چاہتی ہے، عمر ہندہ کے لڑکے کو لینا چاہتا ہے، اور کہتا ہے کہ ہندہ بلا عقد رہے تو لڑکا اس کا ہے ورنہ عمر لے لے گا، شرعاً کیا حکم ہے؟

(الجواب) مسئلہ یہی ہے کہ اگر ہندہ اپنا نکاح ایسے شخص سے کرے گی جو کہ لڑکے کا محرم نہ ہو تو ہندہ کا حق پرورش ساقط ہو جاوے گا۔(۲) اور ماں کے بعد حق پرورش عورتوں کا حق ہے جیسے نانی، دادی، خالہ، پھوپی وغیرہ ان کا حق ہو جاوے گا، عمر کا حق اس وقت ہو گا کہ کوئی مذکورہ بالا...... عورتوں میں سے نہ ہو۔(۳) فقط۔

ماں، نانی، دادی اور خالہ کے بعد پھوپھی کو حق پرورش حاصل ہوتا ہے

(سوال ۱۲۳۸) زید و بکر دونوں حقیقی بھائی ہیں زید کا بیٹا عمر ہے، اس کی ایک لڑکی پانچ سالہ ہے جس کو چھوڑ کر عمر فوت ہو گیا، اس کی زوجہ نے نکاح ثانی کر لیا، عمر متوفی کی ایک حقیقی ہمشیرہ موجود ہے اور تین بھائی چچازاد ہیں، اس صورت میں حق پرورش کس کو ہے؟

(الجواب) محمد عمر متوفی کی زوجہ نے اگر نکاح ایسے شخص سے کیا ہے جو کہ لڑکی کا محرم نہیں ہے تو اس کا حق پرورش ساقط ہو گیا، اب بصورت موجودہ جب کہ لڑکی کی نانی، دادی خالہ کوئی نہیں ہے تو حق پرورش لڑکی کی پھوپھی یعنی محمد عمر کی ہمشیرہ کو ہے۔(۴) فقط۔

---

(۱) الحضانة تثبت للام النسبية (ایضاً ج ۲ ص ۸۷۱. ط.س. ج۳ ص ۵۵۵) ظفیر.

(۲) والحضانة يسقط حقها بنكاح غير محر مه اى الصغير (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الحضانة ج۲ ص ۸۸۰. ط.س. ج۳ ص ۵٦۵) ظفیر.

(۳) ثم اى بعد الام بان ماتت الخ او تزوجت باجنبى ام الام الخ ثم ام الاب الخ ثم الاخت ثم الخالات كذالك ثم العمات كذلك (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الحضانة ج ۲ ص ۸۷۷ و ج ۲ ص ۸۷۸. ط.س. ج۳ ص ۵٦۲ ...... ۵٦۳) ظفیر

(٤) فان لم يكن له ام فام الا م الخ فان تكن له ام الا م فام الاب فان لم تكن له جده فالا خوات الخ ثم الخالات الخ ثم العمات الخ وكل من تزوجت من هو لاء يسقط حقها (هدايه باب الحضانة ج ۲ ص ٤١٤) ظفیر.

ماں جب غیر سے شادی کر لے اور نانی نہ ہو تو دادی کو حق پرورش ہے

(سوال ۱۲۳۹) شکر اللہ نے انتقال کیا ایک لڑکا نابالغ اسمٰعیل اور ایک برادر حقیقی اور زوجہ حشمت جس نے نکاح ثانی کر لیا ہے اور والدہ وارث چھوڑے، تو حق پرورش کس کو ہے یعنی اسمٰعیل کی دادی کو یا اسمٰعیل کے نانا کو؟

(الجواب) اسمٰعیل کا حق پرورش بعد نکاح کر لینے حشمت کے غیر سے اسمٰعیل کی دادی کو ہے اور ولایت نکاح اس کے چچا حقیقی کو ہے، نانا کو کچھ حق پرورش نہیں ہے۔(۱)

ماں، نانی اور دادی کے بعد حق پرورش بہن کو ہے، ماموں کو نہیں۔

(سوال ۱۲۴۰) ایک لڑکی نابالغہ یتیمہ کی پرورش دو سال سے جب سے والدین راہی عدم ہوئے ہیں اس لڑکی کی بڑی بہن کے ذمہ ہے، اور خالہ زاد بہن بھی متکفل ہے اب اس لڑکی کو اپنے قبضہ میں لینے کے لئے حقیقی ماموں نے دعویٰ عدالت کیا ہے اس صورت میں ولایت نکاح اور ولایت پرورش کا حق کس کو ہے۔

(الجواب) نابالغہ کا حق پرورش ماں، نانی دادی کے بعد اس کی بہن کو ہے، بہن کی موجودگی میں ماموں کو حق پرورش نہیں ہے اور اختیار نکاح کا بھی بصورت نہ ہونے عصبات کے ماں وغیرہ کے بعد بہن کو ہے ماموں کو کچھ اختیار اور ولایت نکاح نابالغہ کی اس صورت میں نہیں ہے، در مختار میں ہے **فان لم یکن عصبةً فالولایة للام الخ للاخت الخ ثم لذوی الا رحام العمات ثم الا خوال الخ۔**(۲)

ماں جب غیر سے نکاح کرے تو اس کا حق پرورش ختم ہو جاتا ہے

(سوال ۱۲۴۱) زید ایک زوجہ اور دختر ڈھائی سالہ چھوڑ کر فوت ہوا، دو سال کے بعد عورت نے نکاح ثانی کر لیا، زید کے چچازاد بھائی لڑکی کو لے جانا چاہتے ہیں تو عورت لڑکی کو رکھ سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) اگر اس عورت نے نکاح ثانی ایسے شخص سے کیا ہے جو لڑکی کا محرم نہیں ہے تو اس عورت کا حق پرورش ساقط ہو گیا اس کو کچھ حق لڑکی کے روکنے کا اور جبراً رکھنے کا نہیں ہے۔(۳)

نانی نہ ہو تو نانا کو حق پرورش نہیں ہے

(سوال ۱۲۴۲) زید کی زوجہ فوت ہو گئی، دو لڑکیاں ایک ۱۲ سالہ ایک ۸ سالہ ہیں، زید ان کو اچھی طرح سے پرورش کر سکتا ہے، لڑکیوں کی بہن شادی شدہ اور چچا چچی دادا موجود ہیں، لیکن لڑکیوں کا نانا اپنا حق پرورش بتلا کر روکتا ہے، آیا بمقابلہ زید کے نانا کو حق حضانت حاصل ہے یا نہیں؟

(الجواب) والدہ کے بعد حق پرورش نابالغان کا نانی کو ہے پھر دادی کو پھر بہن کو الخ پس اگر نانی، دادی نابالغان کی کوئی نہیں ہے، تو حق پرورش ان کی بہن کو ہے نانا کو اس صورت میں کچھ حق روکنے کا نہیں ہے۔(۴) اگر نانی زندہ نہ

---

(۱) ثم ای بعد الام الخ ام الام الخ ثم ام الاب الخ والحاضنة یسقط حقها بنکاح غیر محرمه ای الصغیر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الحضانة ج ۲ ص ۸۸۰. ط.س. ج۳ ص ۵۶۲) الولی فی النکاح العصبة بنفسه الخ بلا توسط انثی (ایضاً باب الولی ج ۲ ص ۴۲۷. ط.س. ج۳ ص ۷۶) ظفیر. (۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۷. ط.س. ج۳ ص ۷۸. ۱۲ ظفیر. (۳) الحاضنة یسقط حقها بنکاح غیر محرمه ای الصغیر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الحضانة ج ۲ ص ۸۸۰. ط.س. ج۳ ص ۵۶۵) ظفیر. (۴) ثم ای بعد اللام الخ ام اللام الخ ثم ام الاب الخ ثم الاخت لاب وام الخ ثم الخالات الخ ثم العمات (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الحضانة ج ۲ ص ۸۷۷ و ج ۲ ص ۸۷۸. ط.س. ج۳ ص ۵۶۲...... ۵۶۳) ظفیر.

ہو، اور ولایت واختیار نکاح باپ کو ہے ھکذا فی کتب الفقہ۔(۱)

لڑکا آٹھ سال کے بعد ولی کے سپرد ہوگا کسی کو حق پرورش نہیں

(سوال ۱۲۴۳) سندر خاں کا باپ منو خاں فوت ہو گیا اس نے ایک زوجہ بھوریجان اور ایک پسر سندر خاں نابالغ بھوری جان کے بطن سے اور ایک پسر خان محمد خاں بالغ پہلی زوجہ متوفیہ کے بطن سے چھوڑے، اس وقت سندر خان کی عمر آٹھ سال کی ہے، اور اس کی والدہ بھوری جان بد چلن آوارہ ہے، تو اس کو حق پرورش سندر خاں کو حاصل ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں سندر خاں پسر منو خاں کا حق حضانت اس کی والدہ مسماۃ بھوری جان کو نہیں ہے کیونکہ اول تو اس کی عمر آٹھ سال کو پہنچ گئی ہے اس حالت میں کسی کو بھی حق حضانت اس کا باقی نہ رہا، اور بھوری جان کو بوجہ بد چلنی وغیرہ کے سندر خان کا حق حضانت اس حالت میں بھی باقی نہ رہتا، جب کہ سندر خان لائق حضانت ہو تا جیسا کہ عبارت در مختار اس پر صراحۃً دلالت کرتی ہے الا ان تکون مرتدۃً اوفاجرۃً فجوراً یضیع الخ پس اب سندر خاں اپنے ولی کے سپرد کیا جاوے گا جو کہ صورت موجودہ میں اس کا علاتی بھائی خان محمد خان ہے جیسا کہ شامی میں ہے واذا استغنی الغلام الخ فالعصبۃ اولی الا قرب فالا قرب الخ(۲) اور اس سے پہلے یہ عبارت مذکور ہے واذا استغنی الغلام عن الخدمۃ اجبرا لاب او الوصی او الولی علی اخذہ (۳) اور استغناء کی مدت سات برس کی عمر ہے۔ کما فی الدر المختار وقد ربسبع الخ۔(۴)

بچہ کو دودھ پلوانا باپ کے ذمہ ہے

(سوال ۱۲۴۴) بچہ کو دودھ پلوانا والدین میں سے کس پر فرض ہے خواہ وہ غریب ہوں یا امیر۔

(الجواب) دودھ پلوانا باپ کے ذمہ ہے، یعنی یہ کہ اگر ماں دودھ نہ پلاوے تو باپ کسی مرضعہ کو مقرر کرے کہ وہ ماں کے پاس رہ کر دودھ پلاوے لیکن اگر باپ غریب ہے اور ماں کو کوئی عذر نہیں ہے تو ماں کے ذمہ بچہ کو دودھ پلانا ضروری ہے۔(۶)

ماں کے بعد حق پرورش نانی کو ہے

(سوال ۱۲۴۵) ماں کے بعد نانی کو نابالغان کی حضانت کا اختیار ہوتا ہے یا کسی دیگر رشتہ دار کو؟

(الجواب) حق حضانت ماں کے بعد نانی کو ہے۔(۷)

---

(۱) الولی فی النکاح العصبۃ بنفسہ (ایضاً باب الولی ج ۲ ص ۴۲۷ .ط.س. ج۳ص۷۸) ظفیر.
(۲) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الحضانۃ ج ۲ ص ۸۷۱ .ط.س. ج۳ص۵۶۶ .۱۲ ظفیر.
(۳) ردالمحتار باب الحضانۃ ج ۲ ص ۸۸۱ .ط.س. ج۳ص۵۶۶ .۱۲ ظفیر.
(۴) ایضاً .ط.س. ج۳ص۵۶۶ .۱۲ ظفیر.
(۵) الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الحضانۃ ج ۲ ص ۸۸۱ .ط.س. ج۳ص۵۶۶. ظفیر.
(۶) الحضانۃ تثبت للام الخ ولا تجبر من لھا الحضانۃ علیھا الا اذا تعینت لھا ولم یاخذ ثدی غیرھا او لم یکن للاب ولا للصغیر مال بہ یفتی (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الحضانۃ ج ۲ .ط.س. ج۳ص۵۵۵ ...... ۵۵۹) ظفیر.
(۷) ثم بعد الام بان ماتت اولم تقبل الخ ام اللام وان علت (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب الحضانت ج ۲ ص ۸۷۷ و ج۲ ص ۸۷۸ .ط.س. ج۳ص۵۶۲) ظفیر.

لڑکی کے بالغہ ہونے تک حق پرورش ہے

(سوال ۱۲۴۶) لڑکی کے حائضہ ہونے سے پہلے اور جب کہ لڑکی اپنی نانی کے پاس رہنا چاہتی ہو کہ جس نانی نے اسے پرورش کیا اور جس کو اس لڑکی کی حضانت کا اختیار ہو، اس صورت میں اس لڑکی کو کوئی مرد رشتہ دار بعید جو مجرد ہو اور نامحرم لڑکی کا ہو تو وہ شخص لڑکی کو بجبر اس کی نانی سے کیا لے سکتا ہے؟

(الجواب) حق حضانت لڑکی کے حائضہ ہونے تک نانی کو ہے دور کا رشتہ دار اگرچہ وہ ولی نکاح کا ہو، نانی سے اس کو نہیں لے سکتا۔(۱)

زمانہ گذشتہ کا نفقہ نانی ولی سے نہیں لے سکتی

(سوال ۱۲۴۷) اگر لڑکی کی حضانت کا زمانہ ختم ہو گیا ہو، اور لڑکی کا ولی لڑکی کو اس عورت سے کہ جس کی حضانت میں وہ رہی ہو، لینا چاہے تو کیا اس عورت کو خرچہ پرورش جو اس کی پرورش میں خرچ ہوا ہے اس شخص سے کہ جو اپنے قبضہ میں لے لینا درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) زمانہ گذشتہ کا خرچہ نانی وغیرہ جس کو حق حضانت ہے، ولی عصبہ سے نہیں لے سکتی۔(۲)

بالغ ہونے سے پہلے لڑکی کو ماں سے جدا نہیں کیا جا سکتا ہے

(سوال ۱۲۴۸) لڑکی کے حائضہ ہونے سے پہلے بغیر رضامندی لڑکی کے نانی سے کوئی جدا کر سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) نہیں۔(۳)

---

(۱) ثم بعد الام الخ ام الا م الخ والحاصنة الخ احق به الخ والام والجدة لام ولاب الخ احق بها ای بالصغيرة حتی تحيض ای تبلغ فی ظاهر الرواية (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الحضانة ج ۲ ص ۸۷۷ و ج ۲ ص ۸۸۱ .ط.س. ج۳ص ۵۶۲ ...... ۵۶۳) ظفير.

(۲) والنفقة لا تصير دينا الا بالقضاء اوالرضا ای اصطلا حهما علی قدر معين اصنا فاالخ (الدر المختار علی هامش ردا لمحتار باب النفقة ج ۲ ص ۹۰۶ .ط.س. ج۳ص ۵۹۴) ظفير.

(۳) فان لم تكن له ام فام الا م اولی من ام الاب والام والجدة لام اولاب احق بالجارية حتی تحيض (هدايه باب حضانة الولد ج ۲ ص ۴۱۳ وج ۲ ص ۴۱۴) ظفير.

حق پرورش کی مدت

(سوال ۱۲۴۹) دختر کو اس کی ماں کو اور ماں نہ ہو تو نانی کو حق حضانت کس مدت تک ہے، اور دختر کے باپ کا چچا زاد بھائی دختر کو اس کی نانی سے بجبر لینے کا مجاز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) ماں کو اور اس کے بعد نانی کو حق حضانت لڑکی کا اس لڑکی کے حائضہ ہونے تک ہے یعنی بالغہ ہونے تک ہے، اور ولایت نکاح نابالغہ کے عصبات کو ہے علی ترتیب الارث والحجب۔ اور اگر کوئی ولی محرم لڑکی کا نہ ہو بلکہ غیر محرم ہو تو لڑکی بعد پورا ہونے حق حضانت کے اس کے سپرد نہ کی جاوے گی، بلکہ جس کے پاس ہے مثلاً نانی وغیرہ کے اسی کے پاس چھوڑی جاوے گی، در مختار میں ہے والام والجدة لام اواب احق بها ای بالصغیرة حتیٰ تحیض ای تبلغ فی ظاهر الروایة الخ وفی رد المحتار وفی الخلاصة وغیرها واذا استغنی الغلام او بلغت الجاریة فالعصبة اولیٰ یقدم الا قرب فالاقرب ولا حق لا بن العم فی حضانة الجاریة ا ه قلت بقی ما اذا انتهت الحضانة ولم یوجد عصبة ولا وصی فالظاهر انه یترك عند الحاضنة الخ(۱) وفیه ایضاً وبتعلیلهم بان ابن العم غیر محرم وانه لا حق لغیر المحرم۔

ماں کے بعد نانی کو پھر دادی کو حق پرورش ہے

(سوال ۱۲۵۰) زید کا انتقال ہو گیا اور زید کے تین لڑکیاں صغیر سن ہندہ بیوہ زید کے بطن سے ہندہ کے پاس موجود ہیں، انتقال زید کے دو برس بعد ہندہ نے بچوں کے نامحرم سے نکاح ثانی کر لیا تو حق حضانت لڑکیوں کا ان کی نانی کو ہے یا علاتی بہن اور پھوپھی کو، جب کہ علاتی بہن اور پھوپھی لڑکیوں کا صرف خود اپنے پاس سے اٹھاویں۔

(الجواب) قال فی الدر المختار ثم ای بعد الا م الخ ام الا م الخ ثم ام الاب الخ ثم الاخت لاب ولام ثم لام ثم لاب (۲) الخ وفی الشامی ارادت ام امه تربیته باجروام ابیه ترضیٰ بذلك مجانافاجبت بانه یدفع للمتبرعه الخ (۳) ص ۶۳۵۔ روایت در مختار سے یہ معلوم ہوا کہ نانی اور دادی کے بعد بہن کا حق ہے اور روایت شامی سے معلوم ہوا کہ ان میں سے جو مفت پرورش کرے وہ احق ہے، لہٰذا صورت مذکورہ میں لڑکیاں علاتی بہن اور پھوپھی کے پاس چھوڑی جائیں گی تا کہ لڑکیوں کا نقصان مالی نہ ہو۔

نابالغ کا حق پرورش

(سوال ۱۲۵۱) زید فوت ہوا۔ اس نے ایک زوجہ تین لڑکیاں چھوڑی، ایک کی عمر ڈھائی برس کی ہے، حق پرورش کس کو ہے ؟

(الجواب) پرورش کا حق اول اس کی والدہ کا ہے، پھر نانی کا، پھر دادی کا اور پھر بہنوں کا حق ہے۔(۴)

---

(۱) ردالمحتار باب الحضانة ج ۲ص ۸۸۱.ط.س.ج۳ص۵۶۶. ۱۲ ظفیر.(۲)الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الحضانة ج ۲ ص ۸۷۷ و ج ۲ ص ۸۷۸.ط.س.ج۳ص۵۶۲......۵۶۳. ظفیر.(۳) ردالمحتار باب الحضانة ج ۲ ص ۸۷۴ .ط.س.ج۳ص۵۵۸.۱۲ ظفیر .(٤)احق الناس بحضانة الصغیر حال قیام النکاح او بعد الفرقة الام الخ وان لم تکن له ام تستحق الحضانة الخ فام الام اولی من کل واحدة الخ فان لم یکن للام ام فام الاب اولیٰ ممن سواها الخ فان ماتت الخ فالا خت لاب وام (عالمگیری مصری، کتاب الطلاق الباب السادس عشر فی الحضانة ج ۱ ص ٤٨٢.ط.ماجدیه ج۱ص ۵٤۱) ظفیر.

بلوغ کے بعد ولی کے حوالہ

(سوال ۱۲۵۲)اس لڑکی کا مال بالغ ہونے پر اسی کو دیا جاوے یا کیا کیا جاوے ؟

(الجواب)بالغ ہونے پر اسی کو دیا جاوے گا۔(۱)

پرورش کا خرچ

(سوال ۱۲۵۳)خرچ پرورش کس کے ذمہ ہے اور کس قدر اور کتنی مدت تک۔

(الجواب)اگر خود اس لڑکی کا مال موجود ہے تو اس میں سے اس کا خرچہ لیا جاوے گا، اور اگر اس کے پاس نہیں ہے یعنی اس کے باپ نے کچھ نہیں چھوڑا تو والدہ وغیرہ کے ذمہ اور ترتیب اس کی کتب فقہ میں مذکور ہے۔ کلیہ قاعدہ یہ ہے کہ جس کے ذمہ اس کا نفقہ ہے اس کے ذمہ یہ خرچ پرورش کا ہے اور مدت حضانت مذکور کے لئے سات برس ہے اور مئونث کے لئے بلوغ یعنی حیض کا آنا ہے۔(۲)

بچہ کا ولی کون ہوگا

(سوال ۱۲۵۴)بعد پرورش کون ولی ہوگا۔

(الجواب)ولی عصبات ہوتے ہیں علی ترتیب الارث والحجب کما فی الدر المختار پس اس صورت میں اگر دادا وغیرہ موجود نہیں ہے تو چچا ولی ہے۔(۳)

نابالغوں کا حق پرورش کس کو ہے ؟

(سوال ۱۲۵۵)زید نے انتقال کیا چار لڑکے اور دو لڑکیاں چھوڑ کر، اس میں ایک لڑکا اور لڑکیاں بالغہ زوجہ اول متوفیہ سے ہیں، اور تین لڑکے نابالغ زوجہ ثانیہ موجودہ سے ہیں، نابالغان کی حق پرورش اور جائداد کا محافظ اور امین کون ہے ؟

(الجواب)نابالغان کا حق حضانت یعنی حق پرورش اس صورت میں ان کی والدہ کو ہے۔(۴)اور ولی نکاح نابالغان کا ان کا بھائی علاتی ہے جو کہ بالغ ہے۔(۵)اور حصہ جائدادو غیرہ جو نابالغان کا ہے وہ ان کی والدہ کے پاس رکھا جاوے۔

(۱)نفقة الا ولاد الصغار على الاب لا يشار كه فيها احد الخ ارضاع الصغير اذا يوجد من ترضعه انما يجب على الاب اذا لم يكن للصغير مال و اما اذا كان له مال فتكون مئونة الرضاع فى مال الصغير كذا فى المحيط الخ ونفقة الصبى بعد انعطام اذا كان له مال فى ماله الخ وان كان الاب زمنا وليس للصغير مال يقضى بالنفقة على الجدولا يرجع الجدبذلك على احد (عالمگیری مصری کتاب الطلاق الباب السابع عشر فى النفقات فصل رابع ج ۱ ص ۴۹۶ و ج ۱ ص ۴۹۸ .ط.ماجدیه ج۱ص ۵۶۰......۵۶۱)ظفیر.

(۲)والام والجدة احق بالغلام حتى يستغنى وقدربسبع سنين و قال القدورى حتى يا كل ويشرب وحده ويستنجى وحده وقدره ابو بكر الرازى بتسع سنين والفتوى على الا ول واللام والجدة احق بالجارية حتى تحيض (عالمگیری مصری کتاب الطلاق الباب السادس فى الحضانة ج ۱ ص ۴۸۳)ظفير. ط ماجدیہ ج ۱ ص ۵۴۲

(۳)الولى فى النكاح لا المال العصة بنفسه الخ على ترتيب الارث والحجب الخ فان لم يكن عصبة فالو لاية للام (در مختار)قوله فيقدم ابن المجنونة الخ ثم يقدم الاب ثم ابوه ثم الاخ الشقيق ثم لاب الخ ثم ابن الاخ الشقيق ثم لاب ثم العم الشقيق ثم لاب ثم ابنه (ردالمحتار باب الولى ج ۲ ص ۴۲۷ و ج ۲ ص ۴۲۸)ظفير.

(۴)اذا وقعت الفرقة بين الزوجين فالام احق بالولد (هدايه باب حضانة الولد ج ۲ ص ۴۱۳)ظفير.

(۵)الو لى فى النكاح العصبة بنفسه الخ على ترتيب الارث والحجب (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الولى ج ۲ ص ۴۲۷ .ط.س.ج۳ص۷۸)ظفير.

خالہ اور چچا میں حق پرورش کس کو ہے؟

(سوال ۱۲۵۶) ایک لڑکی نابالغہ کے والدین مر چکے ہیں، صرف خالہ اور چچا موجود ہیں، اس صورت میں حق حضانت کس کو ہے؟

(الجواب) اس صورت میں حق حضانت نابالغہ کا خالہ کو ہے۔(۱) اور ولی نکاح کا اس کا چچا ہے، کذا فی الدر المختار۔(۲)

حق پرورش ماں کو ہے اور حق ولایت عصبات کو

(سوال ۱۲۵۷) زیدؒ زوجہ اول مرحومہ سے دو لڑکیاں اور ایک لڑکا بالغ اور زوجہ ثانیہ موجودہ سے تین لڑکے نابالغان چھوڑ کر انتقال کر گیا، نابالغہ ثلاثہ کا حق پرورش اور جائداد و نکاح کا ولی کون ہے؟

(الجواب) حق پرورش نابالغان کا ان بچوں کی والدہ کو ہے اور ولایت نکاح عصبات کو ہوتی ہے، لہذا اس صورت میں اگر دادا ان نابالغوں کا موجود نہیں تو ان کے نکاح کا ولی ان کا علاتی بھائی ہے، اور جائداد کی ولایت بھائی کو نہیں ہے، اس صورت میں حکام جس کو منتظم مقرر کردیں وہ انتظام کرے۔(۳)

حق پرورش نانی کو ہے اور ولایت نکاح تایا کو ہے

(سوال ۱۲۵۸) ایک لڑکی بعمر تخمیناً گیارہ برس کی اپنی نانی حقیقی کے پاس رہتی ہے اس وجہ سے کہ اس کے والدین مر چکے ہیں۔ البتہ اس لڑکی کا تایا زندہ ہے، اس صورت میں حق پرورش لڑکی مذکورہ کا اور ولایت نکاح کی کس کو ہے؟

(الجواب) اس صورت میں حق پرورش لڑکی کا اس کی نانی کو ہے حیض آنے تک یعنی بالغہ ہونے تک وہ نانی کے پاس رہے گی اور تایا اس کو نہیں لے سکتا،(۴) البتہ ولایت اور اختیار نکاح نابالغہ کا اس کے تایا کو ہے جب کہ اس سے قریب تر کوئی عصبہ موجود نہیں(۵) اور یہ ولایت اور اختیار لڑکی کے عدم بلوغ تک ہے بعد بالغہ ہونے کے کسی ولی کا جبر اس پر نہیں ہو سکتا خود لڑکی بالغہ کی اجازت و رضا سے اس کا نکاح ہو سکتا ہے۔(۶)

پھوپھی اور تائی میں حق پرورش کس کو ہے؟

(سوال ۱۲۵۹) ایک لڑکا بعمر ڈیڑھ سال ہے اس کے والدین فوت ہو گئے ہیں، اب ورثاء میں جھگڑا ہو رہا ہے، لڑکے کی پھوپھی کہتی ہے کہ لڑکا اور مال مجھ کو ملنا چاہئے، اور تائی کہتی ہے کہ مجھ کو ملنا چاہئے، لڑکے کا چچا تایا کوئی زندہ نہیں ہے، پھوپھی اور پھوپھی زاد بھائی اور تائی زندہ ہے، مال اور لڑکا کس کے پاس رہے گا۔

---

(۱) ثم الخالات اولیٰ من العمات ترجیحا لقرابة الام (ھدایه باب حضانة الولد ومن احق ج ۲ ص ۴۱۳)
(۲) الولی فی النکاح الخ العصبة بنفسه الخ علی ترتیب الارث والحجب (الدر المختار علی هامش ردا لمحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۷ ط.س. ج۳ص۷۶) ظفیر. (۳) الولی فی النکاح لا المال العصبة بنفسه الخ علی ترتیب الا رث والحجب (در مختار) لا المال فان الولی فیه الاب و وصیه والجد ووصیه والقاضی ونائبه فقط (ردالمحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲ ط.س. ج۳ص۷۶) ظفیر. (۴) ثم ای بعد الام بان ماتت الخ ام الام الخ والام والجدة لام اولاب احق بها للصغیرة حتی تحیض ای تبلغ فی ظاهر الروایة (در مختار) وبلوغها اما بالحیض اوالا نزال اوالسن ط (ردالمحتار باب الحضانة ج ۲ ص ۸۷۷ وج ۲ ص ۸۸۱ ط.س. ج۳ص ۵۶۲ ...... ۵۶۳) ظفیر.
(۵) الولی فی النکاح الخ العصبة بنفسه الخ علی ترتیب الا رث والحجب (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۷ ط.س. ج۳ص۷۶) ظفیر. (۶) لا تجبر البالغة البکر علی النکاح لا نقطاع الولایة بالبلوغ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۱۰ ط.س: ج۳ص۵۸) ظفیر.

(الجواب) اس صورت میں اس لڑکے کی پرورش کا حق اس کی پھوپھی کو ہے، تائی اور پھوپھی زاد بھائی کو کچھ حق بمقابلہ پھوپھی کے نہیں ہے، چنانچہ در مختار میں خالہ کے بعد پھوپھی کا حق لکھا ہے۔ **ثم الخالات الخ ثم العمات كذالك الخ۔**(۱)

حق پرورش ماں کو ہے

(سوال ۱۲۶۰) زید کے پاس ایک داشتہ عورت موجود ہے، یہ عورت جس وقت زید کے پاس آئی تو اپنے ساتھ ایک لڑکا ہشت سالہ لائی، زید نے اس متبنّی وپالک کو اپنے پاس رکھا اور پرورش کی، وہ لڑکا جب بالغ ہوا تو اس کا نکاح ہندہ سے کر دیا، بطن ہندہ سے دو لڑکے ہوئے، ایک کی عمر چار سال دوسرے کی چھ سال ہے، دو سال ہوئے ہندہ کا زوج مر گیا، زید نے مسماۃ کے پاس جس قدر زیورات و کپڑے واثاث البیت وغیرہ تھے بروز وفات شوہر ہندہ زبردستی چھین لئے، مسماۃ میکہ میں چلی آئی اور اس کا باپ اس کی اور دونوں صغیر بچوں کی پرورش کرتا ہے، وہ عورت اپنے شوہر کے پاس زید سے علیٰحدہ دوسری جگہ رہتی تھی اور اس کا شوہر آٹھ سال سے زید سے علیٰحدہ رہتا تھا اور زیور واثاث البیت مال و متاع سب مکسوبہ زوج مسماۃ تھا۔ اب زید نے عدالت میں دعویٰ کیا ہے کہ دونوں اطفال صغیر مجھے دلوائے جاویں، میں ان کی پرورش کروں گا عدالت نے اس مقدمہ کو پنچائت کے سپرد کیا، پنچوں نے یہ لکھا ہے جس صورت میں دونوں بچے صغیر ہیں اور ماں ان کی پرورش کی درخواست کرتی ہے تو فی الحال وہ بچے زید کو نہ دیئے جاویں، بلکہ ماں کے پاس رہیں، کیونکہ نور الہدایہ ترجمہ اردو شرح وقایہ جلد ۲ باب الحضانت میں ص ۳۰۴ میں ہے کہ تربیت کی حق دار اول ماں ہے اس پر جبر نہ کریں گے اگرچہ اس میں اور خاوند میں تفریق ہو جاوے، یعنی طلاق دی ہو، اس لئے کہ روایت ہے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے کہ ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ! یہ میرا بیٹا تھا، پیٹ میرا اس کا برتن، چھاتی میری اس کی مشک گود میری اس کا مکان، اس کے باپ نے مجھے طلاق دی اور چاہتا ہے کہ اس کو مجھ سے چھین لے، سو فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اس کو کہ تو زیادہ حق دار ہے اس کے رکھنے کی جب تک کہ نکاح نہ کرے، روایت کیا اس کو ابو داؤد احمد و حاکم نے اور صحیح کہا اس کو، اور اس واسطے کہ ماں کی شفقت زیادہ ہے تو اس کو دینا اچھا ہوگا، حضرت ابو بکرؓ نے نہ دیا حضرت عمرؓ کو بلکہ سپرد کیا اس کو اس کی ماں کے وقت وقوع فرقت کے، روایت کیا اس کو مالکؒ نے اور زیادہ کیا بیہقی نے کہ کہا ابو بکرؓ نے سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے فرماتے تھے کہ نہ جدا کیا جاوے والدہ اپنے لڑکے سے، اور مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے کہ حضرت عمر ابن الخطابؓ نے طلاق دی جمیلہ بنت عاصم بن ابی الافلح کو، تو اس نے نکاح کیا، اور آئے حضرت عمرؓ اور لے لیا اور اپنے بیٹے کو اور پکڑا اس کو اس کی ماں نے، یہاں تک کہ مرافعہ کیا دونوں نے حضرت ابو بکرؓ کے پاس، تو فرمایا حضرت ابو بکرؓ نے کہ چھوڑ دو اس لڑکے کی ماں اور اس لڑکے کو، تو لے لیا اس کی ماں نے لڑکے کو، اور ایک روایت میں مصنف کے ہے کہ فرمایا حضرت ابو بکرؓ نے کہ چھونا ماں کا، گود اس کی، بو اس کی بہتر ہے اس کے لئے تم سے یہاں تک کہ جوان ہو جاوے لڑکا تو اختیار کرے اپنے نفس کو انتہی۔ اور مجموعۃ الفتاویٰ جلد ۳ ص ۸۱ مولانا عبد الحیؒ بجواب ایں سوال کہ عصبات را ہم حق حضانت است یا نہ، لکھتے ہیں، ہرگاہ مادر یا خالہ یا مادر مادر یا مانند آنہا نباشند یا آنکہ بعذرے حق اینہا ساقط شود برائے پرورش

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الحضانة ج ۲ ص ۸۷۸. ط.س. ج۳ص ۵۶۳. ۱۲ ظفیر.

بعصبات حادہ خواہد شد، در عالمگیریہ می آرد اذا وجب الا نتزاع من النساء اولم یکن للصبی امرأة من اهله یدفع الی العصبة انتهی۔(۱)اور بر یں جواب سوال باوجود مادر و خواہر ش جدہ را حق حضانت می رسد یا نہ، تحریر فرماتے ہیں فی الدر المختار ثم ای بعد الام بان ماتت اولم تقبل اواسقطت حقها او تزوجت باجنبی ام اللام وان علت عند عدم اهلية القربیٰ ثم ام الاب وان علت انتهیٰ۔(۲)اور اسی کتاب کی جلد ۳ ص ۸۱ میں باب الحضانۃ میں ہے، سوال حق حضانۃ کہ مادر راست بجہ ام عذر ساقط می شود، جواب بعذر آنکہ مرتد شود یا فاجرہ باشد بہ زنا یا غنا یا سرقہ یا نیاحۃ یا مانند آں باپرورش نہ نماید کہ طفل را گذاشتہ اکثر اوقات از خانہ می بر آید یا آنکہ بغیر محرم دختر را نکاح کرد۔ در در مختار می آرد والحضانة تثبت للام ولو بعد الفرقة الا ان تكون مرتدة او فاجرة فجوراً يضيع الولد به كزنا وغنا وسرقة و نياحة كذا في البحر او غير ما مونة ذكره في المجتبى بان تخرج كل وقت وتترك الولد فما يعاً او متزوجة بغير محرم الصغيرة انتهى(۳)بناءً علیہ بچے صغیرہ والدہ کی پرورش میں رہیں گے، یہ فیصلہ پنچوں کا صحیح ہے یا نہ؟

(الجواب)اس میں شبہ نہیں کہ حق حضانت اول والدہ کو ہے پھر نانی کو پھر دادی کو الیٰ آخر الترتیب اور لڑکے کی پرورش کا حق والدہ وغیرہ کو سات برس کی عمر تک ہے اور لڑکی کی پرورش کا حق والدہ اور جدہ کو بالغہ ہونے تک موافق ظاہر الروایت کے ہے۔ اور امام محمدؒ کے قول کے موافق نو برس تک۔(۴)بہر حال مدت مذکورہ میں دونوں بچوں کی پرورش کا حق والدہ کو ہے اور اگر باپ ان بچوں کا نہیں ہے تو زید کو کچھ حق ولایت نہیں، حق نابالغان کا بھی نہیں ہے، پس فیصلہ پنچان جو متعلق حق حضانت والدہ کے ہوا، صحیح موافق شریعت کے ہے، اور عبارات کتب معتبرہ مع ترجمہ خود فیصلہ پنچان میں درج ہیں، اور کسی عبارت کے لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

صورت مسئولہ میں حق پرورش دادی کو ہے

(سوال ۱۲۶۱)ہندہ مر گئی اور اس کے چار بچے ہیں ہر بچہ سات برس سے کم ہے، ان بچوں کے نانا اور دادا اور دادی وخالہ اور پھوپھی وباپ موجود ہیں، اس صورت میں کون ان بچوں کو رکھ سکتا ہے؟

(الجواب)حق حضانت دادی کو ہے(۵)اور ولایت نکاح باپ کو ہے۔(۶)

پرورش کی کیا مدت ہے اور اس کے بعد کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۲۶۲)پرورش کرنے کی مدت کتنی ہے؟ اور کتنی مدت کے بعد والد اپنے لڑکے بچے کو لے سکتا ہے۔

(الجواب)حق پرورش لڑکے میں سات سال ہے اور لڑکی میں حیض آنے تک، بعد مدت مذکورہ والد اپنے بچوں کو

---

(۱)عالمگیری مصری باب الحضانة ج۱ ص ۵٤۲ .ط.ماجدیه ج۱ ص ۵٤۲. ظفير.
(۲)الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الحضانة ج۲ ص ۸۷۷ .ط.س.ج۳ص ۵٦۲......۵٦۳. ظفير.
(۳)ایضا ج ۲ ص ۸۷۱ .ط.س.ج۳ص ۵٦٦ ظفير. (٤)الحضانة تثبت للام ولو بعد الفرقة الخ ثم اى بعد الام بان ماتت الخ ام الام ثم ام الاب الخ والام والجدة احق بها اى بالصغيرة حتى تحيض اى تبلغ في ظاهر الرواية الخ وغيرهما حق بها حتى تشتهى وقدر بتسع وبه يفتى وعن محمد ان الحكم فى الام والجدة كذالك وبه يفتى (ايضا ج ۲ ص ۸۸۱)ظفير.
(۵)ثم اى بعد الام الخ ام الام الخ ثم ام الاب وان علت (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الحضانة ج ۲ ص ۸۷۷ .ط.س.ج۳ص ۵٦۲......۵٦۳)ظفير.(٦)الولى فى النكاح العصبة بنفسه بلا توسط انثى على ترتيب الارث والحجب (ايضا باب الولى ج ۲ ص ٤۲۷ .ط.س.ج۳ص ۷٦) ظفير.

لے سکتا ہے ، والحاضنة احق بالغلام حتی یستغی عن النساء وقدر بسبع وبه یفتی وبالصغیرة حتی تحیض فی ظاهر الروایة۔(۱) در مختار۔

ماں جب فاجرہ ہو تو اس کو حق پرورش حاصل نہیں رہتا

(سوال ۱۲۶۳) میرا بھائی چھ سال ہوئے انتقال کر گیا، اور اس نے اپنی دختر کو جس کی عمر چار سال کی تھی اپنے بڑے بھائی اور چھوٹی بہن کے سپرد کر گیا، ڈیڑھ سال ہوا کہ بڑا بھائی بھی فوت ہو گیا، بعد ازاں لڑکی میری چھوٹی بہن کی سپردگی میں رہی اس وقت لڑکی میرے پاس ہے جس کی عمر دس برس کی ہو چکی ہے، میری بھاوج یعنی لڑکی کی والدہ کے ایک لڑکا فعل حرام سے تولید ہوا، اس صورت میں لڑکی کی پھوپھی لڑکی کی ولی ہو سکتی ہے یا نہیں ؟

(الجواب) در مختار میں ہے کہ اگر ماں مرتدہ ہو جاوے یا زانیہ ہو یا غیر مامون ہو تو اس کا حق پرورش ساقط ہو جاتا ہے اور اس کے بعد جس کا حق ہے اس کے پاس بچہ رہے گا، پس اس صورت میں جب کہ پھوپھی کے سوا ماں کے بعد اور کوئی حق دار نہیں تو پھر پھوپھی کو حق پرورش ثابت ہو جاوے گا لڑکی کے بالغہ ہونے تک پھوپھی اس کو رکھ سکتی ہے ، اور جب لڑکی بالغہ ہو جاوے تو اس کی اجازت سے پھوپھی اس کا نکاح بھی کر سکتی ہے در مختار میں ہے الا ان تکون مرتدة او فاجرة فجوراً یضیع الو لد به کزنا الخ او غیر ما مونة الخ۔(۲) فقط۔

حق پرورش کی ترتیب

(سوال ۱۲۶٤) نابالغہ کی پرورش کا حق ماں کے بعد اول نانی کو ہے یا بہن کو، اور ولایت نکاح میں کس کا درجہ مقدم ہے۔

(الجواب) ثم ای بعد الام الخ ام الام الخ ثم ام الاب الخ ثم الاخت درمختار۔(۳) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ حق پرورش نابالغہ میں ماں کے بعد نانی کا حق بہن سے مقدم ہے اور ولایت نکاح نابالغہ میں بھی نانی مقدم ہے بہن سے۔ و اولا هم الام ثم الجدة ثم الاخت لاب وام الخ شامی ۔(۴) باب الولی۔ فقط۔

جیسا بھی ماحول ہو ماں کے بعد نانی کو حق پرورش ہے

(سوال ۱۲۶۵) میرا لڑکا عبدالقادر جس کی عمر ۳ ½ سال ہے، کچھ عرصہ چار ماہ ہوا، اس کی والدہ انتقال کر گئی، وہ اپنے نانا، نانی کے یہاں مقیم ہے جہاں پر اس کی تربیت اسلام کے خلاف گالی گلوج اور لغویات سنے ہو رہی ہے ، لیکن اس کے نانا، نانی اس کو میرے پاس آنے نہیں دیتے تو ازروئے شریعت اس کو وہاں اسی حالت میں رہنے دیا جاوے یا تربیت اسلام کے واسطے کوشش کر کے ان سے لے لیا جاوے۔

(الجواب) آپ کے لڑکے عبدالقادر سلمہ کی والدہ چونکہ انتقال کر گئی ہے تو بحالت موجودہ ان کی پرورش کا حق اس کی نانی کو ہے، سات برس تک وہ رکھ سکتی ہے، اس کے بعد آپ لے سکتے ہیں اور اپنے پاس رکھ کر ہر قسم کی تعلیم شروع کرا سکتے ہیں، یہ عمر ایسی ہے کہ اگر کچھ وہاں کی صحبت سے لڑکے میں جو برے اثرات کچھ پیدا بھی ہوں گے تو

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الحضانة ج ۲ص ۸۸۱ . ط.س. ج۳ص۵٦٦ ١٢. ظفیر. (۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ثبوت النسب ج ۲ ص ۸۷۲. ط.س. ج۳ص۵۵٦ ١٢. ظفیر . (۳) ایضاً ج ۲ ص ۸۸۱. ط.س. ج۳ص ۵٦۲...... ۵٦۳ ١٢. ظفیر. (٤) ردالمحتار باب الولی ج ۲ ص ٤۲۹. ط.س. ج۳ص ۷۸. ظفیر.

ان اثرات کا ازالہ جلد ہو سکتا ہے، هكذا في كتب الفقه (۱) فقط۔

نو سال کے بعد لڑکا کو باپ اس کی ماں سے لے سکتا ہے

(سوال ۱۲۶۶) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو طلاق دی اس کے ایک لڑکا صغر سن تھا جس کی عمر سات سال سے کم تھی، کچھ عرصہ کے بعد عورت نے نکاح ثانی کر لیا بچہ کے غیر محرم سے اور بچہ کی عمر بھی نو سال کی ہوگئی تو عورت سے بچہ کا مطالبہ اس کے باپ نے کیا، لیکن اس کی ماں دینا نہیں چاہتی، اس صورت میں باپ کی موجودگی میں کوئی دوسرا اولی ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) لڑکے کی پرورش کا حق والدہ وغیرہ کو سات برس کی عمر تک رہتا ہے، اس کے بعد اس کو کچھ حق نہیں رہتا کما في الدر المختار والحاضنة اما اوغيرها احق به اى بالغلام حتىٰ يستغنى عن النساء وقدر بسبع وبه يفتي، (۲) اور نیز والدہ کا حق پرورش بچہ کے غیر محرم سے نکاح کر لینے سے ساقط ہو جاتا ہے، والحاضنة يسقط حقها بنكاح غير محرمه الخ در مختار۔ (۳) لہذا اس صورت میں کسی طرح والدہ، نانا، نانی وغیرہم کو اس لڑکے کے روکنے کا کچھ حق نہیں ہے، باپ اس کو لے سکتا ہے اور باپ اس کا ہر طرح حق دار ہے، اور باپ کی موجودگی میں دوسرا کوئی ولی اقرب اس لڑکے کا نہیں ہے۔

والدہ کے بعد حق پرورش نانی کو سات سال کی عمر تک ہے

(سوال ۱۲۶۷) میری زوجہ ثانی کا انتقال ہو گیا ہے، ایک بچہ جس کی عمر تقریباً پانچ سال ہے، اپنے نانا کے پاس ہے، ان کو بھوپال روانہ کرنے میں اصرار ہے یا میرے مقابلے میں اس کا ولی نانا یا ماموں ہو سکتا ہے؟

(الجواب) اس لڑکے نابالغ کے مال اور نکاح کی ولایت آپ کو ہے، اور حق پرورش سات برس کی عمر تک والدہ کے بعد اول نانی کو اس کے بعد دادی کو اس کے بعد بہنوں کو ہے، پس اگر نانی بچہ کی موجود ہے اور وہ اس کو اپنی پرورش میں رکھنا چاہتی ہے تو آپ سات برس کی عمر ہونے پر اس کو لے سکتے ہیں، اور اگر نانی بچہ کی موجود نہیں ہے تو حق پرورش بچہ مذکور کا اس کی دادی اور بہنوں کو ہے۔ (۴) ان کی حضانت میں نانا اور ماموں کو حق پرورش نہیں ہے بلکہ نانا اور ماموں کا درجہ حق پرورش میں باپ وغیرہ کے عصبات کے بعد ہے اور پرورش کرنے والی لڑکے کو آپ کی اجازت سے بھوپال لے جا سکتی ہے۔

---

(۱) ثم اى بعد الام بان ماتت الخ ام الام الخ والحاضنة اما او غيرها احق به اى بالغلام حتى يستغنى عن النساء وقدر بسبع وبه يفتى (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الحضانة ج۲ ص ۸۷۷ و ج ۲ ص ۸۸۱. ط.س. ج۳ ص ۵۶۲ ...... ۵۶۳) ظفير.

(۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الحضانة ج۲ ص ۸۸۱. ط.س. ج۳ص ۵۶۶. ۱۲ ظفير.

(۳) ايضاً ج۲ ص ۸۸۰. ط.س. ج۳ص ۵۶۵. ۱۲ ظفير.

(٤) ثم اى بعد الام بان ماتت الخ ام الام الخ ثم ام الاب الخ ثم الا خت لاب وام ثم لام الخ والحاضنة اما او غيرها احق به اى بالغلام حتى يستغنى عن النساء وقدر بسبع وبه يفتى (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الحضانة ج ۲ ص ۸۷۷ و ج۲ ص ۸۸۱. ط.س. ج۳ص ۵۶۲...... ۵۶۳) ظفير.

باب ہشدہم
نان و نفقہ سے متعلق احکام و مسائل

شوہر کے خلاف مرضی جب بیوی میکے چلی جائے تو حق نفقہ نہیں رہتا

(سوال ۱۲۶۸)ایک عورت کے پیٹ میں لڑکا مر گیا، ڈاکٹر سے نکلوا لیا گیا جس کے صدمہ سے دونوں مقام ایک ہو گئے، مرد کے کام کی نہیں رہی، اس نے دوسرا نکاح کیا، یہ اس دوسری عورت سے بھی لڑی اور تنگ کیا، پھر اپنا اور اس دوسری عورت کا کل زیور لے کر اپنے باپ کے مکان میں چلی گئی اور اس سے انکار کرتی ہے کہ میں نہیں لائی۔ اب شوہر کو یہ خیال ہے کہ اگر طلاق دوں تو کوئی شخص اس سے نکاح نہیں کرے گا، یہ خیال ہے کہ اس کو اس کے باپ کے گھر خرچ دے دیا کرے۔

(الجواب) جب کہ وہ عورت شوہر کے گھر سے خلاف مرضی شوہر کے اپنے باپ کے گھر چلی گئی، نفقہ اس کا ساقط ہو گیا، اگر وہاں رہتے ہوئے شوہر اس کو نفقہ نہ دے گا تو گنہگار نہیں ہے اور اگر دے دے تو یہ شوہر کا تبرع اور احسان ہے گناہ کچھ نہیں۔(۱) فقط۔

گذشتہ سالوں کے اخراجات کی ادائیگی شوہر پر واجب نہیں

(سوال ۱۲۶۹)زید اپنی زوجہ کو سسرال میں رکھتا تھا اور کل خرچہ اس کا اس کے والدین اٹھاتے تھے، زید نے کبھی کچھ نہیں دیا، اب اس کے والدین اس سے خرچہ لے سکتے ہیں یا نہیں؟

(جواب) مذکورہ بالا اخراجات جو زوجہ زید کے والدین نے اپنی لڑکی پر صرف کئے ان کے مطالبہ کا حق اس کے والدین کو نہیں ہے۔ قال فی الدر المختار و النفقة لایصیر دیناً الا بالقضاء او الرضاء الخ۔(۲)

شوہر نفقہ بند کردے تو کیا کیا جائے؟

(سوال ۱۲۷۰)خاوند بسبب ناراضگی کے بیوی کا نفقہ بند کردے تو کیا کرنا چاہئے؟

(الجواب) شریعت میں اس کا علاج یہ ہے کہ شوہر کو مجبور کیا جاوے کہ نان و نفقہ دیوے یا طلاق دیوے۔(۳) فقط۔

بیویوں کا حق مکان ہے، بہتر ہونا ضروری نہیں

(سوال ۱۲۷۱)ایک شخص کی دو بیبیاں ہیں اور ہر ایک بیوی کو ایک مکان علیحدہ علیحدہ دیا، اب عرصہ کے بعد ایک بیوی مکان بدلنا چاہتی ہے، کیونکہ ایک کے پاس کڑی چھت کا ہے، اور دوسری کے پاس کھپریل کا ہے۔ اب آیا زوج کو مکان کا بدل دینا ضروری ہے یا نہیں؟ اور اگر نہ بدلے تو کچھ گناہ تو نہیں؟

(الجواب) اس میں زوج پر کچھ گناہ نہیں ہے، حق سکونت ہر دو زوجہ کا ادا ہو گیا، اور اب دوسری زوجہ کو بدلنے کا کچھ نہیں۔(۴)

---

(۱) ولا نفقة لا حد عشر الی ان قال وخارجة من بیته بغیر حق وهی الناشرة حتی تعود (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب النفقه ج ۲ ص ۸۹۰ ط.س. ج۳ص ۵۷۵ ...... ۵۷۶)ظفیر. (۲) ایضاً ج ۲ ص ۹۰۶ ط.س. ج۳ص ۵۹۵. ۱۲ ظفیر. (۳) ویجب (الطلاق) لو فات الا مساك بالمعروف (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الطلاق ج۲ ص ۵۷۲ ط.س. ج۳ص ۲۲۹ ظفیر.

(٤) وعلی الزوج ان یسکنها فی دار مفردة لیس فیها احد من اهله (هدایه باب النفقة ج۲ ص ٤۲۱)ظفیر.

خسر سے عدت کے نفقہ کا مطالبہ درست نہیں

(سوال ۱۲۷۲)(م) شوہر (ز) اپنی زندگی میں اپنے باپ کے ساتھ اکٹھا رہتا تھا، اب بعد انتقال (م) کے (ز) اپنے خسر سے اپنے زمانہ عدت کے نفقہ اور مہر کا مطالبہ کر سکتی ہے یا نہیں؟ نیز بعد وفات (م)(ز) کے لڑکا پیدا ہوا، اور پندرہ ماہ زندہ رہ کر فوت ہو گیا، اس کا پندرہ ماہ کا خرچہ لے سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) منکوحہ (م) کی اپنے خسر سے مطالبہ نفقہ عدت وغیرہ کا نہیں کر سکتی،(۱) اگر (م) نے کچھ ترکہ مملوکہ اپنا چھوڑا ہے تو مہر اپنا اس ترکہ شوہری میں لے سکتی ہے اور حصہ میراث اپنا اور اپنے پسر کی طرف سے جو اس کو پہنچا وہ لے سکتی ہے،

شوہر بیوی کو نکال دے تو اس کا نفقہ اس پر واجب ہے

(سوال ۱۲۷۳) اگر شوہر زوجہ را از خانہ خود بدر کند و طلب نہ نماید، نفقہ اش بذمہ شوہر واجب است یا نہ؟ و اگر زوجہ بسبب عدم ادائے حقوق طلاق طلب کند عاصی ہست یا نہ؟

(الجواب) اگر شوہر زوجہ را از خانہ خود بدر کند و طلب نماید نفقہ اش بذمہ شوہر واجب است زوجہ نالش کردہ بگیرد (۲) و اگر بسبب عدم ادائے حقوق زوجہ طلاق طلب کند عاصی نیست و بر شوہر واجب است کہ در صورت عدم ادائے حقوق او طلاق بدہد۔(۳) فقط۔

نفقہ اور سامان جہیز کا حکم

(سوال ۱۲۷٤) زید نے ہندہ زوجہ خود کو بوجہ تنہائی کے چھ برس سے اپنی خوشی سے اس کے میکے میں چھوڑ آیا، اور ایک ماہ کا نان نفقہ دے کر کہا کہ آئندہ اسی طرح دیتا رہوں گا، مگر بعد اس کے اس نے کچھ نہیں دیا اور اب اس نے طلاق دے دی تو اب ہندہ اپنا مہر اور نان نفقہ میکے میں رہنے کی مدت کا اور بعد اس کے زمانہ عدت کا نان نفقہ اور سامان جہیز وغیرہ جو اس کے والدین نے دیا تھا پانے کی مستحق ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں ہندہ اپنا مہر اور نفقہ والدین کے گھر رہنے کی مدت کا اور نفقہ عدت کا لینے کی مستحق ہے، شوہر سے مطالبہ اس کے لینے کا کر سکتی ہے،(۴) اور سامان جہیز جو اس کو والدین سے ملا ہے وہ اس کی ملک ہے اس کو بھی لے سکتی ہے هكذا في كتب الفقه۔(۵)

---

(۱) النفقة واجبة للزوجة على زوجها مسلمة كانت اوكافرة اذاسلمت نفسها الى منزله فعليه نفقتها وكسو تها وسكنا ها (ايضاً ج ۲ ص ٤١۷) ظفير.

(۲) تجب للزوجة على زوجها (النفقه) الى قوله ولو هى فى بيت ابيهما اذا لم يطالبها الزوج بالنقلة به يفتى وكذا اذا طالبها ولم تمتع اوا متغت للمهر (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب النفقه ج۲ ص ۸۸٦ .ط.س. ج۳ص ۵۷۲) ظفير.

(۳) ويجب (الطلاق) لو فات الا مساك بالمعروف (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۲ .ط.س. ج۳ص ۲۲۹) ظفير.

(٤) فتجب للزوجة على زوجها (الى قوله) ولو هى فى بيت ابيها اذا لم يطا لبها الزوج بالنقلة به يفتى (در مختار) فتجب النفقة من حين العقد الصحيح وان لم تنتقل الى منزل الزوج اذا لم يطالبها (ردالمحتار ج۲ ص ۸۸۹ .ط.س. ج۳ص ۵۷۲) ظفير.

(۵) وجهزا بنته بجهاز وسلمها ذلك ماليس له الا سترد اد منها ولا لورثته بعده الخ (الدر المختار على ها مش ردالمحتار ج۲ ص ۵۰۳ .ط.س. ج۳ص ۱۵۵) ظفير.

زوجہ متوفی عنہا کی عدت کا نفقہ

(سوال ۱۲۷۵) زوجہ پسر متوفی کی عدت میں ہے، اس کی عدت کے اخراجات کس کے ذمہ ہیں؟ کیا شوہر کے باپ کے ذمہ ہے؟ اگر شوہر کا پدر کچھ زوجہ کے صرف میں خرچ کرے تو زوجہ کے حقوق میں سے مجرا کر سکتا ہے یا نہ؟

(الجواب) کسی کے ذمہ نہیں ہیں، کیونکہ شوہر تو مر گیا اس کے ذمہ نفقہ عدت کا نہیں ہے اور شوہر کے باپ کے ذمہ یہ اخراجات نہیں ہیں، پدر جو کچھ خرچ کرے وہ تبرع ہے مجرا نہیں کر سکتا۔(۱)

مرنے والے کے لڑکے کا ولی کون ہے؟

(سوال ۱۲۷۶) پسر متوفی نے ایک پسر جس کی عمر چھ سال کی ہے چھوڑا، اس کا ولی کون ہے، اور حق پرورش کس کو حاصل ہے؟

(الجواب) ولی اس بچہ کا اس کا دادا ہے اور حق پرورش اس کی والدہ کو ہے۔(۲)

زید نے نان نفقہ کی ضمانت لی تو نفقہ کی اس سے مستحق ہے یا نہیں

(سوال ۱۲۷۷) زید نے بکر کے فرزند کے ساتھ عمر کی دختر کا نکاح اس معاہدہ پر کرلیا کہ تم اپنی لڑکی کا نکاح اس لڑکے کے ساتھ کردو، اور کسی بات کا اندیشہ نہ کرو، میں اس کے نان نفقہ و مہر کا ذمہ دار ہوں، اب لڑکا اپنی زوجہ کو عمر کے گھر چھوڑ گیا ہے اور نان نفقہ نہیں دیتا اور نہ بلاتا ہے، اس صورت میں زید سے جو ضامن ہے نفقہ و مہر کا دعویٰ ہو سکتا ہے یا نہ؟

(الجواب) زید ضامن سے نفقہ اور مہر کا مطالبہ شرعاً ہو سکتا ہے، **ولا یطالب الا ب بمهر ابنه الصغیر الفقیر الا اذاضمنه علی المعتمد کما فی النفقة الخ** (۳) **وفی الشامی اداء ضمان الولی الکبیر منهما فظا هر لانه کالا جنبی الخ شامی۔**

زوجہ مطلقہ ثلثہ کا نفقہ شوہر کے ذمہ واجب ہے

(سوال ۱۲۷۸) زوجہ مطلقہ ثلثہ کی عدت کا نفقہ شوہر کے ذمہ واجب ہے یا نہ؟

(الجواب) واجب ہے۔(۴) فقط۔

اولاد کی پرورش اور شادی باپ کے ذمہ ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۲۷۹) اولاد کی شادی و پرورش اور تعلیم باپ کے ذمہ ضروری ہے یا نہ؟ خصوصاً جب کہ اولاد کے پاس مال نہ ہو۔

(الجواب) باپ کے ذمہ اولاد کا نفقہ اس وقت ہے کہ اولاد کے پاس مال نہ ہو، اگر اولاد کے پاس مال ہو تو اولاد کے

---

(۱) ولا نفقة للمتوفی عنها زوجها (هداية ج ۲ ص ۴۲۲) ظفیر. (۲) واذا وقعت الفرقة بین الزوجین فالام احق بالولد (هدایه ج ۲ ص ۴۱۳) ظفیر. (۳) الدر المختار باب المهر ج ۲ ص ۴۹۱ علی هامش ردالمحتار. ط.س. ج۳ ص ۱۴۱. ظفیر. (۴) واذا طلق الرجل امرأته فلها النفقة والسکنی فی عدتها رجعیا کان او بائناً (الی قوله) سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول للمطلقة الثلث النفقة والسکنی ما دا مت فی العدة (هدایه ج ۲ ص ۴۲۱) ظفیر.

مال میں سے ان پر خرچ کرے۔(۱)

مطلقہ کی عدت اور اس کا نفقہ

(سوال ۱۲۸۰) معتدہ طلاق مستحق نفقہ از شوہر خود است یا نہ ؟ وعدت معتدہ طلاق کی جوان باشد حیض است، اگر تا سہ چہار سال می گوید کہ ہنوز سہ حیض از من از وقت طلاق منقضی نہ شدہ اند قول وے را اعتماد کردہ شود یا نہ ؟ و نفقہ مدت مذکورہ بر شوہر لازم است یا نہ ؟

(الجواب) وتجب لمطلقة الرجعي والبائن النفقة الخ ولوادعت امتداد الطهر فلها النفقة الخ۔(۲) پس معلوم شد کہ نفقہ مطلقہ تا انقضائے عدت واجب است و در امتداد طہر قول مطلقہ معتبر است الا ان يقيم الزوج البينة على اقرارها بانقضاء العدة او تبلغ هي سن الاياس بعدثلثة اشهر كذافي الشامي.

صغیر کا نفقہ

(سوال ۱۲۸۱) نفقہ صغیر کہ بعمر دو سال است از پدر گرفتہ شود یا نہ ؟ و مدت حضانت چیست ؟

(الجواب) نفقہ صغیرہ بذمہ پدر است، حسب عرف نفقہ از پدر گرفتہ شود و تا ہفت سال نزد حاضنہ، ام یا ام الام یا غیر اوشاں بماند۔(۳) فقط۔

مطلقہ کی عدت کا نفقہ بذمہ شوہر

(سوال ۱۲۸۲) عورت حاملہ ہے بعد بچہ پیدا ہونے کے اس کا نان و نفقہ شوہر پر واجب ہوگا یا نہ ؟

(الجواب) مطلقہ کا نفقہ عدت میں شوہر پر لازم ہے اور بچہ پیدا ہونے پر بچہ کا نفقہ باپ کے ذمہ لازم ہے۔(۴)

بیوی شوہر کے ساتھ سفر میں جانے سے انکار کرے تو نفقہ کا کیا حکم ہے ؟

(سوال ۱۲۸۳) زوجہ اپنے شوہر کے ہمراہ جانے سے سفر میں انکار کرتی ہے اگر شوہر نفقہ بند کر دے تو کیا حکم ہے ؟

(الجواب) در مختار میں ہے او ابت الذهاب اليه او السفر معه اومع اجنبى بعثه ما ينقلها فلها النفقه۔(۵) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں عورت کا نفقہ شوہر کے ذمہ لازم ہے، نفقہ نہ دینے میں شوہر گنہگار ہوگا۔

---

(۱) وتجب النفقة بانوا عها على الحر لطفله يعم الا نثى الجمع الفقير الحر فان النفقة المملوك على مالكه والغنى فى ماله الحاضر (در مختار) الفقير اى ان لم يبلغ حد الكسب الخ (ردالمحتار باب النفقه مطلب الصغير والمكتسب نفقة فى كسبه ج ۲ ص ۹۲۳ .ط.س. ج۳ص ۶۱۲)ظفير.

(۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب النفقة ج۲ ص ۹۲۱ .ط.س. ج۳ص۶۰۹. ظفير.

(۳) وتجب النفقة بانواعها على الحر لطفله يعم الا نثى والجمع (الدّر المختار على هامش ردالمحتار باب النفقه ج ۲ص ۹۲۳) والام والجدة احق بالغلام (الىٰ قوله) والخصّاف قدر الا ستغناء بسبع سنين اعتبار اللغالب (هدايه ج۲ ص ۴۱۴ .ط.س. ج۳ص ۶۱۲) ظفير. (۴) اذا طلق الرجل امرأته فلها النفقة والسكنى فى عد تها رجعيا كان او بائنا(هدايه ج ۲ ص ۴۲۱)ونفقة الا ولاد الصغار على الاب لا يشاركه فيها احد الخ (هدايه ج ۲ ص ۴۲۳)ظفير.

(۵) الدر المختار باب النفقه ج۱ ص ۲۶۷ .ط.س. ج۳ص ۵۹۴.۱۲ ظفير.

زوجہ کا حق بسلسلہ سکنیٰ

(سوال ۱۲۸۴) زید نے زر دین مہر کل معجّل اپنی زوجہ کو ادا کر دیا، مسماۃ ہندہ حقوق زوجیت ادا نہیں کرتی اور بخانہ شوہر کے بھی آنے سے انکار کرتی ہے، اس صورت میں زید مسماۃ ہندہ زوجہ خود کو بخانہ اپنے سکونت پذیر کر کے حقوق زوجیت ادا کرنے کا شرعاً مستحق ہے یا نہیں؟

(الجواب) زید کو بے شک یہ حق ہے کہ اپنی زوجہ کو علیٰحدہ مکان میں رکھے اور زوجہ کے ذمہ اس کی اطاعت اور ادائے حق شوہری لازم ہے،(۱) ورنہ وہ عورت ناشزہ اور نافرمان ہے، فقہاء یہ لکھتے ہیں کہ اگر زوجہ بے وجہ شوہر کے گھر نہ جاوے تو نفقہ اس کا بذمہ شوہر نہیں رہتا۔(۲)

بلاوجہ شوہر کے مکان میں عورت نہ جائے تو وہ شرعاً نافرمان ہے

(سوال ۱۲۸۵) ایک شخص بہ ثبت اقرار نامہ بدیں الفاظ اپنی شادی کراتا ہے کہ میں اپنے خسر کے ہمراہ رہوں گا، اگر کسی قسم کی ناچاقی ہو جاوے تو مکان اسی محلّہ میں کرایہ پر لے کر رہوں گا، اس شادی کو تین سال ہو گئے، ایک لڑکا بھی بعمر دو سال موجود ہے اب داماد اور خسر میں ایسا تنازعہ ہو گیا کہ نبھاؤ مشکل ہے، اس غرض سے داماد گھر چھوڑنے پر مجبور ہوا اور آئندہ اس محلّہ میں رہنا نہیں چاہتا، دوسرے محلّہ میں مکان کرایہ پر لیا ہے، لڑکی اس مکان میں جانے سے انکار کرتی ہے، اس صورت میں لڑکی خاوند سے نان نفقہ پانے کی مستحق ہو سکتی ہے یا نہ اور لڑکا اپنی ماں کے ہمراہ ہے۔

(الجواب) اگر عورت اس مکان میں شوہر کے ساتھ بلاوجہ نہ جاوے گی، تو ناشزہ ہوگی اور شوہر سے نفقہ پانے کی مستحق نہ ہوگی هكذا في الدر المختار (۳) وغیرہ، اور لڑکا ماں کے پاس ہی رہے گا۔(۴)

بچہ اور بیوی کا نفقہ شوہر کے ذمہ لازم ہے

(سوال ۱۲۸۶) زید نے اپنی زوجہ ہندہ کا مہر ادا کر دیا اور ہندہ کو اس کے والدین کے یہاں پہنچا دیا، ہندہ کے ہمراہ ایک چھوٹا بچہ ہے، زید نہ اس کی پرورش کرتا ہے اور نہ ہندہ کو نان نفقہ دیتا ہے، کوئی حق زوجیت ادا نہیں کرتا اور گھر رکھنے سے انکار کرتا ہے اور طلاق بھی نہیں دیتا اس صورت میں ہندہ کے گذر اوقات کی کیا صورت ہو سکتی ہے؟۔

(الجواب) نالش کر کے شوہر سے نان و نفقہ مقرر کرائے یا وہ طلاق دے گا یا نفقہ دے گا، شریعت کا یہ حکم ہے کہ

---

(۱) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا الرجل دعا زوجته لحا جة فلتاته وان كانت على التنور (مشكوة ص ۲۸۱) ظفير.

(۲) لانفقة لا حد عشر مرتدة الخ وخارجة من بيته بغير حق وهى الناشزة حتى تعود (الدر المختار على هامش ردالمحتار ج۲ ص ۸۸٦. ط.س. ج۳ص ۵۷۵) ظفير.

(۳) لانفقه خارجة من بيته بغيرحق وهى الناشرة مختصرا (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب النفقه ج ۲ ص ۸۸۹. ط.س. ج۳ص ۵۷٦) ظفير.

(٤) تربية الولد تثبت للام النسبية ولو بعد الفرقة الا ان تكون مرتدة او فاجرة الخ او متزوجة بغير محرم الصغير (ايضا باب الحضانة ج۲ ص ۸۷۱. ط.س. ج۳ص ۵۵۵...... ۵۵٦) ظفير.

حاکم شوہر سے زبردستی نفقہ دلوائے۔(۱)

عدت کے ایام میں جب عورت شوہر کے گھر سے بلاوجہ نکل جائے تو مستحق نفقہ عدت نہیں

(سوال ۱۲۸۷) زوجہ بعد وفات شوہر چوتھے روز مکان اپنے شوہر کا جہاں شوہر فوت ہوا تھا چھوڑ کر اپنے بھائیوں کے یہاں چلی گئی اور ایام عدت مکان شوہر میں نہیں گذارے، ایسی حالت میں شوہر کے ترکہ سے اس کو نان و نفقہ کا استحقاق تا اختتام عدت حاصل ہو گا یا نہیں۔

(الجواب) بعد وفات شوہر عورت کا نفقہ شوہر کے ذمہ نہیں ہے وہ نکلے یا نہ نکلے، پس شوہر کے ترکہ میں سے عدت کا نفقہ عورت کو نہ ملے گا، فی الدر المختار لا تجب بانواعها لمعتدة موت الخ ۔(۲)

والدین کا نفقہ اولاد کے ذمہ

(سوال ۱۲۸۸) زید کے دو لڑکے ہیں زید اپنے لڑکوں سے کہتا ہے کہ تم اپنی کمائی میں سے میرا حصہ جدا کر دو، شرعاً زید اور اس کی بیوی ضعیف و نادار ہیں، بیٹوں کے مال میں سے کچھ حصہ زید و اس کی زوجہ کا ہے یا نہیں؟ لڑکے کہتے ہیں کہ ہم نے اپنی قوت بازو سے کمایا ہے، آپ کا ہماری کمائی میں کچھ حصہ نہیں، کیا حکم ہے؟

(الجواب) ماں باپ کا جب کہ محتاج و ضعیف و نادار ہوں، ان کا نفقہ اولاد کے ذمہ واجب ہے، پس دونوں کے ذمہ ماں باپ کا خرچ لازم ہے بقدر حاجت پوشاک و خوراک کے لئے ان کو دیویں، اور کوئی حصہ علاوہ نفقہ کے لازم نہیں ہے، وتجب علی موسر الخ النفقة لاصوله الفقراء الخ ملخصادر مختار۔(۳)

جب تک نکاح باقی ہے بیوی کو نفقہ کا حق حاصل ہے

(سوال ۱۲۸۹) زید عرصہ چار سال سے افریقہ چلا گیا، اور اپنی منکوحہ عورت کو چھوڑ گیا تین سال تک اس نے اپنی منکوحہ کی خبر تک نہ لی، ناچار بمعرفت وکیل نان نفقہ کے لئے نوٹس دیا تو اس نے دو سو روپیہ بھیج دیا، اب سنا جاتا ہے کہ وہ اس جگہ خمر خواری میں مشغول ہے اور کوئی عورت بھی بغیر نکاح کے رکھی ہوئی ہے اور وہ کہتا ہے کہ میں نے وطن کو کبھی جانا ہی نہیں، اور نہ وہ اب خرچ دیتا ہے نہ آباد کرتا ہے نہ چھوڑتا ہے، ایسی صورت میں عورت کو کیا کرنا چاہئے؟

(الجواب) اقول وباللہ التوفیق مذہب حنفیہ اس بارہ میں یہ ہے کہ بدون طلاق دینے شوہر کے اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج نہ ہو گی، نفقہ کے لئے حکام کی طرف رجوع کرے اور حکام شوہر کو مجبور کریں کہ عورت کی خبر گیری کرے اور نفقہ دے ورنہ طلاق دے دے خود حاکم تفریق نہیں کرا سکتا، قال فی الدرالمختار ولا یفرق بینهما بعجزه عنها بانواعها الثلاثة ولا بعدم ایفائه لو غائباً حقها ولو موسراً وجوزه الشافعی

---

(۱) فتجب للزوجة بنكاح صحيح الخ على زوجها الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب النفقه ج۲ ص ۸۸۶ ط.س. ج۳ص۵۷۲) ویجب (الطلاق) لوفات الا مساك بالمعروف (ایضا كتاب لطلاق ج۲ ص۵۷۲ ط.س. ج۳ص۲۲۹) ظفیر. (۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب النفقه مطلب فی نفقة المطلقة ط.س ج۳ص۶۱۰ .۱۲ ظفیر. (۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب النفقه ج ۲ ص ۹۳۱ ط.س. ج۳ص۶۱۲ ۱۲ ظفیر.

باعسار الزوج وبتقررها بغيبة ولو قضى به حنفى لم ينفذ الخ والتحقيق فى الشامى۔(۱)

بیوی اپنے شوہر کو گھر میں آنے سے روکنے کا حق نہیں رکھتی

(سوال ۱۲۹۰)اگر زوجہ اپنے شوہر کو خدا کا واسطہ دے کر یہ کہے کہ تو میرے پاس مت آ، یا اس گھر میں مت آ، حالانکہ گھر اس کے شوہر کا ہو، تو ایسی حالت میں شرعاً کیا حکم ہے ؟

(الجواب)زوجہ کو یہ حق نہیں کہ وہ شوہر کو اس کے گھر میں آنے سے روکے اور منع کرے، اور نہ شوہر کو اس میں عورت کا کہنا ماننا ضروری ہے، عورت کو کچھ اختیار نہیں ہے کہ وہ خدا کا واسطہ دے کر ایسا کہے اور اس کو یہ کہنا درست نہیں ہے۔(۲)

نکاح کر کے خبر نہ لینا

(سوال ۱۲۹۱)ایک شخص نے نکاح کر کے پھر اپنی زوجہ کی خبر نہیں لی جس کو تین سال گذر گئے، اب کیا حکم ہے ؟

(الجواب)جب تک شوہر طلاق نہ دے گا، اس کی زوجہ پر طلاق واقع نہ ہو گی، بدون طلاق کے اور بدون گذرنے عدت کے دوسرا نکاح نہیں کر سکتی، چاہئے کہ نان نفقہ کا اس پر دعویٰ کیا جاوے یا اس سے طلاق لے لی جاوے۔(۳)

بعد ختم عدت مطلقہ کا نفقہ شوہر کے ذمہ نہیں

(سوال ۱۲۹۲)زید کی زوجہ نے بذریعہ نالش زید سے تاحیات اپنے نان نفقہ کی رجسٹری کرالی، پھر کچھ دنوں بعد زید نے زوجہ کو طلاق دے دی، اور اس کے ماں باپ کو بھی بذریعہ رجسٹری اطلاع دے دی، اب بعد انقضائے عدت زید نے زوجہ کو طلاق پوری دے دی، یعنی رجعت نہیں کی بلکہ بالکل نکال دی اور نان نفقہ بند کر دیا، اب زوجہ نے پھر نان نفقہ کی نالش کی ہے، اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ شریعت میں بعد طلاق وبعد انقضائے عدت نان نفقہ فرض ہے۔

(الجواب) نفقہ زوجہ کا بذمہ زوج حالت نکاح میں اور بعد طلاق عدت کے ختم تک لازم ہے، اس کے بعد نفقہ واجب نہیں رہتا، قال فى الدر المختار فتجب للزوجة على زوجها الخ وفيه ايضاً وتجب لمطلقة الرجعى والبائن والفرقة بلا معصية النفقة والسكنى الخ۔(۴)فقط۔

مطلقہ جب اپنے باپ کے گھر چلی جائے تو عدت کا نفقہ نہیں ہے

(سوال ۱۲۹۳)ایک شخص نے اپنی عورت کو تین دفعہ طلاق دے دی اور عورت اپنے خاوند کے گھر نہیں رہی اپنے والدین کے گھر پر چلی گئی، اب وہ عدت کا نفقہ طلب کرتی ہے، کیا وہ مستحق نفقہ کی ہے یا نہیں ؟

---

(۱)الدر المختار على هامش ردالمحتار باب العنين وغيره ج۲ ص ۹۰۳ .ط.س. ج۳ص ۵۹۰ صاحب "حيله ناجزه" حضرت تھانویؒ نے حالات سے مجبور ہو کر راستہ پیدا کیا ہے، تفصیل اس میں دیکھی جائے ۱۲والله اعلم۔ ظفیر۔(۲)قال رسول الله صلى الله عليه وسلم المرء ة اذا صلت خمسها وصامت شهرها واحصنت فرجها واطاعت بعلها فلتدخل من اى ابواب الجنة شاء ت رواه ابو نعيم فى الحليه (مشكوٰة باب عشرة النساء ص ۲۸۱) ظفير.(۳)اس شخص پر بھی واجب ہے کہ یا حقوق ادا کرے ورنہ طلاق دے دے، ويجب لو فات الا مساك بالمعروف (الدر المختار على هامش ردالمحتار كتاب الطلاق ج۲ ص ۵۷۲ .ط.س. ج۳ص۲۲۹) ظفير.(٤)ايضاً باب النفقه ج ۲ ص ۹۲۱ .ط.س. ج۳ص۵۷۲. ۱۲ظفير.

(الجواب) اگر عورت مطلقہ شوہر کے گھر سے چلی جاوے، اور عدت وہاں پوری نہ کرے تو نفقہ اس کا بذمہ شوہر لازم نہیں ہے۔ کذا فی الشامی۔(۱)

بغیر طلاق شوہر، بیوی کے جرم کی وجہ سے علیحدگی اختیار کرے تو بھی نفقہ واجب ہے

(سوال ۱۲۹۴) زید نے اپنی اہلیہ کو ایک شخص کے ساتھ مجامعت کرتے دیکھا اور زید نے اپنی منکوحہ سے کنارہ کشی اختیار کی اور نفقہ سے بھی دست بردار ہو گیا، جس کو عرصہ ایک سال کا ہوتا ہے، کیا ایسی صورت میں بھی زید کو مہر اور نفقہ دینا ہوگا، نیز بعد خلوت صحیحہ کیا کوئی ایسی صورت بھی ہے جو مہر مرد کے ذمہ سے ساقط ہو جاوے۔

(الجواب) اس صورت میں زید کے ذمہ مہر اور نفقہ لازم ہے، کیونکہ بعد خلوت صحیحہ کے مہر شوہر کے ذمہ لازم و مؤکد ہو جاتا ہے کما فی الدر المختار ویتا کد عندو طی او خلوة صحت الخ(۲) فقط۔

دوسری شادی سے خسر نہیں روک سکتا ہے اور نہ گھر بٹھا کر لڑکی کا نفقہ لے سکتا ہے

(سوال ۱۲۹۵) ایک شخص کی شادی ایک لڑکی سے ہوئی، تھوڑے عرصہ بعد کہ کسی قسم کا تعلق نہیں ہونے پایا کہ لڑکی ایک عارضہ میں مبتلا ہوئی کہ چہرہ بالکل مسخ ہو گیا دیکھنے سے بھی طبیعت کراہت کرتی ہے۔ ہر چند علاج کیا گیا لیکن کوئی افاقہ نہیں ہوا، لڑکے کے والدین چاہتے ہیں کہ لڑکے کی دوسری شادی کر دیں، لیکن لڑکی کے والدین کہتے ہیں کہ ہم دوسری شادی نہیں ہونے دیں گے جب تک کہ لڑکی کے خورد نوش کی ماہانہ رقم مقرر نہ کرو، اور وہ علیحدہ رہے گی، تمہارے یہاں نہیں جاوے گی لیکن رقم تم کو ادا کرنی ہوگی، اور لڑکے کے والدین نے صدہا مرتبہ لڑکی کو اپنے گھر بلایا وہ آنے سے انکار کرتی ہے، صورت مذکورہ میں لڑکی کے والدین کو نکاح شوہر سے مانع ہونے کا حق ہے یا نہیں، اور شوہر طلاق دے سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) زوجہ کے والدین کو شوہر کو دوسرے نکاح سے منع کرنے کا کوئی حق شرعاً نہیں ہے، اور صورت مسئولہ میں چونکہ شوہر کے والدین مجبوری و بضرورت اپنے پسر کی دوسری شادی کرنا چاہتے ہیں تو بحالت موجودہ ان کو دوسری شادی سے منع کرنا سخت ظلم اور معصیت ہے، اور ماہانہ زوجہ کا نفقہ مقرر کرانا باوجود یہ کہ زوجہ اپنے شوہر کے گھر نہیں جاتی اور وہاں نہیں رہتی یہ بھی خلاف حکم شرع ہے، نفقہ زوجہ کا اسی وقت لازم ہوتا ہے کہ وہ شوہر کے گھر جانے سے انکار نہ کرے، اور انکار کرنے کی صورت میں نفقہ ساقط ہو جاتا ہے کمافی الشامی قوله والا لا ای وان امکن نقلها الی بیت الزوج بمحفة ونحوها فلم تنتقل لا نفقة لها الخ شامی۔(۳) جلد ۲ باب النفقة، اور شوہر کو طلاق دینا بھی جائز ہے۔

بد چلن بیوی کا نفقہ

(سوال ۱۲۹۶) زید کی بیوی بد چلن ہے، اس لئے زید نے اس سے کنارہ کشی اختیار کی، زید کی بیوی کو جب تک

---

(۱) وتجب لمطلقة الرجعی والبائن النفقة والسکنی والکسوة (در مختار) وفی المجتبی نفقة العدة کنفقة النکاح وفی الذخیرة تسقط بالنشوز وتعود بالعود واطلق فشمل الحامل وغیرها والبائن بثلاث (ردالمحتار باب النفقة ج ۲ ص ۹۲۱. ط.س. ج۳ص۶۰۹) ظفیر. (۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المهر ج۲ ص ۴۵۴. ط.س. ج۳ص۱۰۲) ظفیر. (۳) ردالمحتار باب النفقه ج ۲ ص ۸۸۹. ط.س. ج۳ص۵۷۵. ۱۲ ظفیر.

طلاق نہیں دی گئی، نان و نفقہ کی حق دار ہے یا نہیں ؟

(الجواب) نفقہ کی حق دار ہے۔(۱)

شوہر کے خلاف ماں باپ کے یہاں رہ کر نفقہ کی مستحق نہیں

(سوال ۱۲۹۷) ایک عورت بلا رضا مندی شوہر اپنے والدین کے پاس رہ کر نان و نفقہ طلب کرتی ہے باوجود یہ کہ شوہر اس کو بلانے گیا اور وہ نہ آئی، آیا ایسی حالت میں وہ اپنا نان و نفقہ شرعاً پاسکتی ہے یا نہیں ؟

(الجواب) ایسی حالت میں عورت نان و نفقہ کی مستحق نہیں ہے جب تک وہ شوہر کے گھر نہ آوے گی اس کو نفقہ نہ ملے گا، البتہ اگر باجازت شوہر وہاں یعنی والدین کے گھر رہی یا کوئی وجہ شرعی اور عذر شرعی نہ آنے کا ہو تو اس وقت وہ نفقہ پاسکتی ہے۔(۲)

نافرمان بیوی کا نفقہ شوہر پر واجب نہیں

(سوال ۱۲۹۸) زید کے دو بیبیاں ہیں، پہلی بی بی سے آٹھ اولاد پانچ ذکور تین اناث، اور دوسری بی بی سے صرف ایک اولاد ذکور ہے، پہلی بی بی نہایت شریف و فادار خدمت گذار فرمانبردار خوش اخلاق و نیک نفس و نیک بخت ہے، اور دوسری بی بی سخت بد خلق و بد زبان، بے وفا، باغی و سرکش ہے جو اپنے شوہر کی برائی، بد نامی و بربادی کی ہمیشہ خواہاں و جویاں رہتی ہے، اور از وقت عقد تا ایندم شوہر کے ساتھ رہنے سے انکاری ہے، اگرچہ زید نے اس پر کبھی کسی قسم کی سختی وغیرہ نہیں کی، کیونکہ زید نہایت نیک نفس و نیک مزاج ہے، مگر وہ زوجہ اپنی اعزہ کی صلاح بد و نیز اپنی ذاتی و خلقی کج خلقی و سرکشی کی وجہ سے باوجود یہ کہ زید کی خواہش و فہمائش اور نصیحت و پند کی وہ اپنی سرکشی و نافرمانی سے باز نہیں آتی اور ساتھ نہیں رہتی تو ایسی صورت میں اس کا نان و نفقہ دینا زید پر واجب ہے یا نہ، اور کیا زید کو اس کا حق نہیں ہے کہ وہ اپنی اولاد اس سرکش و بے وفا زوجہ سے لے لے، اس معاملہ میں شرعاً کیا حکم ہے ؟

(الجواب) ایسی عورت نافرمان کا نفقہ جو کہ شوہر کے پاس نہ جاوے اور باوجود طلب شوہر کے جانے سے انکار کرے اور عدول حکمی شوہر کی کرے شوہر کے ذمہ سے ساقط ہے جیسا کہ در مختار میں ہے لا نفقة لا حد عشر مرتدة الخ وخارجة من بيته بغير حق وهي الناشزة حتى تعود الخ۔(۳) اور حق پرورش بچہ کا والدہ کو سات برس تک ہے، اب اگر وہ لڑکا سات برس کا پورا ہو گیا ہے تو اس کا باپ اس کو اسکی والدہ سے لے سکتا ہے،(۴) اور جب تک وہ لڑکا والدہ کے پاس رہے گا اس کا خرچہ باپ کو دینا ہو گا بشرطیکہ اس لڑکے کی ملک میں کچھ مال نہ ہو، اور اگر اس کے پاس مال ہے تو اس کے مال میں سے اس کا خرچ دیا جاوے گا(۵)

---

(۱) فتجب للزوجة بنكاح صحيح الخ على زوجها لا نها جزاء الا حتباس (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب النفقه ج۲ ص ۸۸٦ .ط.س. ج۳ص ۵۷۲) ظفير. (۲) لانفقة لا حد عشر مر تدة الخ خارجة من بيته بغير حق وهي الناشزة حتى تعود (الدر المختار على هامش ردا لمختار باب النفقه ج۲ ص ۸۸۹ و ج ۲ ص ۸۹۰ .ط.س. ج۳ص ۵۷۵) ظفير.

(۳) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب النفقة ج ۲ ص ۸۸۹ و ج ۲ ص ۸۹۰ .ط.س. ج۳ص ۵۷۵. ۱۲ ظفير.

(٤) والحاضنة اما او غيرها احق به اى بالغلام حتى يستغنى عن النساء وقدر بسبع وبه يفتى (ايضاً باب الحضانة ج۲ ص ۸۸۱ .ط.س. ج۳ص ۵٦٦) ظفير. (۵) وتجب النفقة بانواعها على الحر لطفله الفقير الحرفان نفقة المملوك على مالكه والغنى فى ماله الحاضر (ايضاً باب النفقه ج۲ ص ۹۲۳ .ط.س. ج۳ص ٦۱۲) ظفير.

جب شوہر کے ساتھ رہنے سے انکار کرے تو نفقہ کی مستحق نہیں

(سوال ۱۲۹۹) زید کی زوجہ اگر زید کے مکان پر نہ جاوے یا زید جہاں نوکر ہو وہاں نہ رہے، اور اپنے والدین کے مکان پر رہے تو نفقہ زید سے لے سکتی ہے یا نہیں اور زید اس کو اپنے ساتھ مکان یا نوکری پر لے جا سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) زوجہ اگر شوہر کے گھر جانے اور اس کے ساتھ جانے سے باوجود طلب شوہر کے انکار کرے تو نفقہ اس کا ساقط ہو جاتا ہے کما فی الدر المختار ولو هی فی بیت ابیها اذا لم یطالبها الزوج بالنقلة به یفتی۔(۱) لیکن اس کے بعد در مختار میں کہا اگر سفر میں شوہر کے ساتھ جانے سے انکار کرے تو نفقہ اس کا ساقط نہ ہوگا۔ بخلاف مااذا خرجت من بیت الغصب اوابت الذهاب الیه اوالسفر معه الخ (در مختار) ای بناءً اعلی المفتی به من انه لیس له السفر بها لفساد الزمان فامتناعه بحق الخ شامی جلد ۲۔(۲)

بیوی جان کے خوف کی وجہ سے جب شوہر کے یہاں نہ رہے تو بھی نفقہ پائے گی

(سوال ۱۳۰۰) جب کہ زوجہ زید کو زید کے ساتھ رہنے میں اپنی جان کا خوف ہے تو زوجہ اپنے شوہر سے علیحدہ رہ کر نان و نفقہ لے سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) ایسی حالت خوف و مجبوری میں عورت اپنے شوہر سے نفقہ گھر بیٹھے لے سکتی ہے، کیونکہ اس حالت میں وہ ناشزہ نہیں ہے، پس یہ نہ جانا اس کا شوہر کے گھر نافرمانی اور نشوز نہ ہوگا جو کہ مسقط نفقہ ہے، جیسا کہ شامی ہے وسئلت عن امر ء ة اسکنها زوجها فی بلاد الدر وزالملحدین ثم امتنعت وطلبت منه السکنی فی بلاد الا سلام خوفاً علی دینها ویظهر لی ان لهاذلك الخ قوله اوا لسفر معه ای بناءً اعلی المفتی به من انه لیس له السفر بها لفساد الزمان فامتنا عها بحق الخ. (۳)ص ٦٤٧. فقط.

شوہر کی مرضی سے میکے میں بھی رہے گی تو نفقہ پائے گی

(سوال ۱۳۰۱) ایک شخص کا نکاح ایک جوان عورت سے ہوا تخلیہ ہوا مگر شوہر حق ادا نہ کر سکا، بلکہ صاف لفظوں میں بی بی سے کہا کہ مجھے بیماری ہے میں رنگون جاتا ہوں اپنی دوا کر کے بہت جلد آؤں گا، بعد ایک ہفتہ کے رنگون چلے گئے اور پانچ برس میں واپس آئے، اور عورت زمانہ نکاح سے تا ایندم اپنے میکہ میں ہے تو نان و نفقہ کی مستحق ہے یا نہیں، اور عورت خلع چاہتی ہے تو مہر و زیور وغیرہ شوہر سے پانے کی مستحق ہے یا نہیں؟

(الجواب) شرعاً نکاح صحیح ہو گیا اور چونکہ اب قضاۃ اسلام نہیں ہیں جو تاجیل و تفریق کریں، اس لئے بدون طلاق دینے شوہر کے علیحدگی نہ ہوگی اور خلع اگر کرنا چاہیں تو زوجین کی رضامندی سے ہو سکتا ہے، خلع کے بعد عورت اپنے شوہر کے نکاح سے خارج ہو جاوے گی، اور خلع سے مہر وغیرہ ساقط ہو جاتا ہے، اور اگر عورت خلاف مرضی

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب النفقه ج۲ ص ۸۸۹. ط.س. ج۳ص ۵۷۵. ۱۲ ظفیر.
(۲) ردالمحتار باب النفقه ج ۲ ص ۸۹۰ و ج ۲ ص ۸۹۱ ط.س. ج۳ص ۵۷۷. ۱۲ ظفیر.
(۳) ردالمحتار باب النفقه ج ۲ ص ۸۹۱. ط.س. ج۳ص ۵۷۷. ۱۲ ظفیر.

اپنی شوہر کے اپنی میکہ میں نہیں رہی بلکہ شوہر کی مرضی واجازت سے رہی تو نفقہ اس کا بذمہ شوہر لازم ہے وھذا کلہ فی کتب الفقہ۔(۱)

گذشتہ نفقہ بغیر قضائے قاضی واجب نہیں

(سوال ۱۳۰۲) زید نے ہندہ کو یہ الفاظ کہے (ہم نے اس کو چھوڑ دیا اور ہم کو اس سے کوئی واسطہ نہیں ہے) اگر اسی سال مذکورہ میں ہندہ نے قرض لے کر حوائج ضروریہ میں صرف کیا ہے، تو ادا کی کیا صورت ہے ؟

(الجواب) کتب فقہ میں ہے کہ پچھلا نفقہ بدون قضاء یا رضاء کے شوہر کے ذمہ دین نہیں ہوتا، لہذا ماضی کا نفقہ شوہر سے وصول نہیں کیا جاسکتا، البتہ اگر وہ خوشی سے دے دیوے تو دوسری بات ہے، در مختار میں ہے۔ والنفقة لا تصير ديناً الا بالقضاء او الرضاء الخ (۲)

گذشتہ چودہ سال کا نفقہ واجب ہو گیا نہیں ؟

(سوال ۱۳۰۳) مسماۃ گجرا دختر فاطمہ کو اس کے شوہر کلن نے چودہ برس سے اپنے پاس نہیں رکھا اور نہ روٹی کپڑا دیا اور بار گجرا کا اس کی والدہ نے برداشت کیا، لہذا ایسی حالت میں چودہ برس کا خرچہ اور زر مہر شوہر کلن سے دلایا جائے گا یا نہیں ؟

(الجواب) در مختار میں ہے والنفقة لا تصير ديناً الا بالقضاء اوالرضاء الخ۔(۳) اس سے معلوم ہوا کہ زمانہ گذشتہ کا نان و نفقہ عورت بلا قضاء یا رضاء کے نہیں لے سکتی اور مہر مؤجل کا مطالبہ بعد طلاق یا موت کے ہو سکتا ہے ابھی مطالبہ مہر کا شوہر سے نہیں ہو سکتا ہے۔

غائب مفقود الخبر کے ذمہ بیوی کا نفقہ

(سوال ۱۳۰٤) سلیمان کی شادی عائشہ کے ساتھ ہوئی، سلیمان شادی سے ایک ماہ بعد افریقہ چلا گیا، جس کو ستائیس برس کا عرصہ ہوا، زوج نے افریقہ سے زوجہ کے لئے نان و نفقہ و خط نہیں بھیجا، مگر زوج کا افریقہ میں زندہ ہونے کا یقین ہے، زوجہ میں افریقہ جانے کی طاقت نہیں، زوجہ کا نفقہ کس کے ذمہ ہے، اور زوجہ کو دوسرا نکاح کرنا اس صورت میں درست ہے یا نہیں ؟

(الجواب) جب کہ سلیمان زندہ ہے اور مفقود الخبر بھی نہیں ہے تو بدون سلیمان کے طلاق دینے کے اس کی زوجہ عائشہ دوسرا نکاح نہیں کر سکتی اور نفقہ عائشہ کا بذمہ سلیمان کے واجب ہے كما فى الدر المختار فتجب للزوجة الخ على زوجها الخ ولو هى فى بيت ابيها اذا لم يطالبها الزوج بالنقلة الخ به يفتى الخ (۴) فقط

---

(۱) ولو هى فى بيت ابيها اذا لم يطالبها الزوج بالنقلة به يفتى وكذا اذا طالبها ولم تمتنع (در مختار) فتجب للزوجة و هذا ظاهر الرواية فتجب النفقه من حين العقد الصحيح وان لم تنتقل الىٰ منزل الزوج اذا لم يطالبها (ردالمحتار باب النفقه ج۲ ص ۸۸۹. ط.س. ج۳ص ۵۷۵) ظفير.

(۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب النفقه ج ۲ ص ۹۰۶. ط.س. ج۳ص ۵۹٤. ۱۲ ظفير.

(۳) ايضاً. ط.س. ج۳ص ۵۹٤ ظفير.

(٤) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب النفقه ج۲ ص ۸۸٦ وج ۲ ص ۸۸۹. ط.س. ج۳ص ۵۷۲...... ۵۷۵. ظفير.

عنین کے ذمہ بیوی کا نفقہ واجب ہے

(سوال ۱۳۰۵) ایک شخص عنین نے دھوکہ دے کر ایک عورت باکرہ سے نکاح کیا اور خلوت اول میں وہ ہاتھ نہیں لگا سکا، کیا وہ نکاح جائز ہے اور عورت کو ایسے شخص پر حقوق زوجیت حاصل ہوں گے یعنی اس سے وہ مہر اور نان و نفقہ لے سکتی ہے، اور اس کے ورثہ میں حصہ پا سکتی ہے اور در صورت علیحٰدگی عدت لازم آتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) یہ نکاح صحیح ہے، اور نفقہ زوجہ کا بذمہ شوہر لازم ہے اور بعد خلوت کے اگر علیحٰدگی ہو تو پورا مہر بذمہ شوہر لازم ہے اور عدت بھی واجب ہے اور شوہر کے مرنے کے بعد وہ عورت حصہ پاوے گی(۱)

گذشتہ سالوں کا نفقہ واجب الادا نہیں ہوتا

(سوال ۱۳۰۶) محمد اسحاق کی ایک نابالغہ لڑکی اس کی مطلقہ عورت کے ساتھ چلی گئی تقریباً پانچ سال ہو گئے، لڑکی کی ماں نے قرضہ لے کر اس کو پرورش کیا، مدت منفقہ کا نان و نفقہ محمد اسحاق پر عائد ہو گا یا نہیں؟

(الجواب) اصل یہ ہے کہ نفقہ ماضی کا ساقط ہو جاتا ہے، بدون قضاء یا رضاء کے دین بذمہ شوہر نہیں ہوتا، کما فی الدر المختار والنفقة لا تصير ديناً الا بالقضاء او الرضاء الخ(۲) پس موافق اس قاعدہ کے جب کہ قضاء یا رضا کسی مقدار نفقہ پر نہیں ہوئی تو وہ ساقط ہو گیا۔

بلا اجازت جو بیوی میکے چلی جائے اس کا نفقہ شوہر کے ذمہ واجب نہیں

(سوال ۱۳۰۷) حاملہ بیوی جو اپنے شوہر کے بیماری کی حالت میں بلا اجازت شوہر اپنے باپ کے ساتھ مع چند زیورات کے جو اس کے مہر کے نصف حصہ کے قریب ہیں ساتھ لئے ہوئے اپنے میکہ میں چلی گئی ہو، اور باوجود مکرر سہ کرر شوہر کی طلبی کے اپنے باپ کی رائے کے موافق شوہر کے گھر آنے کو انکار کرتی ہو تو نان و نفقہ اور مہر کی طلب کرنے کی حق دار ہے یا کیا؟

(الجواب) اس مدت کا نفقہ شوہر کے ذمہ لازم نہیں ہے، (۳) اور مہر اگر موجل ہے تو اس کا مطالبہ عورت ابھی نہیں کر سکتی، اس کا وقت موت یا طلاق ہے

مطلقہ مہر اور نفقہ عدت کی مستحق ہے

(سوال ۱۳۰۸) اگر کوئی مشرکہ مسلمان ہونے کے بعد کسی مسلمان سے نکاح کرے پھر مسلمان اس کو طلاق دے دے تو وہ سوائے مہر و نان و نفقہ عورت کے کسی دوسرے شیٔ کی مستحق ہو سکتی ہے یا نہیں یا دوامی نفقہ دلایا جا سکتا ہے؟

(الجواب) وہ مطلقہ سوائے مہر اور نفقہ عدت کے اور کسی شئی کی مستحق نہیں ہے، اور اگر طلاق بائنہ ہے تو بلا نکاح جدید کے شوہر اس کو نہیں رکھ سکتا، البتہ طلاق رجعی میں بدون نکاح کے عدت میں رجوع کر سکتا ہے

---

(۱) فتجب للزوجة بنكاح صحيح الخ على زوجها لا نها جزأ الاحتباس (ایضاً ج۲ ص ۸۸۶ و ج۲ ص ۸۸۷ ط.س. ج۳ ص ۵۷۲) ظفیر. (۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب النفقه ج ۲ ص ۹۰۶ ط.س. ج۳ ص ۵۹۴. ۱۲ ظفیر. (۳) لا نفقة لا حد عشر مرتدة الخ وخارجة من بيته بغير حق وهى الناشرة حتى تعود (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب النفقه ج۲ ص ۸۸۹ و ج ۲ ص ۸۹۰ ط.س. ج۳ ص ۵۷۵) ظفیر.

اور مطلقہ کے لئے بعد عدت کے نفقہ نہیں ہے، پس دوامی نفقہ اس کو شرعاً نہیں دلایا جاسکتا۔(۱)

نافرمان بیوی جب شوہر کے پاس رہتی ہے تو اس کا نفقہ ضروری ہے

(سوال ۱۳۰۹) زید کی زوجہ نافرمان ہے اپنے شوہر کی رضاجوئی کی پرواہ نہیں کرتی باوجود تقاضہ و تاکید کے صوم و صلوٰۃ کی پابندی نہیں باوجود تنبیہ اور ممانعت کے غیر محرموں کے سامنے بے حجاب آتی ہے، زید نے تنگ آ کر دوسرا عقد کر لیا، اب زوجہ اول اپنے نان و نفقہ اور عدل کی مدعی ہے تو کیا زوجہ اول اپنے حقوق کے مطالبہ میں حق بجانب ہے اور آیا ایسے نافرمان عورت کا جو نماز روزہ کی پابندی ضروری نہیں سمجھتی اور خلاف مرضی شوہر غیر محرموں کے سامنے آتی ہے، شوہر کے ذمہ نان و نفقہ اور عدل واجب ہے یا نہیں؟

(الجواب) زید کی زوجہ اولیٰ کا نان و نفقہ و عدل کے بارے میں مطالبہ کرنا حق بجانب ہے، اس کا نان و نفقہ زوج کے ذمہ جب تک وہ شوہر کے گھر ہے اور جب تک وہ نافرمان ہو کر اس کے گھر سے نکل نہ جاوے واجب ہے (۲) اور عدل و مساوات درمیان ہر دو زوجہ کے واجب و لازم ہے۔

زانیہ بیوی کا نفقہ

(سوال ۱۳۱۰) زید نے ایک لڑکی سے نکاح کیا اس کے چار ماہ بیس روز کے بعد لڑکا پیدا ہوا، تو شرعاً نکاح و مہر وغیرہ حقوق زوجیت کا کیا حکم ہے؟

(الجواب) اس صورت میں نکاح زید کا صحیح ہو گیا، کیونکہ حاملہ عن الزنا سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے لیکن اگر نکاح اس حاملہ کا غیر زانی سے ہو تو تاوضع حمل اس کو وطی کرنا جائز نہیں ہے، پس جب کہ بوجہ لاعلمی کے وطی ہوئی تو زید کو کچھ گناہ نہیں ہوا، اور نکاح قائم ہے، اور نان و نفقہ زوجہ کا جب کہ وہ شوہر کے مکان پر رہے بذمہ شوہر واجب ہے۔(۳) اور مہر بعد صحبت کے پورا واجب ہو جاتا ہے۔

جب تک شوہر کے پاس بیوی نہ رہے نفقہ واجب نہیں ہوتا

(سوال ۱۳۱۱/۱) شادی کے بعد لڑکی کے والدین پر یہ فرض ہے کہ نہیں کہ وہ لڑکی کو اس کی سسرال بھیج دیں جب کہ اس کا شوہر اس کو کوئی تکلیف نہ دیتا ہو، اور اگر لڑکی شوہر کے یہاں نہ جاویں والدین کے پاس رہے تو نان و نفقہ اس کا شوہر کے ذمہ ہے یا نہیں، اور اولاد کا خرچ کس کے ذمہ ہوگا؟

(سوال ۱۳۱۱/۲) جب ہندہ اپنے شوہر کے حقوق پوری طور پر ادا نہیں کرتی تو اگر زید سے کوئی گناہ کبیرہ ہو جاوے تو خدا کے یہاں جوابدہ زید ہوگا یا اس کی بی بی؟

(الجواب) (۱،۲) والدین کے ذمہ یہ ضروری ہے اور شوہر اس کو زبردستی لے جاسکتا ہے، اور اگر نہ جاوے اور خلاف رضائے شوہر اپنے والدین کے پاس رہے تو شوہر کے ذمہ اس کا نان و نفقہ نہیں ہے اور دعویٰ اس کا اپنے نان و نفقہ کے بارے میں باطل ہے، (۱) اور اولاد کا خرچ باپ کے ذمہ ہے۔(۲)

(۱) وتجب لمطلقة الرجعي والبائن الخ النفقة والسكنى والكسوة ان طالت المدة (الدر المختار على هامش رد المحتار باب النفقه ج ۲ ص ۹۲۱. ط.س. ج۳ص۶۰۹) واذا طلق الرجل امرأته فلها النفقة والسكنى فى عدتها الخ سمعت رسول الله عليه السلام يقول للمطلقة الثلث النفقة والسكنى ما دامت فى العدة. (هدايه باب النفقه ج ۲ص ۴۲۳)ظفير.

(۲) النفقة واجبة للزوجة على زوجها الخ اذ سلمت نفسها الى منزله (هدايه باب النفقه ج ۲ص ۴۱۷)ظفير. (۳) ايضاً

(۱) لا نفقة لا حد عشر مرتدة الخ وخارجة من بيته بغير حق وهى الناشزة حتى تعود (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب النفقه ج۲ ص ۸۸۹ وج ۲ ص ۸۹۰. ط.س. ج۳ص۵۷۵) ظفير. (۲) والنفقة على الاب على ما نذكر (هدايه باب حضانة الولد ج۲ ص ۴۱۴) ظفير.

نفقہ میں گرانی وارزانی کی وجہ سے ردوبدل کرنا جائز ہے

(سوال ۱۳۱۲) نابالغان کے نفقہ میں بوجہ گرانی وارزانی کے باپ کے ذمہ کمی وبیشی ہو سکتی ہے یا نہ، یعنی اگر حاکم نے ایک دفعہ ایک مقدار مقرر کر دی ہو تو اس کے بعد بوجہ گرانی نرخ کے اس مقدار مقررہ پر زیادتی کا حکم صادر ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) نفقہ میں بقدر ارزانی وگرانی کمی بیشی ہو سکتی ہے کما فی الدر المختار ویقدر ھا بقدر الغلاء والرخص الخ (در مختار) ای یراعی کل وقت اومکان بما ینا سبه وفی البزازیه اذا فرض القاضی النفقة ثم رخص تسقطا لزیادة ولا یبطل القضاء وبالعکس لها طلب الزیادة اه وکذا لو صالحته علی شئی معلوم ثم غلا السعر اورخص کما سیذکره المصنف والشارح الخ شامی(۳) صالحت زوجها عن نفقة کل شهر علی دراهم ثم قالت لا تکفینی زیدت الخ در مختار (۴) فقط۔

بیوی کا نفقہ واجب ہے اور ماں صاحب جائداد کا نفقہ واجب نہیں

(سوال ۱۳۱۳) زید کی والدہ اور اہلیہ میں بے حد ناچاقی ہے، زید نے ہر طریق پر اتفاق کی کوشش کی لیکن ناکام رہا، والدہ زید کا سوائے زید کے اور کوئی بچہ نہیں ہے، اور والدہ زید کے پاس محض اسی کی قابل جائیداد ہے، زید پریشان ہے کہ دونوں میں سے اس کے واسطے کوئی ایسا نہیں کہ جس سے علیٰحدہ ہو۔ اس کی تنخواہ اتنی نہیں کہ وہ دونوں کے اخراجات کا علیٰحدہ علیٰحدہ کفیل ہو سکے، اگر وہ ان دونوں میں سے ایک شخص کو اپنے ہمراہ رکھے اور خرچ دیوے تو ماخوذ ہو گا یا نہ؟

(الجواب) زید کے ذمہ اس کی اہلیہ کا پورا نفقہ لازم ہے، (۵) اور اس کی والدہ کے پاس جب کہ جائداد بقدر اس کی گزر کے موجود ہے تو زید کے ذمہ اس کا خرچ واجب نہیں ویسے (۶) ان کے خوش رکھنے کو کچھ خدمت کرتا ہے اور محبت وادب سے پیش آتا ہے۔

گذشتہ سالوں کے نفقہ کا مطالبہ درست نہیں

(سوال ۱۳۱۴) ایک لڑکی نابالغہ کا نکاح ہوا، چند روز بعد لڑکی کا شوہر کہیں چلا گیا، اور چھ سال تک مفقود الخبر رہا، اس عرصہ میں لڑکی اپنے والدین کے یہاں رہی اور بالغہ ہو کر اپنی قوت بازو سے کما کر کھاتی رہی، اب شوہر آ گیا ہے زوجہ کو گھر لے جانا چاہتا ہے تو چھ سال کا نفقہ اس سے لے سکتے ہیں یا نہیں؟

(الجواب) کتب فقہ میں ہے والنفقة لا تصیر دیناً الا بالقضاء او الرضاء الخ (۱) لہٰذا گذشتہ زمانہ کا نفقہ شوہر سے نہیں لے سکتی لیکن اگر وہ خوشی سے دے دیوے تو لینے میں کچھ حرج نہیں ہے۔

سفر میں جو بیوی ساتھ نہ جائے اس کا نفقہ بھی ضروری ہے

(سوال ۱۳۱۵) ایک شخص ہجرت کرنا چاہتا ہے، اس کی دو بیبیاں ہیں، ایک کا نام چھوٹی ایک کا بڑی ہے، چھوٹی کے ایک لڑکا خورد سال ہے بڑی کے ایک لڑکا ۱۹ سالہ ہے، اور ایک لڑکی ۲۷ سالہ بال بچوں والی ہے چھوٹی ہجرت

(۳) ردالمحتار باب النفقة ج ۲ ص ۸۹۷ .ط.س. ج۳ص ۵۸۳. ۱۲ ظفیر.
(۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب النفقه ج ۲ ص ۹۰۵ .ط.س. ج۳ص ۵۹۳ ظفیر.
(۵) النفقة واجبة للزوجة علی زوجها الخ اذا سلمت نفسها الی بیته (هدایه باب النفقه ج ۲ ص ۴۱۷) ظفیر.
(۶) وتجب علی موسر الخ النفقة لا صوله ولواب امه الفقراء ولو قادرین علی الکسب الخ بالسویة (در مختار) قوله لا صوله الا الام المتزوجة فان نفقتها علی الزوج قوله الفقراء قید به لا نه لا تجب نفقة الموسر الا الزوجة (ردالمحتار باب النفقه ج ۲ ص ۹۳۲ وج ۲ ص ۹۳۳ .ط.س. ج۳ص ۶۲۱) ظفیر.
(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب النفقه ج ۲ ص ۹۰۶ .ط.س. ج۳ص ۵۹۴. ۱۲ ظفیر.

کے لئے تیار ہے، بڑی کا لڑکا ہجرت کرنا چاہتا ہے مگر وہ خود ہجرت کرنا نہیں چاہتی، دریافت طلب یہ ہے کہ بعد ہجرت مہاجر پر بڑی کا نان و نفقہ کس قدر واجب رہے گا؟

(الجواب) در مختار میں ہے بخلاف ماذا خرجت من بيت الغصب اوابت الذهاب اليه اوالسفر معه او مع اجنبى بعثه لينفقهافلها النفقة الخ(۲) شامی میں ہے قوله او مع السفر معه) امر بناءً على المفتى به من انه ليس السفر بها لفساد الزمان فامتنا عها بحق الخ(۳) یعنی عورت کا شوہر کے ساتھ نہ جانا نافرمانی اور نشوز میں داخل نہیں ہے جو کہ نفقہ کو ساقط کرنے والا ہے، پس حاصل یہ ہے کہ اس عورت کا نفقہ جو ساتھ نہ جاوے بذمہ شوہر لازم ہے اس کا انتظام شوہر کو کرنا چاہئے۔

باپ نہ ہونے کی صورت میں نابالغ اولاد کا نفقہ ماں کے ذمہ ہے

(سوال ۱۳۱۶) مریم صغیرہ کا باپ مر گیا ہے ایک برادر چچازاد اور ماں موجود ہے، صغیرہ کے نفقہ کا کفیل کون ہے اور کس عمر تک؟ مریم ایسی قوم کی لڑکی ہے جس کی سات آٹھ سالہ لڑکی اپنے کسب سے روٹی حاصل کر سکتی ہے۔

(الجواب) اولاد صغار کا نفقہ باپ کے نہ ہونے کی صورت میں ان کی ماں کے ذمہ ہے، شامی میں ہے وهى اولى بالتحمل من سائر الا قارب الخ۔(۴) باقی یہ کفالت نفقہ اسی وقت تک ہے، جب تک کہ وہ خود کوئی کسب نہ کر سکیں اور جب کہ سات آٹھ سالہ بچہ اس قوم کا خود کسب حلال کر سکتا ہے تو ان کا نفقہ بھی صرف اتنی ہی عمر تک واجب ہوگا قال خير الرملى لو استغنت الانثى بنحو خياطة وغزل يجب ان تكون نفقتها فى كسبها الخ شامی جلد ۲(۵)

نافرمان بیوی کا نفقہ شوہر پر واجب نہیں

(سوال ۱۳۱۷) ہندہ ایک مالدار کی لڑکی ہے، والدین کی سازش سے ہمیشہ اپنے شوہر سے نافرمان ہو کر والد کے گھر میں بیٹھ گئی، باوجود سمجھانے کے بھی شوہر کے گھر نہیں گئی، اب چھ مہینہ سے اس کا شوہر مجنون ہو کر پاگل خانہ میں زیر علاج ہے، اب ہندہ مجنون کے بھائی سے نان و نفقہ لے سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) در مختار میں ہے کہ ناشزہ عورت کا نفقہ جو کہ شوہر کے گھر سے بلا عذر شرعی کے چلی جاوے ساقط ہو جاتا ہے اور جب تک وہ شوہر کے گھر واپس نہ آوے، اس وقت تک نفقہ کی مستحق نہیں ہے، لہذا اس صورت میں دعویٰ نفقہ کا باطل اور غیر مسموع ہے قال فى الدر المختار لا نفقه لا حدى عشرة مر تدة الخ وخارجة من بيته بغير حق وهى الناشزة حتى تعود والقول لها فى عدم النشوز بيمينها الخ۔(۱)

اگر شوہر کے ساتھ رہے تو بیوی کا نفقہ واجب ہے

(سوال ۱۳۱۸) میرا عقد ۴ مارچ سن ۱۹۲۴ء کو دختر نذر محمد خاں کی ساتھ ہوا، بوقت عقد مجھ سے پندرہ روپیہ ماہوار خرچ پاندان کے نان و نفقہ کے لکھوا کر رجسٹری کرالی علاوہ ازیں پانچ ہزار کا مہر مئوجل تحریر کرالیا گیا، اب میری منکوحہ بے حد نافرمان ہے اور اپنے میکہ چلی گئی ہے اور حقوق زوجیت ادا کرنا نہیں چاہتی اپنے میکہ میں رہنا چاہتی ہے جو میرے خلاف ہے، اس صورت میں نکاح منعقد ہوا یا نہیں، اور مبلغ پندرہ روپیہ خرچ پاندان جو مجھ سے

---

(۲) ایضا ج۲ ص ۸۹۰. ط.س. ج۳ص ۵۷۷. ۱۲ ظفیر .(۳) ردالمحتار باب النفقه ج ۲ ص ۸۹۱.ط.س. ج۳ص ۵۷۷. ۱۲ ظفیر .(٤) ردالمحتار باب النفقه ج ۲ ص ۹۲۴. ط.س. ج۳ص ٦١١. ١٢ ظفير .
(٥) ایضاً ج ۲ ص ۹۲۳ .ط.س. ج۳ص ٦١١. ١٢ ظفير .
(١) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب النفقه ج ۲ ص ۸۸۹ و ج۲ ص ۸۹۰. ط.س. ج۳ص ۵۷۵. ۱۲ ظفير .

لکھوایا گیا اور نیز مہر کے متعلق شرعاً کیا حکم ہوگا؟

(الجواب) شوہر کے ذمہ بعد نکاح کے علاوہ مہر مقرر کے نفقہ زوجہ کا حسب حیثیت لازم ہوتا ہے اور وہ بھی اس وقت تک کہ عورت کی طرف سے نافرمانی اور شوہر کے گھر سے چلا جانا نہ پایا جاوے، اور اگر ایسا ہوا یعنی زوجہ کی طرف سے نافرمانی اور خروج پایا گیا تو اس مدت کا نفقہ بھی شوہر کے ذمہ نہیں رہتا پس اس صورت میں نکاح منعقد ہو گیا، اور بصورت نافرمانی اور نکل جانے عورت کے نفقہ اس مدت کا کہ جب تک عورت خاوند کے گھر واپس نہ آوے شوہر کے ذمہ لازم نہیں ہے اور پندرہ روپیہ ماہوار خرچ پاندان جو شوہر سے لکھوایا گیا وہ بھی شرعاً شوہر کے ذمہ واجب نہیں ہے، البتہ مہر جس قدر مقرر ہو گیا وہ شوہر کے ذمہ واجب ہو گیا، مگر مطالبہ اس کا بعد طلاق یا موت کے ہو سکتا ہے کذا فی کتب الفقہ۔(۱)

نفقہ کی مقدار

(سوال ۱۳۱۹) نان و نفقہ کا نقدی مقدار و اندازہ ماہوار و سالانہ متوسط اقوام میں کس قدر ہوگا، شرعاً اس کی تعیین یا اندازہ ہے یا کہ ملک و وسعت کے مطابق۔

(الجواب) اس کی کوئی مقدار شرعاً معین نہیں ہے، متوسط نفقہ جس زمانہ میں نرخ اجناس وغیرہ کے اعتبار سے ہوتا ہے، اس کی مقدار باہمی مصالحت سے یا جماعت کے مشورہ سے طے ہو، اور شوہر اس کو تسلیم کرے وہی مقدار مقرر ہو سکتی ہے۔(۲)

نکاح فاسد کا نفقہ واجب نہیں

(سوال ۱۳۲۰) زید نے ہندہ کو سہ بار طلاق بائن دی، پھر چار پانچ سال کے بعد یہ خیال کر کے کہ وہ صرف طلاق بائن دی تھی باخفاء نکاح ثانی کیا، اسی نکاح سے ایک لڑکی ایک سال کی ہو کر فوت ہو گئی، اب ہندہ کو علم ہوا کہ زید نے مجھ سے نکاح ثانی بغیر حلالہ کے کیا تھا جو کہ حرام تھا تو اتنی مدت تک کا ہندہ زید سے نفقہ پانے کی مستحق ہے یا نہ؟

(الجواب) اس صورت میں زید کے ذمہ نفقہ واجب نہیں ہے، کیونکہ یہ تو ظاہر ہے کہ دوسرا نکاح نکاح فاسد ہوا تھا، اور کتب فقہ میں تصریح ہے کہ نکاح فاسد موجب نفقہ نہیں، والنکاح الفاسد لایوجب النفقه الخ خانیه.(۳)

شوہر کے ذمہ بیوی کا علاج لازم نہیں

(سوال ۱۳۲۱) میری زوجہ مریضہ کا علاج اس کے اقارب نے اپنی خوشی سے کیا، اب وہ لوگ جو کہ انہوں نے علاج میں رقم صرف کی ہے مجھ سے طلب کرتے ہیں، اور جس زمانہ میں میری زوجہ بیمار رہی ہے اس زمانہ کا نان و نفقہ بھی طلب کرتے ہیں، تو کیا وہ رقم جو انہوں نے صرف کی ہے مجھ پر واجب الاداء ہے، اور نان و نفقہ بھی واجب ہے یا نہ؟

(الجواب) شوہر کے ذمہ زوجہ مریضہ کی دوا کرنا واجب نہیں ہے بلکہ تبرع محض ہے، پس صورت مسئولہ میں جن لوگوں نے اس کی بیماری میں دوا وغیرہ کے سلسلہ میں جو کچھ خرچ کیا ہے اس کا ادا کرنا شوہر کے ذمہ ضروری نہیں کیونکہ اس وجوب خود اس کے اوپر بھی نہیں تھا چہ جائیکہ دوسروں کے کرنے سے اس پر وجوب ہو جائے و لا

(۲) فتجب بنكاح صحيح الخ على زوجها لانها جزأ الاحتباس الخ لا نفقة لا حد عشر ما تدة الخ وخارجة من بيته بغير حق وهى الناشزة حتى تعود (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب النفقه ج ۲ ص ۸۸۶ و ج ۲ ص ۸۸۹. ط.س. ج۳ ص ۵۷۳...... ۵۷۵) ظفير.

(۳) ويقدر هابقدر الغلاء والرخص ولا تقدر بدر اهم ودنانير (در مختار) اى يراعى كل وقت او مكان بما يناسبه وفى البزازيه اذا فرض القاضى النفقة ثم رخص تسقط الزيادة ولا يبطل القضاء و بالعكس لهاطلب الزيادة وكذا لو صالحته على شئى معلوم (ردالمحتار باب النفقة ج۲ ص ۸۹۷. ط.س. ج۳ ص ۵۸۳) ظفير.

(۳) فلا نفقة على مسلم فى نكاح فاسد لا نعدام سبب الوجوب (ايضاً ج۲ ص ۸۸۶. ط.س. ج۳ ص ۵۷۲) ظفير.

یجب الدواء لمرض ولا اجرة الطبیب ولا الفصد الخ عالمگیریہ (۱) البتہ اس زمانہ کا نفقہ شوہر کے ذمہ واجب ہے، کما فی الدر المختار ، او مر ضت فی بیت الزوج فان لها النفقة استحساناً لقیام الا حتباس الخ ۔ (۲) فقط

خود شوہر جب بیوی کو میکہ بھیج دے تو اس کا نفقہ لازم ہوگا

(سوال ۱۳۲۲) ایک شخص نے بادل ناخواستہ اپنی بیوی کو اس کے عزیزوں کے اصرار پر ناخوش ہو کر اس کے والدین کے یہاں بھیج دیا، وہاں سے بیوی بلا اجازت شوہر و بلا اطلاع اپنی ماں کے ساتھ پردیس میں جاکر غیر مردوں کو دیکھتی ہے تو وہ عورت خاوند سے نفقہ پانے کی مستحق ہے یا نہ، اور نکاح سے خارج تو نہیں ہوئی ؟

(الجواب) اس صورت میں عورت مذکورہ اپنے شوہر کے نکاح سے خارج نہیں ہوئی اور جب کہ شوہر نے زوجہ کے اصرار پر خود اس کے والدین کے گھر بھیجا ہے اگر چہ اس کا دل نہ چاہتا تھا تو عورت مذکورہ نفقہ پانے کی مستحق ہے کما فی الدر المختار ولوهی فی بیت ابیها اذا لم یطالبها و کذا اذا طالبها ولم تمتنع او امتنعت للمهر الخ ۔ (۳) یعنی زوجہ نفقہ پانے کی شوہر سے مستحق ہے اگر وہ اپنے باپ کے گھر ہو، جب کہ اس کے خاوند نے اس کو بلایا نہ ہو یا بلایا ہو اور اس نے انکار نہ کیا ہو یا مہر کی وجہ سے انکار کیا ہو لیکن عورت کا بدون اجازت شوہر کے اپنی والدہ کے ساتھ پردیس جانا درست نہیں ہے اور غیر مردوں کو دیکھنا کسی حال میں جائز نہیں ہے ۔ خواہ شوہر کی اجازت ہو یا نہ ہو ۔ فقط

تنگ دست شوہر سے تفریق

(سوال ۱۳۲۳) زید اپنی بیوی کا نان و نفقہ دینے سے بالکل انکار کرتا ہے، اور عدالت سے بھی کچھ نہیں ہوا، اب شوہر کا پتہ بھی نہیں قرض بھی کوئی نہیں دیتا، اب عورت کو حق فسخ نکاح حاصل ہے یا نہیں، کوئی صورت ہے جس سے تفریق ہو جاوے اور بوقت عدم ادائیگی نفقہ و انکاری ہونے کے کوئی صورت تفریق کی ہے یا نہیں ؟

(الجواب) حنفیہ کا مذہب اس صورت میں یہ ہے کہ عورت کو حق فسخ نہیں ہے بلکہ شوہر سے نفقہ کو کہا جاوے، اگر وہ نہ دے تو بذریعہ حکام اس کو مجبور کیا جاوے اور اس سے کہا جاوے کہ یہ نفقہ ادا کرے ورنہ طلاق دے دے صاحب ہدایہ نے فرمایا ہے کہ اس صورت میں قاضی ان میں تفریق کرا سکتا ہے۔ ومن اعسر بنفقة امر ء ته لم فرق بینهما ویقال لها استدینی علیه وقال الشامی رحمه الله یفرق لا نه عجز عن الامساك المعروف فیناب القاضی منابه فی التفریق الخ (۴) اور مختار میں ھے وجوز الشافعی باعسار الزوج بتضررها بغیبته ولو قضیٰ به حنفی لم ینفذنعم لو امرشافعیاً فقضیٰ به نفذ (۵) اور شامی میں ھے قال ی غرر الاذکار ثم اعلم ان مشائخنا استحسنوا ان ینصب القاضی الحنفی نائباً ممن مذهبه التفریق ینهما اذا کان الزوج حاضراً وابی عن الطلاق الخ الیٰ ان قال وعلیه یحمل مافی فتاویٰ قاری الهدایه حیث سئل عمن غاب زوجها ولم یترك لها نفقة فاجاب اذا اقامت بینةً علی ذلك وطلبت فسخ لنکاح من قاض یراه ففسخ نفذو هو قضاء علی الغائب وفی نفاذ القضاء علی الغائب روایتان عند افعلی القول بنفاذه بسوغ للحنفی ان یزوجها من الغیر بعد العدة الخ ص ۶۵۶ ج۲ شامی ۔ (۶)

---

(۱) کما یلزمها مداوا تها ای اتیانه لها بدواء المرض ولا اجرة الطبیب ولا الفصد والحجامة ، هندیه (ردالمحتار باب النفقه ج ۲ ص ۸۸۹ .ط.س. ج۳ص۵۷۵) ظفیر. (۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب النفقه ج۲ ص ۸۸ .ط.س. ج۳ص۵۷۵. ۱۲ ظفیر.

(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب النفقه ج ۲ ص ۸۸۹ .ط.س. ج۳ص۵۷۵. ۱۲ ظفیر.

(۴) هدایه باب النفقه ج۲ ص ۴۱۹ . ۱۲ ظفیر.

(۵) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب النفقه ج۲ ص ۹۰۳ . ۱۲ ظفیر. ط.س. ج۳ ص ۵۹۰

(۶) ردالمحتار باب النفقه ج۲ ص ۹۰۳ و ج۲ ص ۹۰۴ .ط.س. ج۳ص ۵۹۰ ۱۲ ظفیر

پس اس صورت میں تفریق کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ ایسے قاضی سے رجوع کیا جاوے جس کا مذہب تفریق کا ہو، وہ اگر تفریق کردے گا تو صحیح ہے اور بعد عدت کے نکاح ثانی جائز ہے۔

بیوی جب شوہر کے گھر سے بلا اجازت چلی جائے تو اس کا نفقہ واجب نہیں رہتا

(سوال ۱۳۲۴) ایک شخص کی عورت باوجود تاکید نہ تو نماز پڑھتی ہے نہ روزہ کی پابند ہوتی ہے نہ اپنے خاوند کی اطاعت کرتی ہے، بلکہ بد چلنی اس کی ثابت ہونے پر اس فاحشہ عورت کو طلاق دے دی، بعد طلاق کے وہ عورت اس بات کی مدعی ہے کہ طلاق سے پہلے ایام نافرمانی کا نان نفقہ دیا جاوے اور مہر ادا کیا جاوے اس صورت میں نان نفقہ اور مہر کے بارے میں کیا حکم ہے؟ عورت مذکورہ کو ایام نافرمانی قبل از طلاق کے نان نفقہ لینے کا حق شرعاً حاصل ہے یا نہیں اور جب کہ طلاق بد چلنی کے سبب سے دی جاتی ہے تو مہر دینا ہوتا ہے یا نہیں ایسے ہی ایام عدت کے نان نفقہ کا دعویٰ بھی درست ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) زوجہ اگر خاوند کی نافرمان ہو کر اس کے گھر سے چلی جاوے تو نفقہ اس کا ساقط ہو جاتا ہے اور اگر شوہر کے گھر رہے تو نفقہ واجب ہے۔(۱) پس طلاق سے پہلے جب تک وہ عورت شوہر کے مکان پر رہے نفقہ اس کا واجب ہوتا ہے، لیکن یہ بھی مسئلہ ہے کہ گذشتہ نفقہ کا مطالبہ بلا حکم قاضی وبلا رضا باہمی صحیح نہیں ہے،(۲) اور اگر وہ مطلقہ مدخولہ ہے یعنی وطی یا خلوت صحیحہ کے بعد اس کو طلاق دی گئی ہے تو مہر پورا ذمہ شوہر واجب الاداء ہے۔(۳) اور ایام عدت کا نفقہ بھی شوہر کے ذمہ لازم ہے، خواہ عورت کو اس کی نافرمانی اور بد چلنی کی وجہ سے طلاق دی جاوے یا بغیر اس کے، مہر اور نفقہ ہر حالت میں لازم ہوتا ہے، ھکذا فی عامۃ کتب الفقہ۔(۴)

شوہر جہاں رہے بیوی کو وہیں رہنا ہو گا تب ہی نفقہ کی مستحق ہو گی

(سوال ۱۳۲۵) زید کا نکاح ہندہ کے ساتھ ایک قصبہ میں ہوا، وہاں سے زید ہندہ کو اپنے مکان پر لے گیا جو مسکن ہندہ سے دو روز کا راستہ ہے، یہ مکان زید کا ایک موضع میں ہے اور قصبہ سے آٹھ میل ہے، نکاح کو نو سال ہوئے اس عرصہ میں ہندہ زید کے یہاں اچھی طرح رہی، اب عرصہ ڈیڑھ سال سے زید نابینا ہو گیا ہے تو ہندہ اس سے تفریق چاہتی ہے اور یہ بہانہ نکالا ہے کہ زید گاؤں میں رہتا ہے میں گاؤں میں رہنا نہیں چاہتی، قصبہ میں جو مسکن زید کا ہے وہاں میرے کھانے پینے کا انتظام کرلیا جائے، آیا زید کو اس بات پر مجبور کیا جاسکتا ہے کہ وہ زوجہ کو قصبہ میں رکھ کر وہاں اس کے خورد نوش کا انتظام کرے، شرعاً اس بارے میں کیا حکم ہے؟

(الجواب) زید کو شرعاً اس امر پر مجبور نہیں کیا جاسکتا ہے کہ وہ موافق خواہش ہندہ کے ہندہ مذکورہ کو قصبہ مذکورہ میں رکھ کر اس کے نفقہ کا انتظام کرے بلکہ ہندہ کو ضروری ہے کہ وہ شوہر کے مکان میں رہے، اگر ہندہ بلا رضامندی وبلا اجازت زید کے اس قصبہ میں جاکر رہے گی تو اس کا نفقہ زید کے ذمہ سے ساقط ہو جاوے گا کذا فی الدر المختار(۵) وغیرہ۔

---

(۱) وان نشزت فلا نفقة لها حتى تعود الى منزله (هدايه باب النفقه ج ۲ ص ٤١٦) ظفير.
(۲) واذا مضت مدة لم ينفق الزوج عليها وطالبته بذلك فلا شئى لها الا ان يكون القاضى فرض لها النفقه اوصالحت الزوج على مقدار نفقتها فيقضى لها بنفقة ما مضى (هدايه باب النفقه ج ۲ ص ٤١٨) ظفير. (۳) ومن سمى مهر عشر افما زاد عليه المسمى ان دخل بها او مات عنها (هدايه باب المهر ج۲ ص ۳۰٤) ظفير. (٤) واذا طلق الرجل امرأ ته فلها النفقة والسكنى فى عدتها رجعيا كان اوبائناً (هدايه باب النفقه ج۲ ص ٤٢١. ط.س. ج۳ ص٥٧٦) ظفير. (٥) خارجة من بيته بغير حق وهى الناشزة حتى تعود (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب النفقه ج۲ ص ۸۹۰) ظفير.

نکاح کے بعد بیوی کو شوہر کے گھر رہ کر نفقہ حاصل کرنا چاہئے

(سوال ۱۳۲۶) زید کا نکاح ہندہ سے ہوا تھا عرصہ ہو گیا، اب تک ہندہ زید کے مکان نہیں گئی اور نہ آئندہ جانا قبول کرتی ہے، اس صورت میں زید کا ہندہ کو اسی طرح ہمیشہ معلق رکھنے کا حق ہے یا نہ آنے کے باعث ہندہ کو چھوڑ دینے کا حکم ہے۔

(الجواب) جبکہ ہندہ کا نکاح زید سے حسب قاعدہ شرعیہ ہو گیا تو اب ہندہ کو اختیار نہیں کہ وہ زید کے گھر نہ اور علیٰحدگی چاہے۔ ہندہ زید کی منکوحہ ہو گی اس کو اپنے شوہر زید کی اطاعت کرنی چاہئے، اور زید کے ذمہ یہ ہے کہ جب ہندہ زید کے گھر آجاوے تو اس کے نان نفقہ کی خبر رکھے اور حقوق زوجیت ادا کرے، اگر اس وقت زید کچھ کوتاہی کرے گا تو وہ گناہگار ہو گا اور اگر ہندہ زید کے گھر نہ جاوے بلا کسی وجہ شرعی کے تو اس میں ہندہ گناہگار ہے قال اللہ تعالیٰ الرجال قوامون علی النساء بما فضل اللہ بعضهم علی بعض وبما انفقوا من اموالهم فالصلحت قنتت حفظت للغيب بماحفظ اللہ.(۱)

وکیل کے کچھ مقرر کرنے سے شوہر کے ذمہ واجب نہیں

(سوال ۱۳۲۷) ایک عورت کا ایک شخص سے نکاح ہوا، وقت نکاح اس شخص کے وکیل سے یہ بات ٹھہری کہ اگر ناکح یعنی وہ شخص جس سے نکاح ہوا بعد میں کچھ حرکت کرے تو فی یوم بیوی کا اس سے ایک ایک روپیہ خرچہ لیا جاوے گا، وکیل نے یہ بات تحریر کر دی مگر وکیل مذکور کو اس شخص نے اس قسم کی تحریر کر دینے کی کوئی اجازت نہیں دی تھی خود بخود وکیل نے تحریر کر دیا ہے کہ اگر کچھ حرکت کرے تو ایک روپیہ روزانہ خرچ وہ شخص جس کا نکاح ہوا ہے دیوے گا، وکیل صدر کی تحریر جو کہ بغیر اجازت اس شخص کے جس کا نکاح ہوا ہے، درست ہے یا نہیں۔

(الجواب) وکیل کو جبکہ وہ نکاح کا وکیل تھا اختیار ایسی تحریر کا نہ تھا، ایک روپیہ روزانہ بذمہ شوہر عائد نہیں ہو گا اور وکیل کے ذمہ بھی نہ ہو گا کہ یہ تحریر خلاف شرع اور باطل ہے۔

نافرمانی کی صورت میں نفقہ واجب نہیں رہتا

(سوال ۱۳۲۸) یہاں اس قسم کا رواج ہے کہ بعد شادی عورت خاوند کے گھر ایک سال رہتی ہے، ایک سال بعد بیوی کا باپ اس کو اپنے گھر لے جاتا ہے، بعد اس کے دو سال گذرتے ہیں، دو سال کے عرصہ میں بہت دفعہ خاوند نے اپنی بیوی کے لانے کے واسطے چند آدمی بھیجے مگر بیوی کے والد نے اپنی لڑکی کو رخصت نہیں کیا، اور اب بیوی کا والد خرچہ ایک روپیہ یومیہ لینا چاہتا ہے تو اس صورت میں کیا حکم ہے؟

(الجواب) شوہر کے ذمہ اس صورت میں نان نفقہ وغیرہ اور ایک روپیہ روزانہ کچھ نہیں ہے، کیونکہ نشوز اس صورت میں عورت کی طرف سے پایا گیا ہے ایسی حالت میں نفقہ زوجہ کا ساقط ہو جاتا ہے، درمختار میں ہے لا نفقة لاحدی عشرة الخ وخارجة من بيته بغير حق (۲) الخ وفی الشامي وتجب النفقة من حين العقد الصحيح وان لم ينتقل الى منزل الزوج اذا لم يطا لبها الخ۔ (۳) ص ۶۴۶، پس قید اذا لم يطالبها سے معلوم ہوا کہ اگر شوہر طلب کرے اور عورت اس کے گھر بعد طلب کے نہ آوے اور کوئی وجہ شرعی امتناع کی نہ ہو تو

(۱) سورۃ النساء رکوع ٦. ظفیر.
(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب النفقه ج۲ ص ۸۸۹. ط.س.ج۳ ص ۵۷۵. ۱۲ ظفیر.
(۳) ردالمحتار باب النفقه ج۲ ص ۸۸۹. ط.س.ج۳ ص ۵۷۵. ۱۲ ظفیر.

نفقہ اس کا ساقط ہو جاتا ہے۔

جو بیوی مرد کی اطاعت نہ کرے اس کا نفقہ شوہر پر نہیں ہے

(سوال ۱۳۲۹) ہندہ نے زوج کی اطاعت چھوڑ دی، اور اس کے گھر بھی نہیں رہتی، اپنے ماں باپ کے گھر رہتی ہے، اور سفر بلا اجازت شوہر کے بغیر کسی محرم کے کرتی ہے اس صورت میں کیا نان نفقہ زوج پر ضروری ہے یا نہیں، عورت والدین کے گھر نان نفقہ کی طالب ہے۔

(الجواب) ایسی عورت کا نفقہ ساقط ہو جاتا ہے، **كما فى الدر المختار لا نفقة لا حدى عشرة الىٰ ان قال وخارجة من بيته بغير حق وهى الناشزة الخ** . (۱)

شرط کے مطابق شوہر پر نفقہ واجب ہے

(سوال ۱۳۳۰) مسماۃ ہندہ مع والدین خود کے بود و باش اجمیر شریف کی رکھتی ہے، اور زید شوہر ہندہ کی بود و باش قدیم و حال اکبر آباد کی ہے، اور نکاح بھی مسماۃ ہندہ کا اجمیر میں ہوا ہے، زید شوہر ہندہ نے بوقت نکاح ایک اقرار نامہ میں لکھا ہے کہ مسماۃ ہندہ بوقت ناراضی خود اجمیر یا جہاں چاہے رہے، میں اس حالت میں بھی مسماۃ ہندہ زوجہ خود کو بلا عذر پانچ روپیہ ماہوار دیتا رہوں گا، جب کہ زید شوہر مسماۃ ہندہ نے ہندہ کو قسم قسم کی تکالیف پہنچائی کہ جس کے صدمات سے ہندہ مجبور ہو کر اکبر آباد سے اجمیر بخانہ والدین آگئی ہے، اب زید ہندہ کو جبراً اجمیر شریف سے اکبر آباد لے جانا چاہتا ہے، اور ہندہ جانا پسند نہیں کرتی زید کو لے جانے کا حق ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں شوہر کو چاہئے کہ موافق شرط کے اپنی زوجہ کو اجمیر شریف سے نہ لے جاوے اور نفقہ دیتا رہے، جیسا حدیث شریف میں ہے **احق الشروط ان توفوابه بها استحللتم به الفروج**۔(۲) متفق علیہ لیکن اپنے وطن اکبر آباد میں مثلاً لے جانا مصلحت سمجھتا ہے اور پسند کرتا ہے تو اس کو یہ حق ہے لے جاوے اور یہ بھی حق ہے کہ اگر زوجہ اس کے کہنے کے موافق اکبر آباد وغیرہ نہ جاوے تو نفقہ نہ دے۔(۳)

بیوی شوہر کے خلاف رہ کر نفقہ کی مستحق نہیں

(سوال ۱۳۳۱) جب کہ شوہر کے پہلی زوجہ سے اولاد ذکور واناث ہو، اور زوجہ ثانی کے ادائے حقوق شرعی پر شوہر کو خیال نہ ہو تو کیا زوجہ ایسی صورت میں شوہر سے علیٰحدہ رہ کر حقوق شرعی طلب کر سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) خلاف رائے شوہر اس کے گھر سے علیٰحدہ رہ کر نفقہ طلب نہیں کر سکتی بلکہ وہیں رہے اور اپنے حقوق اور نفقہ کا مطالبہ کرے نافرمانی شوہر کی درست نہیں ہے۔(۴)

معلقہ بیوی کا نفقہ ضروری ہے

(سوال ۱۳۳۲) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو اپنے سوتیلے لڑکے سے الزام لگایا، مگر خود کوئی واقعہ جس سے ثبوت پوری طرح ہو سکے نہیں دیکھا، اور جس قدر واقعہ دیکھا تھا اس کو علمائے کرام نے ثبوت الزام کے لئے کافی نہیں سمجھا اور وہ عورت نکاح میں قائم رہی مگر وہ شخص اپنے شک پر قائم ہے اور جس وقت سے اس کو یہ شبہ ہوا ہے زوجہ

(۱) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب النفقه ج۱ ص ۸۸۹ .ط.س.ج۳ص ۵۷۵ .۱۲ ظفیر.
(۲) مشکوٰۃ باب اعلان النكاح وغيره ص ۲۷۱ . ظفیر.
(۳) ولذا قيد بالا جبنى اذ لو كان مخرمالم يكن لها نفقة لا نه ليس لها الا متناع (ردالمحتار باب النفقه ج ۲ ص ۸۹۱ .ط.س.ج۳ص۵۷٦ .) ظفیر.
(٤) لا نفقه لا حدى عشرة الخ وخارجة من بيته بغير حق وهى الناشزة حتے تعود (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب النفقه ج۲ ص ۸۹۰ .ط.س.ج۳ص ۵۷۵) ظفیر.

کو معلق چھوڑ رکھا ہے، اگر وہ اپنی زوجہ کو طلاق دے دے تو اس عورت مظلومہ کا نان نفقہ جب سے اس کو معلق چھوڑ رکھا ہے بذمہ شوہر ہو گایا نہیں ؟ جس کی تعداد بوقت نکاح پندرہ روپیہ ماہوار ہو چکی ہے۔

(الجواب) نفقہ مقررہ شوہر کے ذمہ مدت مذکورہ کا واجب الاداء ہے کما فی الدر المختار و النفقة لا تصير ديناً الا بالقضاء او الرضاء اى اصطلاحهما على قدر معين الخ۔(۱)

اولاد کا نفقہ

(سوال ۱۳۳۳) اور کیا اس کی ہر سہ اولاد کا نان نفقہ اب تک اور آئندہ ذمہ شوہر ہو گایا نہیں ؟

(الجواب) ہر سہ اولاد کا نفقہ بذمہ ان کے باپ یعنی اس عورت کے شوہر کے ذمہ لازم ہے قال فی الدر المختار و تفرض النفقه الخ لزوجة الغائب وطفله (۲) الخ وايضاً فيه وتجب لطفله يعم الا نثى والجمع الخ۔(۳)

زچہ خانہ کا نفقہ

(سوال ۱۳۳٤) زچہ خانے میں جو مصارف ہوئے وہ بذمہ شوہر ہیں یا نہیں ؟

(الجواب) وہ مصارف بھی ذمہ شوہر ہیں۔

مہر کی ادائیگی

(سوال ۱۳۳٥) مہر کی جو تعداد مقرر کی گئی تھی اس کی ادائیگی بذمہ شوہر ضروری ہے یا نہیں، خواہ زبانی ہو یا تحریری، کیونکہ بوقت نکاح ایک ہزار معجّل اور ایک ہزار مؤجل اور زیور بخشش ہے تحریر کیا گیا، اور ایک مکان قیمتی پانسو روپیہ کا زبانی وعدہ کیا گیا تھا جو تحریر میں نہیں آیا گواہ موجود ہیں۔

(الجواب) بعد طلاق کے جو مہر مؤجل ہوتا ہے وہ بھی معجّل ہو جاتا ہے لہذا طلاق دینے کے بعد کل مہر بذمہ شوہر واجب الاداء ہے قال فی ردالمحتار ناقلا عن الخلاصة وبالطلاق يتعجل المؤجل الخ ۔(٤)

بیوی کے نفقہ کی مقدار

(سوال ۱۳۳٦/۱) زوجہ کا نفقہ بحالت غنی شوہر و افلاس زوجہ کس قدر ہو گا، اور مفتی بہ اس بارے میں کیا ہے۔

نفقہ سے زیادہ رقم جو بیوی کے پاس جمع ہو

(سوال ۱۳۳٦/۲) زید اپنی زوجہ کو اپنی پوری تنخواہ جو کہ ۵۰ روپیہ ماہوار تھی بارہ سال سے دیتا رہا، اور وہ رقم اس کے اور اس کے عیال کے نفقہ سے بہت زیادہ تھی، زوجہ نے اس میں سے ایک معتدبہ رقم پس انداز کی، پس یہ رقم زید کی ملک ہے یا زوجہ کی، اور زید نے پانچ برس تک اپنی زوجہ سے یہ نہیں کہا کہ رقم باقی ماندہ مہر میں محسوب ہو گی۔

(الجواب) (۱) در مختار میں ہے فتستحق النفقة بقدر حالهما به يفتى ويخا طب بقدرو سعه وفى ردالمحتار قال فى البحر واتفقوا على وجوب نفقة الموسرين اذا كانا موسرين وعلى نفقة المعسر اذا كانا معسرين و انهما الاختلاف فيما اذا كان احدهما موسراً و الآخر معسراً فعلى الظاهر الرواية الا عتبار لحال الرجل فان كان موسراً وهى معسرة فعليه نفقة الموسرين وفى عكسه نفقة المعسرين

(۱) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب النفقه ج۲ ص ۹۰٦ .ط.س. ج۳ص ٥۹٤ . ۱۲ ظفير .(۲) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب النفقه ج۲ ص ۹۱٦ .ط.س. ج۳ص ٦۰٤ . ۱۲ ظفير .(۳) ايضاً ج۲ ص ۹۲۳ .ط.س. ج۳ص ٦۱۲ . ۱۲ ظفير .(٤) ردالمحتار باب المهر ج ۲ ص ٤۹۳ .ط.س. ج۳ص ۱٤٤ .۱۲ ظفير.

واما علی المفتی به فتجب نفقة الوسط فی المسئلتین وهو فوق نفقة المعسرة ودون نفقة الموسرة (۱) پس قول مفتی بہ کے موافق اس صورت میں اوسط درجہ کا نفقہ شوہر کے ذمہ لازم ہوگا اس کی مقدار ہر زمانہ کے نرخ اور گرانی کے اعتبار سے مقرر ہو سکتی ہے مثلاً اگر ادنیٰ درجہ کا نفقہ دس روپیہ ماہوار اور اعلیٰ درجہ کا بیس روپیہ تو اوسط پندرہ روپیہ ہوگا اور بچہ کا خرچ بقدر اس کے خرچ اور حاجت کے متعین کیا جاوے گا۔

(الجواب) (۲) اس صورت میں اگر زید کی نیت یہ ہے کہ جو کچھ اس رقم میں سے نفقہ کے بعد پس انداز ہو وہ بھی زوجہ کی مملوک ہے تو مالک اس رقم باقی ماندہ کی زوجہ ہے، اور اگر اس کو مالک بنانا مقصود نہیں ہے تو وہ رقم زاید مملوکہ زید کی ہے۔

نکاح باطل کا نفقہ

(سوال ۱۳۳۷) زید نے ہندہ سے نکاح کیا، کچھ عرصہ بعد ہندہ کو بد چلن پا کر زید نے اس کو طلاق دینا چاہا، زید نے کاغذ خرید کر عرضی نویس سے طلاقنامہ لکھوایا، اقرار یہ ٹھہرا تھا کہ اگر ہندہ زید کا زیور جو ہندہ کے پاس تھا، زید کو واپس کردے اور معافی مہر کا اقرار نامہ لکھ دے تو زید ہندہ کو روبرو گواہان کے طلاق شرعی دے کر آزاد کردے، لیکن جب طلاق نامہ تحریر ہو چکا ہنوز زید کے دستخط نہیں ہوئے تھے، ہندہ نے زیور واپس دینے اور اقرار نامہ معافی مہر لکھوانے سے انکار کر دیا، جس پر زید نے نہ طلاق نامہ مکمل کر کے ہندہ کو دیا اور نہ زبان سے طلاق دی۔ ہندہ چار پانچ سال آوارہ پھرنے کے بعد بکر سے نکاح کیا، بد چلنی کی وجہ سے بکر نے بھی طلاق دے دی کیا ہندہ بکر سے زر مہر اور ایام عدت کا نفقہ پانے کی مستحق ہو سکتی ہے یا نہیں۔ بکر ہندہ کے فریب سے لاعلم تھا، بکر کو کچھ گناہ ہوا؟

(الجواب) زید کی طرف سے ہندہ پر اس صورت میں طلاق واقع نہیں ہوئی، کیونکہ ہندہ اپنے اقرار پر قائم نہ رہی تو زید کی طرف سے بھی طلاق واقع نہیں ہوئی، اور جب کہ ہندہ مطلقہ نہیں ہوئی تو بکر کے ساتھ نکاح صحیح نہیں ہوا اور جب کہ نکاح نہیں ہوا تو بکر سے نفقہ اور مہر کا بھی مطالبہ نہیں کر سکتی ہے، (۲) اور بکر کو جب کہ ہندہ کے فریب کی کچھ خبر نہ تھی تو اس پر گناہ نہیں ہوا۔

شوہر جب خود بیوی کو نہ لائے تو اس کا نفقہ شوہر کے ذمہ ہے

(سوال ۱۳۳۸) ایک شخص کا نکاح ایک عورت سے ہوا، دو سال تک تقریباً باہم اتفاق رہا اور ایک لڑکا پیدا ہوا، اس کے بعد شوہر کی خوشی سے زوجہ اپنی والدین کے گھر گئی اور وہاں رہی پھر شوہر نے کبھی اس کو نہیں بلایا، اور باوجود تقاضا زوجہ اور اس کے والدین کے شوہر اس کو لینے نہیں آیا اور نہ اجازت آنے کی اس کو دی اور اس کے والدین نے اس عرصہ میں یہ چاہا کہ یا وہ اپنی زوجہ کو بلاوے یا یہیں رہتے ہوئے نان و نفقہ دے، مگر شوہر کسی امر پر راضی نہیں ہوتا تو اس صورت میں عورت مطالبہ نفقہ کا کر سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں نفقہ اس عورت کا بذمہ شوہر لازم ہے، کیونکہ عورت کی طرف سے نشوز کچھ نہیں پایا گیا، در مختار میں ہے فتجب ولو هی فی بیت ابیها اذا لم یطالبها الزوج بالنقلة به یفتی و کذا اذا طالبها ولم تمتنع الخ۔ (۳) پس عورت بذریعہ نالش وغیرہ نفقہ لے سکتی ہے۔

---

(۱) ردالمحتار باب النفقه ج ۲ ص ۸۸۸. ط.س. ج۳ص ۵۷۴. ۱۲ ظفیر.
(۲) امانکاح منکوحة الغیر الخ فلم یقل احد بجوازه فلم ینعقد اصلا (ردالمحتار باب العدة ج۲ ص ۸۳۵. ط.س. ج۳ص ۵۱۶) ظفیر.
(۳) الدر المختار علی هامش ردا لمحتار باب النفقه ج ۲ ص ۸۸۹ .ط.س. ج۳ص ۵۷۵. ۱۲ ظفیر.

شوہر کا روپیہ لے کر جو بیوی بھاگ گئی اس کا نفقہ

(سوال ۱۳۳۹) زید کی منکوحہ عورت بلا اجازت شوہر بلاوجہ اچانک چھ سو روپیہ کا مال لے کر مفرور ہو گئی جس کو عرصہ اٹھارہ سال گذر گئے، آج وہ اس قدر عرصہ کے بعد خرچ ماہواری کی خواستگار ہے۔ آیا زید خرچ کا کفیل ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) در مختار باب النفقہ میں ہے لا نفقة الخ الخارجة من بيته بغير حق وهي الناشزة الخ اس عبارت سے واضح ہے کہ وہ عورت ناشزہ ہے اور اس کا نفقہ شوہر کے ذمہ نہیں ہے، دعویٰ اس کا باطل ہے

گذشتہ زمانہ کا خرچ نہیں ملے گا؟

(سوال ۱۳٤۰) عورت مذکورہ نے اٹھارہ سال تک لڑکیوں کو زید سے پوشیدہ رکھا، اس صورت میں زید لڑکیوں کے خرچ کا ذمہ دار ہو سکتا ہے کہ نہیں۔

(الجواب) گذشتہ زمانہ کا خرچ نہیں ملے گا قال فی الدر المختار والنفقة لا تصير ديناً الا بالقضاء او الرضاء فی ردالمحتار ثم اعلم ان المراد بالنفقة نفقة الزوجة بخلاف نفقة القريب فانها تصير ديناً ولو بعد القضاء والرضاء حتى لو مضت مدة بعد هما تسقط كما يا تی الخ . (۲)

بلا اجازت جب عدت میں باہر چلی جائے

(سوال ۱۳٤۱) ہندہ کو زید نے طلاق دی، وہ زید کے یہاں سے بخوف گناہ اپنے باپ کے یہاں چلی آئی تو کیا زمانہ عدت کا نفقہ زید کے ذمہ واجب ہوگا؟ اور بعد طلاق جو لڑکا زید سے پیدا ہوا اس کا نفقہ بھی زید ہندہ کو نہیں دیتا۔

(الجواب) نفقہ عدت کا مطلقہ کے لئے واجب ہوتا ہے اور خاوند کی نافرمانی سے ساقط ہو جاتا ہے، شامی میں ہے ونفقة العدة كنفقة النكاح. وفی الذخيرة وتسقط بالنشوز الخ (۴) باب النفقه جلد ثانی شامی ص ٦٦٩ وفی الدر المختار لا نفقة الخ لخارجة من بيتة بغير حق الخ اور چونکہ صورت مسئولہ میں عدت میں نکلنا مطلقہ کا بلا عذر ہے لہذا نفقہ اس کا ساقط ہے، اور لڑکا جو بعد طلاق کے پیدا ہوا، نسب اس کا زید سے ثابت ہے یعنی اس مدت میں پیدا ہوا کہ نسب اس کا زید سے ثابت ہے تو نفقہ اس کا بھی باپ کے ذمہ ہے، شامی میں ہے قال فی البحر وعلى هذا يجب على الاب ثلثة اجرة الرضاع واجرة الحضانة ونفقة الو لد الخ (۵) ص ٧٢٣ جلد ثانی۔

گذرے ہوئے دنوں کا نفقہ شوہر پر واجب نہیں

(سوال ۱۳٤۲) محمد خلیل زوج مسماۃ رحمت دونوں میں اتفاق نہ تھا، اس لئے محمد خلیل نے اپنی زوجہ مذکورہ کو اس کے میکہ میں پہنچا دیا، اور وہ بیس ماہ تک میکہ میں رہی، اس درمیان میں محمد خلیل نے اپنی زوجہ کو ایک حبہ نفقہ نہیں دیا، پس شرعاً زوجہ مذکورہ اپنے شوہر محمد خلیل سے نفقہ ایام گذشتہ ماہ کا لینے کی مستحق ہے یا نہیں؟

(الجواب) والنفقة لا تصير ديناً الا بالقضاء او الرضاء درمختار (٦) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ زمانہ

---

(۱) ايضاً ج۲ ص ۸۸۹ و ج ۲ ص ۸۹۰. ط.س. ج۳ ص ۵۷٦. ۱۲ ظفير.
(۲) ردالمحتار باب النفقة مطلب لا تصير النفقة دينا الا بالقضاء ج ۲ ص ۹۰٦. ط.س. ج۳ ص ۵۹٤. ۱۲ ظفير.
(۳) ردالمحتار باب النفقة تحت قوله وتجب لمطلقة الرجعی والبائن مطلب فی نفقة المطلقة ج۲ ص ۹۲۱. ۱۲ ظفير.
(۴) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب النفقة ج ۲ ص ۸۸۹ و ج۲ ص ۸۹۰. ۱۲ ظفير.
(۵) ردالمحتار.
(٦) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب النفقة مطلب لا تصير النفقة ديناً ج۲ ص ۹۰٦. ۱۲ ظفير.

گذشتہ کا نفقہ بدون حکم قاضی یا کسی مقدار معین پر صلح کرنے کے لازم نہیں ہوتا۔

بہن کا نفقہ بھائیوں پر

(سوال ۱۳۴۳) زید نے انتقال کیا، ایک لڑکی نابالغہ اور ایک عینی بھائی اور ایک اخیافی بھائی چھوڑے، تو عند الشرع لڑکی کا نفقہ اور اجازت نکاح کس کے ذمہ واجب ہے۔

(الجواب) لڑکی نابالغہ ہو یا بالغہ اگر وہ محتاج ہے، نفقہ اس کا بحالت مذکورہ دونوں بھائیوں پر بقدر ارث واجب ہے، سدس برادر اخیافی پر اور باقی عینی بھائی پر کہ حساب میراث بھی اسی طرح ہے صرح به فی الدر المختار بعد قوله بقدر الا رث الخ ولو اخوة متفرقين فسد سها علے الا خ لام والباقى علے الشقيق كارثه الخ ۔(۱) اور ولایت نکاح باعتبار عصوبۃ ہے لہذا اولی نکاح نابالغہ اس صورت میں عینی بھائی ہے كما فى الدر المختار الولى فى النكاح لا المال العصبة بنفسه الخ علے ترتيب الا رث والحجب ۔(۲)

زید کے وعدہ کے عدم ایفاء پر بیوی اپنے کو شوہر سے علیٰحدہ نہیں رکھ سکتی ہے

(سوال ۱۳۴۴) زید ہندہ سے شادی کرنا چاہتا ہے، زید کے اور بیویاں موجود ہیں ہندہ کے ماں باپ زید سے یہ خواہش کرتے ہیں کہ وہ اپنی جائداد کا ایک حصہ ہندہ کے نام کرا دے تاکہ آئندہ کے جھگڑوں کا احتمال باقی نہ رہے، زید ایک اقرار نامہ بحق ہندہ لکھ دیتا ہے کہ چونکہ مجھ سے یہ خواہش کی گئی ہے کہ تاوقتیکہ میں ایک مکان دس ہزار روپیہ کا اور نیز اپنی کل جائداد منقولہ و غیر منقولہ میں سے نصف حصہ ہندہ کے نام ہبہ نہ کروں ازدواج اس سے نہ ہو سکے گا، لہذا میں بہ ثبات ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ لکھ دیتا ہوں اور اقرار کرتا ہوں کہ مکان نمبری فلاں مملوکہ فلاں جو میرے پاس مبلغ سات ہزار میں رہن بالقبض ہے، اور جس کی مدت رہن ختم ہونے کو ہے ایک سال باقی ہے، بفور وصول رقم رہن مکان مذکور کوئی دوسرا مکان یا کوئی اور جائداد ان کی حسب دلخواہ یا وہی مکان مرہونہ ان کو دلا دوں گا اور ان کے حق میں ہبہ کر دوں گا ان کو کل حقوق مالکانہ اس دس ہزار کی خرید کردہ جائداد پر حاصل رہیں گے، اگر مستورات میں موافقت نہ ہوئی تو علیٰحدہ مکان میں رکھوں گا، اس کے علاوہ اپنی کل جائداد مسکونہ و ذاتی کا نصف حصہ جس کی تفصیل اقرار نامہ ہذا میں درج ہے، مسماۃ ہندہ کے حق میں ہبہ کر دیا، اور کل حقوق مالکانہ جو مجھے اس کے متعلق حاصل تھے وہ بذریعہ ہذا مسماۃ کی ذات پر منتقل کر دیئے گئے، چونکہ میرا ازدواج اس شرط پر موقوف تھا، لہذا میں نے بہ خوشنودی خود و برضامندی دیگر ورثہ یہ تحریر لکھ دی ہے، اس اقرار کے بھروسہ پر زید کے ساتھ ہندہ کا نکاح ہو جاتا ہے اور ہندہ سے اولاد بھی پیدا ہوئی ہے مگر باوصف تقاضا زید اس اقرار نامہ کے بموجب عمل نہیں کرتا ہے، اس لئے ہندہ اپنے ماں باپ کے گھر آ کر بیٹھ جاتی ہے، پس آیا زید کو اس اقرار نامہ کے بموجب عمل نہ کرنے تک حق طلب ہندہ ہو سکتا ہے یا نہیں، اور بصورت دعوی طلب زوجہ ہندہ کو یہ حق امتناع و اصرار حاصل ہے یا نہیں کہ جب تک زید حسب اقرار خود مقدم یعنی اقرار نامہ کے بموجب تعمیل نہ کرے زید حق طلب زوجہ سے متمتع نہیں ہو سکتا اور ایسی حالت میں باوصف اس کے کہ ہندہ اپنی ماں باپ کے یہاں مقیم رہے زید پر نفقہ ہندہ کا واجب الادا ہو گیا یا نہیں؟

(الجواب) مہر معجّل اگر شوہر نہ دیوے تو اس کی وجہ سے زوجہ اپنے نفس کو شوہر سے روک سکتی ہے، علاوہ مہر کے

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب النفقه ج ۲ ص ۹۴۰. ۱۲ ظفیر.
(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۷. ۱۲ ظفیر.

جو وعدہ شوہر نے مکان و جائداد وغیرہ دینے کا کیا یا اقرار نامہ لکھ دیا۔ ہے تو اس کے عدم ایفاء کی وجہ سے زوجہ اپنے نفس کو نہیں روک سکتی، البتہ مہر نہ دینے کی وجہ سے اگر عورت شوہر کے گھر نہ جاوے تو نفقہ ساقط نہیں ہوتا، بخلاف صورت مذکورہ کے کہ اگر یہ وعدہ ہبہ مکان وغیرہ کا علاوہ مہر کے ہے تو اس کے عدم ایفاء کی وجہ سے زوجہ اپنے نفس کو نہیں روک سکتی قال فی الدر المختار ولو منعت نفسها للمهر الخ لانه منع بحق فتستحق النفقة الخ ولو هی فی بيت ابيها اذا لم يطا لبها الزوج بالنقلة به يفتی وكذا اذا طالبها ولم تمتنع او امتنعت للمهر الخ۔(۱)

نفقہ کا دعویٰ شوہر پر

(سوال ۱۳۴۵) ایک عورت کے نکاح کو تیرہ سال ہوئے، اس کا شوہر آج تک۔ کسی طرح سے خبر گیراں نہیں ہے، نہ روٹی کپڑا دیتا ہے نہ پاس سوتا ہے، تین کوس کے فاصلہ پر ہے اور نہ طلاق دیتا ہے، عورت مذکورہ اپنا نکاح دوسری جگہ کر سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) بدون طلاق کے دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکتی، (۱) لیکن نفقہ کا دعویٰ کرے اور بحکم سرکار اس سے خرچ کھانے کپڑے کا وصول کرے۔

جب والدین لڑکی کو شوہر کے یہاں نہ بھیجیں

(سوال ۱۳۴۶) اگر والدین لڑکی کو شوہر کے گھر نہ بھیجیں اور لڑکی بوجہ عدم رضا والدین کے شوہر کے یہاں جانے سے انکار کرے تو شوہر کے ذمہ نفقہ واجب ہو گا یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں نفقہ اس کا بذمہ شوہر واجب نہ ہو گا اور وہ عورت ناشزہ یعنی نافرمان شوہر کی ہو گی اور عاصی ہو گی۔(۲)

نفقہ کے ادا نہ ہونے کی وجہ سے تفریق نہیں

(سوال ۱۳۴۷) مابین زن و شوہر کے نہایت بد مزگی پیدا ہو گئی ہے، عورت کے وارثوں کے پاس شوہر کی جبر و تعدی ناقابل برداشت اور نان و نفقہ کی عدم خبر گیری کے بینہ موجود ہیں، بدیں وجہ عورت اور اس کے ورثاء تفریق بین الزوجین کرانا چاہتے ہیں، اس صورت میں کیا حکم ہے؟

(الجواب) ہمارے مذہب میں نفقہ نہ دینے کی وجہ سے تفریق بین الزوجین نہیں ہو سکتی، البتہ شوہر پر نفقہ کی نالش کی جا سکتی ہے۔ اور رفع تکلیف کی تدبیر سرکار سے کرائی جاوے۔(۳)

جو عورت کوشش کے باوجود شوہر کے یہاں نہیں آتی اس کا نفقہ واجب نہیں

(سوال ۱۳۴۸) ایک شخص کی عورت اپنے والدین کے یہاں رہتی ہے اور شوہر ہر چند کوشش کرتا ہے کہ

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب النفقه ج ۲ ص ۸۸۸ و ج ۲ ص ۸۸۹ ط.س. ج۳ص ۵۷۵. ۱۲ ظفیر.

(۲) اما نكاح منكوحة الغير و معتدته الخ لم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلا (ردالمحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۸۲ .ط.س. ج۳ص ۵۶۱ ظفیر.

(۳) لا نفقة الخ خارجة من بيته بغير حق وهی الناشزة حتی تعود (الدر المختار علی هامش ردا لمحتار باب النفقه ج ۲ ص ۸۹۰ .ط.س. ج۳ص ۵۷۶) ظفیر.

(۴) ولا يفرق بينهما لعجزة عنها بانواعها الثلاثة ولا بعدم ايفائه (در مختار. قوله بانواعها الثلاثة وهی ماكول وملبوس ومسكن (ردالمحتار ج۲ ص ۹۰۳) اب زوجہ متعنت کے لئے تفریق کی صورت نکل سکتی ہے دیکھئے "الحیلة الناجزه" للتهانوی ط.س. ج۳ص ۵۹۰، ۱۲ ظفیر.

میری زوجہ میرے پاس رہے لیکن وہ کسی طرح شوہر کے پاس نہیں رہتی اور اسے دو بچے بھی ہیں نہ ان بچوں کو باپ کے پاس بھیجتی ہے، اور عدالت سے اس نے چھ روپیہ ماہوار شوہر سے لینا مقرر کرالیا ہے، شوہر نے مجبور ہو کر دوسرا نکاح کرلیا ہے، اس صورت میں شرعاً اس عورت کا نفقہ شوہر کے ذمہ واجب ہے یا نہیں، اور مسماۃ بوجہ اندیشہ جان کے مبلغ سات روپیہ شوہر سے طلب کرتی ہے۔

(الجواب) اس صورت میں اس زوجہ کا نفقہ شوہر کے ذمہ واجب نہیں ہے، کیونکہ یہ ناشزہ ہے اور ناشزہ کا نفقہ شوہر کے ذمہ سے ساقط ہو جاتا ہے والنا شزۃ لا نفقہ لھا وھی اللتی خرجت من منزل الزوج بغیر اذنہ بغیر حق فتاویٰ قاضی خان (۱) وان نشزت فلا نفقۃ لھا (ھدایہ) (۲) اور عورت کا یہ مطالبہ شرعی حیثیت سے ناجائز اور ناقابل قبول ہے۔ فقط۔

جو شوہر نہ نفقہ دے اور نہ لے جائے وہ کیا کرے؟

(سوال ۱۳۴۹) خلاصہ سوال یہ ہے کہ ایک شخص اپنی زوجہ کو نہ نان نفقہ دیتا ہے نہ طلاق دیتا ہے خود دوسرا نکاح کرلیا ہے، اس صورت میں عورت مہر مؤجل اور نفقہ کا دعویٰ کرسکتی ہے یا نہیں، اور تفریق ہوسکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) حنفیہ کا مذہب اس صورت میں یہ ہے کہ بدون طلاق دینے شوہر کے تفریق نہیں ہوسکتی اور دوسرا نکاح لڑکی کا نہیں ہوسکتا، جس طرح ہو اس کے شوہر سے طلاق لی جاوے۔ اکراہ اور جبر کر کے بھی اگر اس سے طلاق لی جاوے گی اور بعد طلاق کے مہر مؤجل کے وصول کا دعویٰ بھی عورت کی طرف سے ہوسکے گا، اور گذشتہ نفقہ کا دعویٰ نہیں ہوسکتا ہے، جب کہ حاکم کی طرف سے نفقہ ماہانہ وغیرہ مقرر نہ کیا گیا ہو، ھکذا فی الدر المختار۔(۳)

جب خود شوہر نہ لے جائے تو اس پر نفقہ واجب ہے

(سوال ۱۳۵۰) ہندہ زوجہ زید اپنی چھوٹی ہمشیرہ کی شادی میں سسرال سے رخصت ہو کر میکہ چلی آئی بعد تقریب زید ہندہ کو رخصت کرانے جانے سے انکاری ہوا، اور بالکل قطع تعلق کرلیا، ہندہ نے عدالت میں نان و نفقہ کا دعویٰ کیا، زید نے جواب دہی کی کہ ہندہ بد چلن ہے، مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے، عدالت نے یہ فیصلہ دیا کہ ہندہ ضرور بد چلن ہے ایسی صورت میں وہ کھانا کپڑا اپنے شوہر زید سے ہرگز پانے کی مستحق نہیں ہوسکتی، ایسی صورت میں ہندہ پر طلاق واقع ہوگئی یا نہیں، اور زید سے مہر وصول کرسکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں شرعاً ہندہ کا نفقہ زید کے ذمہ واجب ہے کیونکہ جب کہ ہندہ شوہر کی اجازت سے اپنے میکہ میں آئی اور پھر زید اس کو اپنے گھر نہ لایا باوجود یہ کہ ہندہ شوہر کے گھر جانے سے انکار نہیں کرتی تو اس صورت میں ناشزہ اور نافرمان نہیں ہے، (۴) اور شوہر کے اس دعویٰ کرنے سے کہ ہندہ بد چلن ہوگئی ہے اور عدالت سے اس کے موافق فیصلہ ہونے سے ہندہ پر طلاق واقع نہیں ہوئی، اور ہندہ کو بحالت موجودہ دوسرا نکاح کرنا جائز نہیں ہے اور مہر مؤجل بدون طلاق کے نہیں لے سکتی، فقط۔

جو عورت شوہر کے پاس نہ رہے اس کا نفقہ واجب نہیں

(۱) فتاوی قاضی خان باب النفقہ مصری ج ۱ ص ۳۶۱ . ظفیر.
(۲) ہدایہ باب النفقۃ ج ۲ ص، ۴۱۸ . ۱۲ ظفیر.
(۳) والنفقۃ لا تصیرد ینا الا بالقضاء اوالرضاء (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب النفقہ ج۲ ص ۹۰۶ .ط.س. ج۳ص ۵۹۴) ظفیر. (۴) فتستحق النفقۃ بقدر حالھما الخ ولوھی فی بیت ابیھا اذا لم یطا لبھا الزوج بالنقلۃ بہ یفتی (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب النفقہ ج۲ ص ۸۸۹ .ط.س. ج۳ص ۵۷۴) ظفیر.

(سوال ۱۳۵۱) زید کی منکوحہ زید کے گھر میں نہیں رہتی اور مرتکب فعل شنیع کی ہو رہی ہے اس کا نان و نفقہ زید کے ذمہ واجب ہے یا نہیں ؟

(الجواب) جو عورت شوہر کے گھر میں نہ رہے اور نافرمانی کرے وہ ناشزہ اور نافرمان ہے، ایسی عورت کا نان و نفقہ شوہر کے ذمہ سے ساقط ہو جاتا ہے، درمختار میں ہے **لا نفقة لا حدى عشر الیٰ ان قال وخارجة من بيته بغير حق وهي ناشزة الخ۔**(۱) اور درمختار، میں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر کسی کی زوجہ فاجرہ ہو تو اس کو طلاق دینا واجب نہیں البتہ اگر وہ باوجود سمجھانے کے اور تنبیہ کرنے سے بھی نہ مانے اور اپنی حرکات سے باز نہ آوے تو پھر طلاق دے دینی چاہئے **ليس على الزوج تطليق الفاجره۔**(۱) فقط۔

گذشتہ برسوں کا نفقہ شوہر پر واجب نہیں

(سوال ۱۳۵۲) زید و ہندہ کی کمسنی میں ان کے والدین نے نکاح کر دیا، نکاح کے بارہ برس کے بعد ہندہ کی والدہ نے ہندہ کو وداع کیا ہے، دو ایک ماہ بعد ہندہ کو پھر لے گئی، اب دوسری مرتبہ جب زید کے اقرباء ہندہ کو لانے کے لئے گئے تو اب اس کے والدین کہتے ہیں کہ بارہ برس کا نفقہ جو زید کے ذمہ ہے وہ ادا کر دے تو لے جاؤ، تو کیا اس صورت میں زید پر گذشتہ بارہ برسوں کا نفقہ واجب ہوتا ہے یا نہیں اگر واجب ہے تو پورا یا نصف ؟

(الجواب) درمختار میں ہے **لا تصير النفقة ديناً الا بالقضاء اوالرضاء الخ۔**(۲) یعنی نفقہ پہلے زمانے کا شوہر کے ذمہ واجب نہیں ہوتا، بدون حکم قاضی کے یا بدون رضامندی کے، اس لئے ہندہ کے والدین بارہ برس کا نفقہ زید سے نہیں لے سکتے اور یہ عذر ان کا مسموع نہ ہوگا، اور اگر ہندہ بدون رضا شوہر کے والدین کے یہاں رہے گی تو وہ ناشزہ و نافرمان ہوگی، در آئندہ کا نفقہ بھی شوہر کے ذمہ سے ساقط ہو جاوے گا۔

مہر کی ادائیگی وسعت نہ ہو تو مہلت دی جائے اور نفقہ واجب ہے

(سوال ۱۳۵۳) ایک عورت اور مرد کا نکاح ہوا جن کے مہر مبلغ ایک ہزار روپیہ کے مقرر ہوئے، اسی غرض سے کہ دولہا پر دباؤ ہو، دلہن اپنے شوہر کے یہاں چلی گئی، مہر ادا کرنے کی طاقت نہیں اور بیوی معاف نہیں کرتی، اس صورت میں مسئلہ کیا اجازت دیتا ہے، بغیر صفائی مہر دونوں رہنے لگے اور تمام خرچ شوہر نے برداشت کیا تو اس صورت میں عورت پر گناہ سود کا تو نہیں ہوا، یا سود کہا جائے گا۔

(الجواب) جب کہ شوہر میں قدرت اور وسعت مہر ادا کرنے کی نہیں ہے تو اس کو شرعاً مہلت دی جائے گی جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے **وان كان ذو عسرة فنظرة الیٰ ميسرة**۔(۳) الآیہ اور بدون ادا کرنے دین مہر کے اور بدون معاف کرانے کے شوہر کا نان و نفقہ دینا اپنی زوجہ کو سود نہیں ہے بلکہ نفقہ نہ دینے سے شوہر گنہگار ہوگا، کیونکہ شوہر کے ذمہ علاوہ دین مہر کے زوجہ کا نان و نفقہ بھی واجب ہوتا ہے۔(۴) اور شوہر پر دباؤ ڈالنے کی وجہ سے بھی زیادہ مہر مقرر کرنا جائز ہے۔

عدت کا نفقہ شوہر پر واجب ہے

(سوال ۱۳۵۴) زید نے ہندہ کو طلاق دے دی اور صرفہ کا عدت میں وعدہ ادائی کرتا ہے مگر وعدہ خلاف ہے

---

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب النفقه ج ۲ ص ۸۸۹ و ج ۲ ص ۸۹۰ .ط.س.ج۳ص۵۷۶.۱۲ ظفير.

(۲) ايضاً باب المحرمات ج۲ ص ۴۰۲ .ط.س.ج۳ص ۱۲.۵۰ ظفير. (۳) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب النفقه ج۲ ص ۹۰۶ .ط.س.ج۳ص۵۹۴. ۱۲ ظفير. (۴) سورة البقره آيت نمبر ۲۸۰ ع ۳۸ ظفير. (۵) النفقه واجبة للزوجة على زوجها الخ اذا سلمت نفسها الي منزله (هدايه باب النفقه ج۲ ص ۴۱۷) ظفير.

چونکہ ملازم پیشہ ہے، اس لئے رقم ملازمت خود وصول کر لیتا ہے، کیا زید ایسے فعل پر مجبور کیا جا سکتا ہے۔
(الجواب) زید پر نفقہ عدت کا واجب ہے اور جب کہ زید میں وسعت ادا کرنے کی ہے تو وہ ادا کرنے پر مجبور کیا جا سکتا ہے(۱)

بیوہ مکان فروخت کر کے نفقہ لے سکتی ہے

(سوال ۱۳۵۵) ایک بیوہ عورت کا شوہر کچھ جائیداد چھوڑ گیا ہے، نقدی کچھ نہیں چھوڑی ہے، آیا بیوہ مکان فروخت کر کے یا گروی رکھ کر اپنا گذارہ کر سکتی ہے یا نہیں۔ اگر بیوہ کو زکوٰۃ کا روپیہ دیا جاوے تو جائز ہے یا نہیں؟
(الجواب) مکان گروی رکھنا اور فروخت کرنا دونوں جائز ہیں شرعاً کسی امر میں ممانعت نہیں ہے، لیکن مشورہ یہ ہے کہ اگر فی الحال خرچ کی ضرورت ہے اور یہ امید ہے کہ جس وقت جائداد کی آمدنی آوے گی اس آمدنی سے مکان گروی چھڑا لیا جاوے گا تو مکان گروی رکھ دیا جاوے اور اگر مکان متعدد ہیں۔ اگر مکان ایک ہی ہے تو پھر مکان کو گروی نہ رکھے اور نہ فروخت کرے۔ بلکہ جنگل کی زمین گروی رکھ دے یا فروخت کر دے بقدر ضرورت۔ فقط۔

قدتم الجزء الحادی عشر بعون اللہ تعالیٰ و توفیقه فی شهر ذی القعدة سنة اربع مائته والف علیٰ ید العبد الضعیف محمد ظفیر الدین المفتاحی الذی فوض الیه الترتیب والتحشیة تحت اشراف صاحب الفضیلة حکیم الاسلام مولانا القاری محمد طیب دامت فیوضه، رئیس الجامعة الاسلامیه دارالعلوم دیو بند.
ویاتی الجزء الثانی عشر انشاء اللہ تعالیٰ

---

(۱) اذا طلق الرجل امرء ته فلها النفقة والسکنی فی عدتها رجعیا کان او بائنا (هدایه باب النفقه ج ۲ ص ۴۲۳) ظفیر.